

حضرت مولانا محمد رفیع دہلوی کی شہسود تصنیف

انفاس العارفین

مترجم علامہ حکیم محمد رفیع الدین فاروقی

نویں ایک سو واماں بار

نَبَا فِي الدِّينِ مُحَمَّدٌ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ

الْفَائِدَاتُ الْعَارِضَاتُ

شعرا

نوري بک ڈپٹی ڈائریکٹر

بجملہ حقوق بحق نوری بک ڈپو محفوظ ہیں

— تقدیم —

راجہ رشید محمود ایم اے ماہر مضمون اردو

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

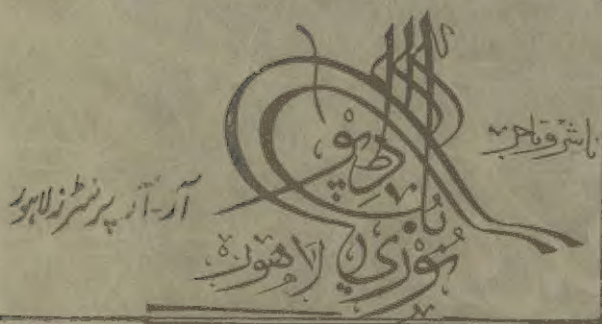
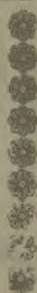
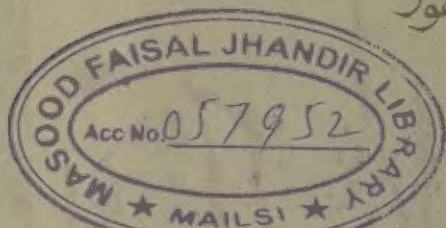
— ترتیب و ترجمہ —

حضرت علامہ حکیم محمد اصغر اعظم نارتھی مدظلہ العالی

انفاس العارین

شیخ الاسلام محمد رفیع الدین

نوری بک ڈپو - لاہور



آر-آر پرنٹرز لاہور

مرکزی دفتر : معصوم منزل - اسلام گنج - لاہور
مرکز فروخت : بازار داتا صاحب - لاہور

تقدیم

اسلام اس صداقت کا نام ہے جو ازل سے ایک تک رسے گی اس
 سچائی کی تبلیغ کے لیے حضرت آدم کی خلقت ہوئی اسی صراط مستقیم کی طرف
 رہنمائی کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لاتے۔ یہی وہ منزل
 ہے جس کی نشان دہی تمام انبیائے کرام نے کی اور یہی معتقدات ہیں جن
 کو بنی نوع انسان کے دلوں میں راسخ کرنے کے لیے سرکارِ دو عالم نور مجسم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے حضور خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد رشد
 و ہدایت کے لئے نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا اب دنیا کی رہنمائی
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیاؤں اور خداوند کریم کے دوستوں کی طرف
 منتقل ہو گئی۔ مجددین ملت اولیاء اللہ اور علماء کرام نے اس فرض کو نبھایا
 اور عالم انسانیت کو حقیقت و معرفت کی راہ دکھانے کی سعی میں عمریں گزار
 دیں لیکن چراغِ مصطفوی سے متزار ہو بھی ازل سے ستیزہ کار رہا ہے
 سچائی کے ساتھ دروغ و کذب کی مبارزت پرانی ہے ٹیکسی اور بدی کا سمجھوتہ
 آج تک نہیں ہو سکا انسان کو سیدھی راہ سے بھٹکانے کے کام میں شیطان
 اپنے راندے جانے کے دن سرگرم عمل ہے چنانچہ وقت گزرنے کے
 ساتھ ساتھ اس کا جادو سرور کائنات فخرِ موجودات علیہ السلام والصلوة کی
 امت کے کمزور لوگوں پر چلتا رہا اور وہ کچھ ایسوں کو بھی راہِ راست سے بھٹکانے
 میں کامیاب ہوتا رہا جو ملتِ اسلامیہ کے افراد کہلاتے تھے ایسے لوگ سوادِ
 اعظم سے کٹے رہے، معتقداتِ اسلام میں ایسے لوگوں کی اصلاح کا
 ڈول ڈالا، جو محبوبِ کبریا کی تعلیمات کا خاصہ تھے۔ پھر امتدادِ وقت

کے ساتھ یہ ”مصلحین اسلام“ فرائع اطلاق پر تالف ہوتے گئے انہوں نے دنیوی برتری کے زور سے، سیدھی راہ سے نہ بھٹکنے والوں پر کفر و شرک کی کلون اندازی شروع کر دی اور ظاہر ہے کہ اس کا دائرہ عمل طور پر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں تک پھیل گیا لیکن ابھی ابھی ان کے لئے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور دیگر بزرگانِ دین کو کھلم کھلا ان فتوؤں کی زد میں لانا ممکن نہ تھا۔ اس کام کے لئے وقت و کار تھا اب تو خیر ان میں سے ایک صاحبِ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی (دراچی) حضورِ غوثِ اعظمؒ جیلانی خواجہ معین الدین چشتیؒ حضورِ داتا گنج بخشؒ مولانا جلال الدین رومیؒ رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے بزرگوں کو کافر و مشرک قرار دے کر ان کے خلاف فتاویٰ چھاپ رہے ہیں اس لئے ان لوگوں نے ایک مجددِ دین و ملت، اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ قس برہ کو ہدف بنایا اور اسلام کے شعار و عقائد پر سختی سے عامل مسلمانوں کو ”بریلوی“ کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔

”بریلویت“ کو دشنام طرازی قرآن و احادیث کے ارشادات اور بزرگانِ دین کی تعلیمات کے ہوتے ہوئے چونکہ مشکل تھی اس لئے ان حضرات نے قرآن مجید اور احادیثِ نبویؐ کو اپنی تادیلات اور ترجموں کی بوتلمونی سے مجروح کرنے کی کوشش کی اور بزرگوں کی تعلیمات کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اس مقصد کے لئے مختلف حربے استعمال کئے گئے، جن میں سے ایک یہ تھا کہ اسلافِ کرام کی راہ سے بنے ہوئے معتقدات کو بزرگوں ہی کے ملفوظات اور ان کی تحریروں کے نام سے لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اور ان بزرگوں کی اصلی تحریریں عامۃ الناس کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دی جائیں۔

اس وقت ہمارے پیش نظر محدثِ بریلوی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ خاندانِ ولی اللہی نے اسلامیانِ ہند کو پورے عالمِ اسلام پر اپنی علمیت

فقاہت اور حکمت کے گہرے اثرات مرتب کئے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نہیں
 برتر العزیز جلیل عالم دین، والا مرتب فقہیہ و محدث، عظیم نباض قوم اور حکیم امت اسلامیہ
 تھے۔ انہوں نے دین کی روح کو اپنی تعلیمات کے ذریعے لوگوں کی ارواح و قلوب میں
 راسخ کر دیا اور مسلمانوں کو سچائی کی راہ پر چلانے کی کوشش میں عمر عزیز گزاری لیکن
 دین کو سمجھنے والوں کی تعلیمات سے لوگوں کو محروم رکھنے کے خواہش مندوں نے حضرت
 شاہ ولی اللہ کی کئی تصانیف کو منظر عام پر آنے سے روکا اور ان کے نام سے کئی کتابیں
 خود لکھ کر چھاپ دیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ گمراہ ہو سکیں۔ قارئین کرام انفاس العارفین
 کے مطالعہ سے جان لیں گے کہ حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے خیالات ان معتقدات
 کے بارے میں کیا ہیں جن پر کفر و شرک کی خود کار مشینیں حرکت میں ہیں تو تسل استمداد
 تصرفات کشف پر اعتقاد رکھنے سے آپ کو کچھ لوگ سارا دن منع کرتے ہیں۔ آپ یہ
 دیکھیے کہ ان معاملات میں اسلام کے بطل جلیل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے آپ کی کیا
 رہنمائی کی ہے۔

دین کی اصل کو مسلمانوں کے دلوں سے محو کر دینے کے خواہش مندوں نے
 انفاس العارفین کو بھی نہیں چھاپی اس کی جلدیں بازار سے غائب کرنے کی کوششیں کی گئیں
 تاکہ لوگ حضرت شاہ ولی اللہ کے ارشادات سے متفق نہ ہو سکیں اس کے برعکس تو تسل
 استمداد تصرفات اور کشف کو ماننے والوں کے خلاف کفر و شرک کے فتوے لکھ کر ان پر
 شاہ ولی اللہ کا نام چھاپ دیا گیا تاکہ عاتقہ المسلمین کو دھوکہ دیا جاسکے محققین نے ان
 موضوع تصانیف کی نشاندہی کر دی ہے لیکن جب دل میں خوف خدا نہ رہے تو آدمی
 اسی چیز سے نہیں ڈرتا، جھوٹ تو کوئی چیز ہی نہیں۔

ارباب تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نہیں
 ہیں بلکہ وہ لوگوں نے ان کے نام لگا دی ہیں۔

۱۔ تحفۃ الموحیدین ۲۔ البلاغ المبین ۳۔ قول سدید ۴۔ اشارہ مستمرہ ۵۔ قرۃ العینین فی البطلان
 شہادۃ الحسینؑ ۶۔ جنت العالمیہ فی مناقب المعاونین ۷۔ رسالہ اوائلی ۸۔ فیما یحب حفظ المناظر
 منوخر الذکر دونوں رسالے ناشرین کی عدم توجہ سے شاہ صاحب کی فہرست تصانیف
 میں شامل ہو گئے حالانکہ پروفیسر محمد ایوب قادری کی تحقیق کے مطابق پہلا رسالہ شیخ محمد سعید
 کلہے اور دوسرا شاہ صاحب کے کسی شاگرد کا۔

مذکورہ بالا کتابوں کو دیگر تاریخی شواہد و دلائل کے علاوہ ان کی زبان و بیان اور
 اعتقادات کے لحاظ سے شاہ صاحب کی تحریر سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ قرۃ العینین اور
 جنت العالمیہ کو تذکرۂ گلشن ہند میں مرزا علی لطف نے شاہ ولی اللہؒ سے منسوب کیا ہے
 لیکن مولانا شبلی نعمانی۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق اور دوسرے محققین نے اس کی تردید
 کی ہے۔ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ پہلی کتاب ”قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین“ ہے جس میں
 شہادت امام حسین علیہ السلام کے البطلان کا سوال ہی نہیں اور دوسری کتاب بالکل فرغی ہے
 حضرت معاویہؓ کے مناقب میں شاہ صاحب نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ مولوی محبوب علی دہلوی
 ”تنبیہ الضالین“ میں لکھتے ہیں کہ ”شاہ ولی اللہؒ پر رافضیوں نے تہمت اور بہتان کیا کہ
 انہوں نے شہادت حسینؑ کا رد کیا ہے۔“

شاہ صاحب کے نامدان کے ایک فرد اور ان کی تصانیف کے مشہور دانشور۔

ظہیر الدین نواسہ شاہ رفیع الدین دہلوی نے شاہ صاحب کی کتاب ”تأویل الاحادیث فی بوز
 قصص الانبیاء“ کے آخر میں بھی قارئین کی اطلاع کے لئے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے بعض
 تصانیف شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نام منسوب کر دی ہیں
 ظہیر الدین صاحب الفاس العارین، مطبوعہ مطبع احمدی دہلی کے آخر میں ان جعلی اور
 معصومی کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے تحفۃ الموحیدین اور البلاغ المبین کے ساتھ مولانا عبدالغفار
 رحمہ اللہ علیہ کے نام منسوب تفسیر موضع القرآن مطبوعہ مطبع خدام الاسلام دہلی اور مولانا شاہ

عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے نام منسوب ملفوظات مطبوعہ میرٹھ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

جعلی رسائل شاہ صاحب قدس سرہ کے نام نامی سے منسوب کرنے کا نظم زیادہ تر اس لئے کیا گیا کہ بعض لوگ اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کو ختم کر کے دین کو کمزور کر دینا چاہتے تھے۔ شاہ صاحب کی شہرت اور عظمت کو اپنے مقاصد مذمومہ کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرتی مکر وہ ہے اہل علم و دانش اس کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ تحفۃ الموحیدین سب سے پہلے ایک اہل حدیث حاجی عبدالغفار دہلوی علی جان والے نے شائع کی (حیات ولی مطبوعہ محل المطابع بحوالہ شاہ صاحب رومی اللہ اور ان کا خاندان از حکیم محمود احمد برکاتی)۔ قیام پاکستان کے بعد سرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان نے اسے دوبارہ شائع کیا۔ اس طرح اس طبقے نے اس جعلی کتاب کے متعدد ایڈیشن نکال کر نامہ انٹاس کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی۔ پروفیسر محمد ایوب قادری نے مجموعہ وصایا اربعہ مطبوعہ شاہ ولی اللہ الہیڈمی حیدرآباد کے سفر ۲۸-۲۹-۳۰ پر دلائل و براہین کے ساتھ اس کتاب کو جعلی ثابت کیا ہے۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے بھی اپنی کتاب وسیلہ جلیلہ میں اس کتاب کے شاہ صاحب سے اقتاب کو غلط بتایا ہے۔

البلاغ المبین ۲، بار مطبع محمدی سے ایک اہل حدیث عالم فقیہ اللہ نے شائع کیا اس میں اکثر شبہ مستند اور وضعی احادیث کا سہارا لے کر سواد اعظم کے عقائد کو مطعون کیا گیا ہے اس کتاب کے بارے میں مولانا سید سلیمان ندوی نے بھی فرمایا ہے کہ ”یہ شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیف ہے ہی نہیں بلکہ کسی نے کچھ کہان کی طرف منسوب کر دی ہے تاکہ شاہ صاحب کو ماننے والے ان عقائد کو مان لیں“ (تذکرہ سلیمان از غلام محمد بی اے عثمانیہ بحوالہ مجموعہ وصایا اربعہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری لکھتے ہیں۔ ”یہ کتاب کسی وہابی کی تصنیف ہے جسے کافی لیاقت نہ تھی مگر اعتبار و اسناد کے لئے مولانا شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کی گئی“ (وسیلہ جلیلہ مشہور اہل حدیث محقق و مؤرخ غلام رسول مہر کو بھی کہنا پڑا۔ ”البلاغ المبین تو یقیناً شاہ

ولی اللہ کی کتاب نہیں اس کا اسلوب تحریر و طریق ترتیب مطالب شاہ صاحب کی تمام تصانیف سے متفاوت ہے۔ (بحوالہ مجموعہ وصایا اربعہ مترجمہ پروفیسر اویس قادری)۔

”قول سدید“ کو بھی انہی لوگوں نے لکھا اور شاہ صاحب کا نام استعمال کر ڈالا۔ شاہ ولی اللہ اور تقلید میں مولانا محمد علی کاندھلوی خواہر زاوہ مولانا محمد اویس کاندھلوی کہتے ہیں ”میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں جب میں سنتا ہوں کہ لوگ غیر تقلیدیت کو پر دان چڑھانے کے لئے حضرت شاہ صاحب کی کتابوں سے ادھوری اور تراشیہ عبارتیں نقل کر کے بیچنے کے عوام کو دھوکا دیتے ہیں یہی نہیں بلکہ قول سدید کے نام پر ایک من گھڑت کتاب کو شاہ صاحب سے منسوب کرتے ہیں“ اس طبقے کی اس علمی بددیانتی کے بارے میں حکیم محمود احمد برکاتی نے فاران کراچی کے جون ۱۹۶۵ء کے شمارے میں لکھا ہے۔ ”ایک گروہ — اہل حدیث نے شاہ صاحب اور ان کے اخلاف کی طرف ایسی تحریروں کو منسوب کر دیا جو حقیقتاً ان کی نہیں تھیں اس سلسلے کا آغاز ۱۸۵۷ء سے قبل ہی ہو گیا تھا چنانچہ قادی عبدالرحمن پانی پتی اور نواب قطب الدین خان نے اس زمانے میں اس کی تردید کر دی پھر موجودہ صدی کے آغاز میں سید ظہیر الدین احمد ولی اللہی نے بار بار اس کی تردید کی لیکن ابلاغ البین اور تحفۃ المؤمنین جیسے رسائل آج تک شاہ صاحب کے نام سے چھپ رہے ہیں۔“ (بحوالہ پیش اغظ الطاف القدس از حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

محمد شمس الدین جالندھری نے مختلف مسائل میں علمائے کرام کے فتاویٰ حاصل کر کے ۱۳۱۰ھ میں ”فتاویٰ علمائے حنفیہ“ کے نام سے قیصری پریس جالندھری سے شائع کئے ان میں عالم محقق حضرت مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی لکھنؤی کا ”ابلاغ البین“ کے بارے میں تحقیق فتویٰ شامل ہے اس فتویٰ کے آخر میں بہت سے تائیدی فتاویٰ بھی شامل ہیں یہ تحریر بحوالہ بال کتاب کے صفحہ ۸۷ پر مشتمل ہے اس طویل اقتباس کے لئے معذرت خواہ ہوں مگر مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر اس کو منہج نقل کرنا افادہ عام کے لئے ضروری ہے اس تحریر میں مولانا مرحوم و مغفور نے شاہ صاحب کی دوسری اہم

کتابوں کے حوالے سے ابلاغِ امینین کا رو کیا ہے فرماتے ہیں: رسالہ ابلاغِ امینین "کو آخر نے نظر غور دیکھا اور جہاں تک تامل و فکر کیا یہ رسالہ تصنیفات حضرت شیخ الحدیث مولانا شاہ ولی اللہ صاحب سے معلوم نہیں ہوا ہر چند اس میں ان علوم کا لانعام کو جو شب و روز بدعاتِ منیہ میں متغرق رہتے ہیں اور قیدِ شرع شریف سے آزاد ہو کر طبقِ بقیہ بقیہ پرست بن گئے ہیں صوب طور پر نہمید و نویخ کی گئی ہے لیکن بہت جگہ حدِ اعتدال سے تجاوز کر کے اور ضلحا کو بھی ان غلامِ ہی کے ہمراہ ملا کر ایک ہی قسم کے کلماتِ ناشائستہ سے یاد کیا ہے اور اصل مسئلہ کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۱ میں کہتے ہیں "وہیں صورتِ نفعِ زیارتِ قبور اہل اسلام وغیر اشیان برابر است" صفحہ ۲۸ میں صوفیہ کرام کو "اِس گردہ شقاوت پر دیکھ کے لفظ سے یاد کیا ہے اور تمثیلِ شقاوت کی سند میں صوفیہ کا یہ شعر پیش کیا ہے۔

علم حق در علم صوفی گم شود ایس سخن کے باور مردم شود
حالائیکہ حضرت شاہ صاحب نے نکات تصوف اپنے رسائل ہوامع الطاف القدس، سطعات وغیرہ
میں ایسے لکھتے ہیں جو علمائے نواہر کی سمجھ سے باہر ہیں اور خاص اس شعر کا ذکر بھی حضرت کے
مکتوبات مطبوعہ کے صفحہ ۱۲ میں موجود ہے۔ علاوہ انہیں چند قرائن دیگر موجود ہیں جو اصل مطلب
کے مؤید ہیں۔

اول یہ کہ بعد حمد و صلوة اس رسالہ انبلاغ المسین میں حسب قاعدہ متنفین شاہ صاحب کا نام نامی نہیں ہے اور یہ امر شاہ صاحب کی نادت کے بالکل خلاف ہے شاہ صاحب اپنے ہر رسالہ میں حمد و صلوة کے بعد اپنا نام نامی ضرور لکھتے ہیں ۲۲ تصانیف خور و کلاں حدیث و تفسیر و تصوف وغیرہ جو احقر کے پاس موجود ہیں ہر ایک میں شاہ صاحب نے اپنا نام نامی فرمایا ہے حتیٰ کہ رسالہ تراجم بخاری میں بھی جو صرف ایک ورق کا رسالہ ہے نام لکھا ہے ان ۲۲ علاوہ چند تصانیف و کچھ دستوں کے پاس دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اسی طرح ان میں ام ایہ مولانا سید الجب صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بشر مولانا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سفر ۲۶ میں شاہ صاحب

و کہتا: بیشک کہ اسم بام کھانا نہ دے بلکہ میں دہلیں ۲۰ دینا میں
 اور یہ کہ میں نے یہ ہندو برہمنوں کے یہاں نہایت محبت کی تھی اور ان کی خدمت
 و بھوج کرتا تھا یہ تو بڑا شوق تھا کہ ان کے پاس نہایت خدمت کرتا تھا اور ان کے
 ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 مشورہ کرنا تھا کہ میں نے ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 کہ چند روز کے لیے ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا

کی مصنفات کے خلاف ہیں۔

تیسرے کے یہ کہ میں نے ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا

چوتھے کے یہ کہ میں نے ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا

پانچویں کے یہ کہ میں نے ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا
 ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا

علیہ السلام! جہ غیبیہ بلکہ شکت در مدینہ منورہ وقت و اجلاس یعنی احد
 کہ کائنات بر سرِ علی علیہ السلام بود و توکل نمود و گفت: اَللّٰهُمَّ اِنِّکَ کَنتَ سَيِّدَ
 و کُنْ اَزَلْ اَتَمَّ سَتَرٍ یَعْلَمُ نَیَّتِیْ یعنی اے خداوند! بدین طریق بود که منی که توکل بر پیغمبر
 تو را توکل می نمایم و تو را پیغمبر تو را نبی ثابت شد نه توکل بجز عثمان و نه جان
 باز نداشتند آمد و اگر نه عباس رضی عنده از سرور عالم صلی علیہ وسلم بهتر بود
 چرا که گفت که توکل می کردیم بر پیغمبر تو را توکل می کردیم بدین گونه توکل می
 ایستادیم این را می بین ایضا یک استنباطی که خود را از دست خداوند سبب که خود را از
 ته کما جالس کینه کار با تحقیق ذات پاک رسول الله صلی علیہ وسلم وسیله است و جمله انبیاء
 گزشتگان و قوامی عالمیان که پیغمبرانش حاضر و پیش از احوال میں اور بھی دنیا اور عالمینس پتہ قیامت
 ہیں پانچ فرمایا حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جناب القلوب میں۔
 تا توکل و مستشفاع حضرت سید رسول و ستائمانہ و استمداد و یار و جناب اہل بیت علیہم
 فعل نبیاء و سابقین و پیش سلف و خلف و معین است چه پیش ازین وقت و بعد ازین
 با این سیاحت پرشید و چه بعد ازین وقت کہ در بیات و پیوند و جم در عالم نبوت و حضور
 حرم قیامت و انبیاء صلی علیہم وسلم و انبیا و اولاد و نبی و پیغمبر و معین و یار و
 فقہ و شہادت اند و لیکن راغبین و مستغرق با نعمت و مشمول نور حق گردند
 و استمداد از جناب رسالت صلی علیہ وسلم و یار و معین و یار و معین و یار و معین و یار و معین
 بر و دو پیوستہ الی آخر الباری۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس کتاب کے نام میں لکھا ہے کہ یہ کتاب
 نے یہ سبک دیا ہے کہ کتابیں کتب خانوں کے لئے چھپائی جاسکتی ہیں اور ان کی کتابت
 اپنی دشمنی کے بغیر ہو سکے۔ اور اس کتاب کے نام میں لکھا ہے کہ یہ کتاب
 تحقیق کا سرچشمہ ہے اور اس کتاب میں اس علم کی تمام باتیں لکھی ہیں جو
 آئینہ الہیہ نامہ اولیٰ سے اور ان کا نام میں ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اور
 کتاب الہیہ نامہ اولیٰ سے۔ مختصر میں کہ یہ کتاب الہیہ نامہ اولیٰ کے لئے لکھی گئی ہے اور
 فتح العزیز وغیرہ میں ان باتوں اور اضافوں کو ثابت کیا ہے اور کتب خانہ رام پور سے لکھی گئی
 ہے۔ اس کتاب کی شائستگی کو محمد الہیہ نامہ اولیٰ کے نام سے لکھا ہے اور یہ کتاب
 انسانی تعلیم میں کیا ہے اور یہ تعلیم شاہ ولی اللہ دہلوی کے ترجمہ قرآن کو نام تمام قرآنیات میں
 اور کتب میں کہ اسے دوسروں نے تمام کر کے آپ کے نام سے شہرت دی۔ مقامات حضرت حکیم
 محمود احمد بریلوی نے مولانا عبد العزیز علیہ السلام کے نام سے لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی
 کے رسالہ "تنبیہ مخالفین" کے ترجمہ میں اضافوں کی شائستگی کی ہے۔ عاشق علی میمنہ نے مولانا
 رشید احمد گنگوہی کی سوانح "تذکرۃ الرشید" کے صفحہ ۱۸۴۰ حصہ اول، پر شاہ اسحاق کے قیام
 پر شاہ عبد العزیز علیہ السلام کی مہارت ذکر کیا ہے۔

جس شخص نے بھی ارشادات شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا ہے اسے
 "انبیاء الہیہ" کی برکت کی باتوں کے حقائق و حقائق ہونے کے بلکہ میں شہ نہیں ہوتا۔
 ایسے میں سب شاہ صاحب کی تحریروں میں تحریکات کی گئی ہوں ہیں کتابیں ان کے نام
 منسوب کی گئی ہوں ضرورت سے کہ ان کے انبیائیات و عوام و خواص تک پہنچا جائے۔ یہ قصہ
 کے لئے "انفاس" نامی کتاب کی شائستگی ایک قابل تمسک نصاب ہے۔ التذکرۃ ناشرہ جزائریہ
 راجا رشید محمود ایم اے

دو پنجاب پبلشرز لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعمت مند اسباب احسان ہیں وہی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و
 علیہ السلام بمعین۔ حمد و صلوة کے بعد مل اسمیت پر پوشیدہ نہیں کہ حکایات
 مشائخ بنو ذوق بوداں "اللہ لشکر من میں سے لشکر ہے" کے قول کے مطابق تصوفیہ
 مشائخ نے قوال و احوال جو کرم و استقامت کو عادی ہیں اور ظاہری و باطنی علوم
 کے جامع ہیں مبتدیان کو شوق و رغبت دلاتے ہیں پختہ کاروں کے لئے انور و میزان
 ہوتے ہیں ہمدرد و دلاور خیال کے ساتھ باوجود اسے عمارت سنت سے بڑا فائدہ ہونا
 ہے۔ اوقات صاحب صلاحیت کی غیرت کی رستہ میں آتی ہے اور کسی مقام
 پر نہ پہنچتی ہے اور انصاف پسند اس کو پین غلطی سے کافہرتی اور نور و درخشاں
 پردہوں پر آگے ان امور کا اظہار کرتے ہوتے فقیہ حق و سدا اللہ اس کے ناجیوں کو
 موافق مانے اور منافح صائیں کے ساتھ ملائے رہے لیکہ پشت و دربار
 فاضل و فاضلین زبیرہ بنو علیہن صاحب کرامات جزلیہ و شہادت جلیلہ و نورنا
 علیہم السلام ان کے رخصتی ہو کر نہیں ارضی رہے۔ عجیب واقعات و حکایات
 و معجزات جن سے کچھ فوٹو نہ جو کہ آپ اور آپ کے مشائخ کرم سے مجبور نہ پڑتے
 یہ نہ بہت و محبت سے ہونے و کرامت جو ان بزرگوں کے سینوں کی زمین پر ہمارے
 ہمارے سے دور کے اور مسلمان طاقت کے مدد سے لئے نبیاس عین و نور شہانے
 ہمارے میں جو قوی و مضبوط نہ ان زبان و ہر حال سے توتے و در قمر اخروہ
 کے حالت سے کہ جتنے عقول دنیا جیتنے حیر میں لائے۔
 وہ ہیں بل اوق و جو دے پیشوایان رب حریف و شہودے امام مملکت
 علیہ السلام کی شان کی مثال خدا سے بہ نیاز کے ساتھ و البتہ پندار چاہیہ پر گہر
 ہیں اور ناب و انعام قدس سرفہ الیہ معارف سے اس حقارت زریعہ
 نصیب سے عزت جوئی میں کہ میں متغویں ہیں و دو ائمہ قاصد سے فراغت
 بہت بزرگوں کے ساتھ بہت جن جان و دین کے ساتھ منفقہ و قدرت پتہ تاریکی

کا کچھ تعلق رہا ہے ہو سکتا ہے کہ اہل زمانہ غموں اور اس خاندان کے لوگ خصوصاً ناست
مستقلہ خلیجوں اور راقم اخرواف کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں ہیں نے تہ سکوین
حصوں میں تقسیم کیا ہے اور اس کا نام "نفاس حافیہ" رکھا ہے۔ میں نے پہلے دو قاصد
میں سے ہر ایک علیحدہ رسالہ کی شکل میں کتاب یا ایک کتاب "بورق ابولہ" اور
دوسرے سال کا نام "شورق المعرفۃ" رکھا ہے تیسرا حصہ پانچ مقامات پر مشتمل ہے۔

الامداد فی ماثر الاجداد مصنف کے خاندان کے حالات ۲۱ عتبہ الصمدیہ
فی نفاس غمیدہ پیش کیا جاتی ہے حالات ۲۲ البندۃ الابریریہ فی ضیفۃ العزیریہ
موردہ شاہ جہد لغزیرہ دیوی کے حالات ۲۳ نسان احسن فی شاخ الرحمن اور باہر ضیف
فی تزیینۃ العبد ضعیف۔ ان کے سرحد سے دو کتبہ بہ ستاعان مقامات کو ایک بندہ
کے لئے باعث تسکین بنائے۔ بے شک وہ قریب ترین وسیع ہے وہی میرت سے کافی دور
بہترین ساتھی ہے۔

حصہ اول

جناب اہل بیت آب قدوة العارفين زبدة اواصلين
سیدنا واولادنا شیخ عبد الرحیم رضی اللہ عنہ کے عمدہ اور عجیب
تصرفات و واقعات اور واردات قبل کے بیان میں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محمد بن عبد اللہ ذی نور وقلب العارفين بصفات اوارات و تعجبات
ملاحضہ و رہنما وارف العارف و شہ آف معارف من دقائق الاسماء
و صفات و عظامہ ملاحضہ زات و لا ذن سمعت و لا خسر علی قلب حدیسی
و شہ اجراء رتات فاحاطت بہ من بین ید یدہ و من خلفہ و من
فوقہ و من تحتہ انواع و انواع و صنوف بہرکت و حقت استتہد بہ
نہدہ علی عامین طریق السوء و اوصد من غو مض حکم و الاسواء
و لا غاس و کلمات فطیعی ید یدہ مہیزہ من سائر بشر من
نوع خورش و نفاس زیت و لک زبات فبھان من یحب و یشاء من
بت و مانع حکمہ و لا واد قصہ نہ لک مد و رتعیات و شہ ان لا
ہ الا نہ و حد کلا شہ یک و شہ ان محمد عبد کلا و رسو شہادۃ
من عیبہا عی و بہات صلی اللہ علی الہ و صحابہ نجوم ہدی و قادی
اتقی مداومت لاصل و استنوت۔

حمد و صلوة کے بعد فقیر و اللہ علی عنہ یہ چند کلمات قدوة العارفين زبدة اواصلين
صاحب کرامات جزیلیہ و مقامات جلید سیدنا واولادنا حضرت و الہ بزرگو شیخ عبد الرحیم
قدس سرہ العزیز کے اقوال و احوال و وقعات و تصرفات پر نقل ہے اس کا
تمام ورق انوالایتہ رکھا ہے۔ ستر میں کافی سے اور وہ بہترین کارنامہ ہے۔ وہی بدی
سے باز رہتا اور نیکی کی توفیق دیتا ہے۔

والد بزرگوار کی ابتدائی حالت فرماتے تھے مجھے آغاز کار پیش فرمادینے کے مزار سے نصرت پیدا ہو گئی میں وہاں جاتا تھا وہاں کی قدر کی طرف توجہ دینا تھا۔ بس اوقات مجھ پر بے خودی حد ہی ہو جاتی کہ سر دی ورنہ کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔

فرماتے تھے کہ شیخ رفیع مدین نے اپنی زندگی کے آخری بولے میں اپنے گھر کا سامان جمع کیا اور اپنے دو بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

تقسیم وراثت

اپنی والدین سے شرف نص کو اس کی حیثیت کے مطابق دیا جب ان کے سب سے چھوٹے اولاد شیخ عبد الرحیم کی والدہ کی فوت آئی تو انہیں مشائخ کو امام کہ شجرہٴ ولد ورفوہ اقلیت پر مشتمل ایک رسالہ عنایت فرمایا شیخ کی بیوی نے کہا یہ کچھ شادی شدہ نہیں ہے اسے ان رسائل تصنیف کی بجائے جمیز دینا چاہیے فرمایا یہ رسائل ہمیں ضرور سے وراثت میں ملے ہیں اس بچی ۱۵ ایک فرزند ہو گا جو ہماری اس معنوی میراث کا منتقل ہو گا۔ یہ روحانی میراث اس کو دیں گے لیکن اسباب تزویج تو وہ خدا تعالیٰ خود جمیا فرمادیں گے ہمیں اس کا کوئی غم نہیں۔ ایک مدت کے بعد جب میں شاہ عبد الرحیم پیاہوا اور مسجد دارمہو بیا تو خدا تعالیٰ نے ہماری جدہ محترمہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ہوں نے وہ رسائل جسے تم جیتے میں ان رسائل سے مستفیض ہوا ہے وہ مر ہو گئے اگرچہ بشارت ۵ لفظ مشترک تھا لیکن ان رسائل سے نفع اندوزی نے اس بشارت کی تفسیر کو متعین کر دیا کیونکہ خدا وحی شیخ ابوالفضل ان دنوں اس کامہ ذوق نہیں رکھتے تھے اور میر عبد الرحیم بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔

فرماتے تھے کہ میرے ماموں شیخ عبد القیوم ایک ہو بہار پروا کے چکنے چکنے پات

کے اس قدر پگھلے تھے کہ وہ اپنی اور ان تربیت میں بہت کوشاں تھے لیکن وہ سن متاثر نہیں ہوتے تھے اس چیز کو دیکھ کر وہ غموں میں مبتلا تھے یہاں تک کہ ایک روز انہوں نے مجھے دیکھا کہ باوجود صغر سنی کے میں نے اپنی مستزاد لڑائی پر کبھی بولی تھی کہ سنسن و مستحبات پر پوری طاعت سے اپنی روح و ضمیر کو رہا تھا وہ بہت زیادہ خوش ہوئے خدا تعالیٰ حمد بھی دے رہا ہے میں نے اپنی والدین سے تربیت کا کوئی ثمرہ دیکھا تو میں دل

و انی قوت نبوی سے اس قدر تاثیر ہوئی کہ اس عمر میں جو خصوصیات میں شغوفیت اور ذہن
 طرف متوجہ ہونے کے اس طرح نمودار ہوئے تو ان تمام قوی اطلب لوگوں سے مشابہت میں توجہ
 شیخ عبد العزیز قدس سرہ کو میں نے خواب میں دیکھا غریب بیٹا، اس کے
 ہاتھ میں دست اردت نہ دینا یا تنہا کہ حضرت خود توجہ نہیں قبول فرمایا
 پھر تعبیر اختیار کیا کہ میں نے اس خواب کو خواہر خردی خدمت میں بیان کیا اور اس کی تفسیر بھی
 اور افضل یا کہ آپ نے اس شجر کے شامیر میں سے کوئی خرچہ لے کر قب سے خواب میں
 تنہا اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں جو چیز کا نامت حاصل ہوگی اس وقت وہ اس تعبیر کی
 ہیئت میں نہ آئے گی بلکہ اس فقیر کا مرتبہ اس سے بہت ارفع و شرف و عظمت ہے جس کا مرتبہ
 خواجہ نے اس قب سے تعبیر کیا کہ اس فقیر کو اس حدیث کے اور بعض اور مرتبہ اس حدیث کی
 بات خواجہ قزاقی نے ذکر کیا ہے و خدا اعلم۔

ذرات فنی سے کہ بعد میں اس حقیقت کا مظہر تھا اور اردو شریف پڑھنے میں
 بہت زیادہ محنت و زحمت و کد و کد میں درود شریف پڑھ کر یہ قدر چاند کے نور
 کی مانند ایک نور ظاہر ہوا حالانکہ چاند کی رت میں تھی جس سے کہ مسئلہ اس کے رسم یہ
 پھیلنا شروع کیا پھر میری بیماری پڑی اور میرے یہ پر آیا جو کہ ایک اور مرتبہ سے تھکا
 مجھ میں پور ذوق و شوق تھا جب وہ مرتبہ سر پہ آیا میں نے پوش پہنایا بخار میری وجود و خلق
 ہوا یاد و انداز علم و مزید یہ کہ دل کے مجھے تو دلایا میں نہیں نہ ملا اس وجہ سے کہ بہت تپتین
 و بے قرار ہونے میں اس کی محبوبت کے دوران کے بعد و میرے اعمال کے زمانہ میں
 پہنچے مجھے تپتین و تپتین کے بعد و میرے آپ و علم کی حضور کی حاضری ہوئی و رہا نہ میری معیت
 قبول فرمائی و مجھے نفی و ثبات کی تھیں فرمائی اس کے بعد افاقہ ہو گیا چند دنوں کے بعد
 میں نے توجہ کر دی کہ دست میں داخل یا جو قصہ قضا و حاصل ہو گیا یہ میری صورت کی یہ
 صورت ہے فرمایا تھا میں نے اس سے بیعت ہو کر چاہیے میں نے عرض کیا میں آپ سے
 بیعت تو چاہتا ہوں لیکن میں نہیں بہت دوست رکھتا ہوں میں نے عرض کیا میں نے عرض کیا
 بیعت میرے ساتھ ہو میں نے عرض کیا میں نے عرض کیا میں نے عرض کیا میں نے عرض کیا

سبب اس کے فرمایا کہ یہ ہے کہ داخل منوہ مور کا قریب ہوتا ہوں ورتا ہوا سنت میں
 کسی کو نہ ہوتا ہوں ایسا کہ میرے نزدیک ساتھ راجہ کی وجہ سے شرع کے رت سے تھا کہ قدم
 درجہ میں اس میں فیض تھے کہ سدا دیر میں نہیں توجہ میں نے عرض کیا جس سے آپ
 واپس رہتے جو ہاؤں فرمایا کہ میں نے جو ہاؤں قدس سرہ نے غفاری میں سے کوئی توجہ ویرت
 کہ سبب بنانہ وہ شریعت کی پختہ کی ترک دنیا و تہذیب نفس میں و چاہتا رہتے
 میں توجہ و اس کی حالت میں میں نے عرض کیا ہمارے پڑوس میں آپ نے غفاری سے
 بعد اتنا میری پذیرائی فرمائی تھی کہ میں نے اس سے تعلق کر لینا چاہتے ہیں اس کی خدمت میں
 حاضر ہوا کہ وہ یہ ان پر غفاری کی دستہ بانی و غلبہ تھا پہلی مدق سنیں اس کی قبول نہ
 بہت قبول نہ اس میں کہ بعد خود بخود و سید عبداللہ کی غفاری میں حاضر
 ہوئے کہ وہ نفس صحبت حاصل کرتا رہا۔

قانون فطرت

فطرت کے تحت نفس سم ذلت جو اس نے غفاری سے یہ غفاری سلام
 سے حاصل کیا تھا کہ مجھ پر غلبہ تھا و اس سے مجھے برکات
 حاصل ہوتی ہیں غفاری ثابت میں کہ تھا کہ اگر تو اہل سنت میں نہیں ہوتی تھی
 اس سے میں بہت شرمندہ تھا میں نے یہ بعد سے اس کے علاج کی نحو سنت
 اس کے ساتھ کہ توجہ فرمائی کوئی فائدہ نہ ہوا فرمایا وہ چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ
 سنت میں رہتا کہ بعد میں رہنے نہ غفاری صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ
 جو اس کے ساتھ میں نے نہ تھا میں نے رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در خواست
 و توجہ فرمائی کہ آپ نے عمل جاری فرمایا کہ میرے شہرت طاق ہو یا حق رہا پس عمر
 میں کہ اس کے ساتھ رہا کہ بعد میں رہا کہ میں نے یہ جذب و کشش و وجود حاصل
 کہ میرے ساتھ رہا کہ میں نے یہ جذب و کشش و وجود حاصل

فکر حضرت امام حسین علیہ السلام قدس سرہ

سنت میں رہا کہ میں نے یہ جذب و کشش و وجود حاصل

تھے جو بارہر کے نواح میں واقع ہے۔ ان کے والد نے کھیر کی کو وطن بنایا تھا مگر عمری میں ہی
ان کے والدین فوت ہوئے تھے۔ ان کے دل میں سی وقت سے خدا طلبی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔
جبکہ دلیہ اللہ کی تلاش کرتے رہے یہاں تک کہ پنجاب کے ایک بزرگ کی خدمت میں پہنچے
جو علم قرآن میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ درمیان کی ایک سجدہ میں اپنا وقت گزار رہا تھا۔
لوگوں کے میل جول و آمد و رفت سے فارغ انتہائی متوکل تھا سید صاحب نے وقت
میں رہ کر راجح طلب کرنے لگے۔ انہوں نے سید صاحب سے فرمایا: تمہاری تعقیب و
ہدایت ایک دوسرے بزرگ سے وابستہ ہے جہاں تم نشاء سطر و درجہ ہوئے۔ ہنرہ غف
قرآن کی نعمت مجھ سے حاصل کیجئے چنانچہ سید صاحب کی جنہل میں نہایت تعجب و
اور قرآن حفظ کیا۔ ان کے فیض صحبت سے گوشہ نشین اور ترب دین کے کام آئے اور
نفس و شہوان کی کج رویوں سے کنارہ کشی سے ندریں گئے۔

سماعت قرآن کیلئے آنحضرت کی اشرفی

سید صاحب اپنے صاحب دونوں قرآن مجید کا ورثہ ہے تھے کہ کچھ لوگ سب سورت ہر پورش
کر وہ درون خدا ہوئے ان کے والد نے سب کے قریب کھڑے ہو کر ان قدریں و وقت
کو سنا لیا۔ باب اسنادیت حق بقرآن اور جنت فرمائی ان عینوں و عادت
تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر لیتے تھے و کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے
جب سورہ ختم کر لی تو سید عبداللہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے ان و بیعت تھے۔
کاتب ٹھاکرین قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں کہہ نہیں سکتا سید عبد اللہ نے
اس میں قسم کے لوگ تھے جب ان کا سردار چچا تو میں تھیں نہ رہ سکا میں نے وہ لوگ
تعظیم کی۔ سب گفتگو میں تھے کہ ایک اور آدمی سی وضع کیا اور بارہا شہادت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں تشہیف فرماتے تھے ورس و فضل و جود
جنگل میں ٹھہر رہا ہے تعریف فرماتے تھے و فرماتے تھے کہ میں جنت میں سے ہوں
اور اس وقت سنوں گا۔ آپ تشہیف فرماتے تھے یا نہیں اور تشہیف نے تھے تو

ماں نے ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو ان میں بائیں بھائی نے کوئی نشان نہ ملایا
 تر دوزخ کا گھر ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مدت درگزر میں کل
 سے خوشبو آتی تھی۔

مجاہدہ انفس
 فرماتے تھے جب میں حفظ قرآن سے فارغ ہو گیا، ہول نے جہاز
 دے دی کہ جہاں کہیں صاحبِ وزارت مواصلات کی خدمت میں
 پہنچ جاؤ اور پوری ریشمیں سے اس کی خدمت پر رو رو پھرتے ہوئے سامانِ پیشکش
 سامانی رمتہ منہ عیب کی خدمت میں پہنچا دو وہ منگو گل تھے کہ وقتِ فادہ زہ بند
 نے بہت سے بڑے گوشے سے گزر رہے تھے در سلسلہِ قدریہ سے منسلک تھے جہاں
 متوجہ رہا ان سے درخواست کی تھی تو انہوں نے فرمایا فقط بہت میں کسی کے پاس چلے
 جاؤ میرے پاس تو صرف وہی شخص تھا جسے جو غور و دلوش اور غمی کی تمیز پیش سے
 پورے سامان پر تھک چکا ہو اور وہی جہت ضروریہ نے بغیر بیعت درو سے سے باہر قلم
 درت کی خدمت کا حق نہ یہ تمام شہر کا قبول کر لیں ورنہ کی خدمت میں رہا سو ساطے
 لے گئے اور دونوں کے تینوں کے طریق میں اختیار کی موت پر سلامتی ہوئی تھی۔ ان
 حال کے وہ دیکھتے ہوئے ہیں کہ وہ ایک طرف بہت غمناک تھے اور دوسری طرف ان کے تین
 ہوں اور ان کے ہاں سبھی کے پیشکش کی توجہ دینا اور ہر قسم کی خدمت میں کوئی
 دوزخ میں رہتے تھے ان کے ساتھ ساتھ تھے ان دونوں کی حالت کو کہ سبھی نے دیکھا
 تھا کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک ایک دوسرا چیز دیکھتے ہوئے تھے جب وہ وہ وہ وہ
 ہو کر ان میں بائیں بھائی نے فرمایا کہ وہ سبھی یہ سبھی بیعت ہو میں نے ہر قسم
 انہوں نے فرمایا کہ سبھی کے ساتھ ہر قسم کی خدمت میں پہنچا دے سبھیوں کو
 پہنچا دے اور سبھی کے ساتھ ہر قسم کی خدمت میں پہنچا دے انہوں نے
 انہوں میں یہ بھی کہتے تھے کہ ان دونوں کی حالت کو کہ سبھی نے دیکھا
 یہ کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک ایک دوسرا چیز دیکھتے ہوئے تھے جب وہ وہ وہ وہ
 ہو کر ان میں بائیں بھائی نے فرمایا کہ وہ سبھی یہ سبھی بیعت ہو میں نے ہر قسم

عبداللہ و حافظ عبد الرحمن کے بے شمار ہوا۔

سم ثلثہ سرحضرت لاجید محمد ثلثہ رب العالمین و اھلنہ علی
حیث قد محمد و ثلثہ جمعین و اکوہین برادران و ثقیل سیاہت پناہ
توفیق شامسید علامہ و حافظ عبد الرحمن سلام فقیہ نے کے بعد و ضعیفہ کہ اس طرف سے
حالات میں تھیں وہ آپ ہیں جن کی ملاقاتی و اسنفامت لفظ تعالیٰ نے مطلوب ہے
وہ یہ کہ اس میں وہاں کو قبول کرنے والا ہے۔ علاوہ انہیں آہستہ ہا یک کر میں نامہ جو
فدوی سے پہلے ہمارے سے اور دوسری فطین حافظ عبد الرحمن و حافظ عبد الرحمن کی
طرف سے کہہ دے پہنچے۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ آپ کو نعمت و وسعت ممتی سے ہیں۔
وہ فقیہوں کی یہ ہے کہ بھی غافل نہیں۔ ہر حال مجھے توقع ہے کہ یہ خلاصہ دونوں جہان
کی سعادت و بہشت ہوگا۔ اللہ کے فضل و احسان سے اسے جہان اوفت کرنا جاری رہا
ہے۔ صادق دس کے کہ یہ وزری اور دعا ضروری ہے تاکہ حق تعالیٰ ہر حق تعالیٰ و رانی
میں ضائع ہونے سے بچائے۔

اور اس کے کہ سید عبد الرحمن فرماتے تھے کہ اگر میں جب میں شہر آؤں تو اس کی خدمت میں پہنچا
میں اس میں نسبت سے ہر حال خالی ہو گیا۔ و بیعت میں جس فتور شادیت میں یہ ہیں
یہاں میں یہ ہیں کہ اس کی خدمت میں اس کی یاد رکھوں گے کہ یہ اپنی نسبت سے کہہ کر
راستی میں وہ بیعت جو جہان کی صحبت سے حاصل ہوئی طلب کی جاتی ہے اور قاعدہ
یہ ہے کہ جب یہ ہیں کہ وہ اس میں طلب نہ کیا جائے نہیں تو یہ اس کو کہہ دے
خالی بیچ جائے اور اسے کہہ کہ وہ اثر و وجود نہ کر لیا جائے تب وہ جواب دے
کہ قابل ہوتی ہے۔

حضرت لاجید شہر خوری و اولاد میں سے کسی سے نقل فرماتے تھے کہ سید عبد اللہ
تبع ہر کسی صحبت سے کہ وہ میں ایک روز و رخت کے نیچے انھیں بندہ پور سے جمعیت سے
ان کے یہ کہہ دے کہ اس کی صحبت سے اس کی چڑیاں مریں چڑیاں و خوش ماور کہ
نہ۔ ہر جمعیت میں یہ کہہ دے کہ اس کے ہونے کے ساتھ اس کے ہونے کے ساتھ اس کے ہونے کے ساتھ

کے شخص نے شیخ کو اس صورت حال سے کماہید نہیں کیا اگر باوجود بس کر نہیں نے
نہیں تھیں اور تھیں ہوتے اور پڑھنا بند کر دیا۔

حضرت ابراہیم فرماتے تھے جب عید عید نہ ہو تو
قرآن کی آفرینی پڑھتے تھے مسجد میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا تھا راقی

سماع سے نہ ہوتا ہوتا۔ ہو ایک مرتبہ درمیانہ کے نو قاریوں کے لئے ہر ایک
نے ایک قاعدہ جیسے وقت سے لے کر تین اور باروں وغیرہ منتخب کر لیا اور ان کے قاری
پر مضمون در خواست کی فرمایا ایک دور کو غور ہو تو ابھی چہرہ دلوں اور کر توفیق کر دو
پاسے نماز نشینی کے بعد چھوٹا وقف کیا۔ ان دو سپاروں میں انہیں ہر نہایت وغیرہ
کی کنجائش نہ تھی۔ قرأت سے فرغت کے بعد حضرت حافظ صاحب نے فرمایا کہ تو قرأت
سب سے اس طرز پر پڑھتے ہیں کہ ہر لفظ کو چین انداز سے پڑھتے ہیں یہ طرز فقیر میرے نزدیک کوئی
وقت نہیں رکھتا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ایک بار بطریق ماضی تلاوت کی
جائے کہ دوسرے کا طریقہ میں اس میں بالکل نہ ہوا اور دوسری بار پندرہ کے طریق پر تلاوت
کرے اور دوسرے کو اس میں نہ ملائے علیٰ ہذا القیاس تمام قاری عاقل آگئے۔

فرماتے تھے کہ حضرت حافظ صاحب سے بہت ملتے ہیں نے کئی بار
مقدمہ کرامت سنا کہ نقش بر سر شفاء یعنی استقامت کا اعتبار ہے
کرامت کا نہیں فرماتے تھے کہ حضرت حافظ صاحب کا طریقہ اخفاء اور شمول تھا۔ اور
لوگوں میں مہیوں کی طرح رشتہ تھے کسی سے ہر کوئی امتیازی سلوک نہیں کرتے تھے
اکثر ایسا ہوتا کہ بقیوں اور بچوں کے دروازوں پر جاتے اور ان کی خدمات مثل بالہانہ
خریدنا وغیرہ کیا کرتے تھے۔ اور اکثر ہوتا ہوتا تھا کہ بچے عورتیں اپنے قریبی
لینے آتیں تو حضرت حافظ صاحب یہ کام اپنے ذمہ لے لیتے اور فرماتے کہ پتہ تو یہ
بات مت بتاؤ وہ تمہیں حلیف دیں گے۔

باوجود اس گناہی کے شیخ آدم بنوری کے فیض یا قسماں جیسے عید نہ ہوتی تھیں کا
لقب حاجی ہادی تھا شیخ یازید اور اس قسم کے دوست لوگ حضرت سید کی تہاں تھے

تمام ہاتھ کو کھینچ کر دیتے ہو یہ کام دونوں ہاتھوں سے بھی ہو سکتا ہے چنانچہ ہر دونوں ہاتھوں پر کٹھنایا ہوا ریشم یا ریشم کی خدات میں خدات یعنی جو شرہ یعنی وہ چوری بولنی آئندہ ایسے نذرانیہ کو دیا میں رہتا دینا یونکہ میں نے اپنی طرف سے صحبت خدا پروردگار سے کیا کہ تم ہر وقت تمہیں معاف کر دیتے ہیں۔

سید صاحب ایک ہونٹ سے جو شیخ آدم بنوری کے صحبت یافتہ تھے سید صاحب کے من میں یہ نیرب سید صاحب کے علم کے مطابق ان کوئی چار دھائی تھے سے روایت کرتے تھے کہ سید صاحب نے علم حاصل کیا کرتے تھے کہ ان میں طریقت کا شوق پیدا ہوا اور شیخ آدم بنوری کی خدمت میں حاضر ہو کر دینے کے لئے شہادت حصول علم میں ترجیح ہوتے۔ وہ میں نے نہیں اس بات پر بہت قناعت سی شانی میں یہی زبان سے سنا کہ سے بہرہ منی فقہروں سے خجے کیا فیئندہ حاصل ہوئے ہیں سید صاحب کی حالت تبدیل ہوئی اور اپنے سے کہ تم اور تم جیسے لوگ اور ان کی صحبت میں آئیں تو اپنے آپ کو کوٹ اور بال حلق سمجھنے میں میں بہت راضی ہوا اور جوش سے بھر آیا اور علم حاصل کیا کہ ایک انتہائی مشکل مسئلہ پیش کر کے انہیں دہرا کر کے کی نسبت سے ان کے پاس پہنچا۔ وہ عزت و تکریم سے پیش آنے میں نے کیا اشکال پیش کیا پہلے تو فرمایا یہ خاص علم سنا ہے اور فقیر غاصی ہے ہاں اللہ تعالیٰ مامور ہو مجھے کیا معلوم یہ تو تمہاری سے حل کرنا چاہئے اسی طرح ان کی طرف سے رتبے میں نے جہنم کیا کہ یہ علم نہ فیئندہ علموں کی تحصیل نہیں ہے ورنہ شہابیہ کی عاجزی حاضر ہوا کی یہ ان کا چہرہ شہر ہو گیا اور بلند آواز سے فرماتے تھے کہ یہ سنا سنا ہے کہ ریشم کے علماء جمع ہوئے تو بھی سے حل نہ کر سکیں لیکن تم اسے حل کر لے۔ پھر ایسی وضع تھیں کہ اشکال رفع ہو گیا وہ اس قدر بلند معارف بیان فرماتے تھے کہ میں ان کے سمجھنے سے قاصر رہ گیا اور کچھ بھی نہیں کہ تھا میں نے خود کو محض تکبر محسوس کیا جب میں وہاں سے قضا تھوڑے دیر میں گیا کہ ان کی حقانیت واضح ہوئی لیکن چاہیے لیکن جب نفسان نے نہ چھوڑا ایک ورنہ علم تفسیر میں چھٹے سلسلے سے بڑا بدشاہ ہے ایسے سلسلے کے یہاں ورنہ کے سامنے پیش کیا پہلے ان کی طرح انہوں نے تھوڑے اور نہ تھا

خدا کی صحبت میں اس پر مستحکم ہو گیا تو یہ مومن کے لیے یہ کارنامہ عمل ہو گیا۔
 اور ضحیٰ تقریباً تیس ہفتے روز بھی سیاق و قیاس میں نہایت پستے ہوا نہیں غلط
 نہ ناپید و محض ہے وہ نصف میں اور تھیں کہ رہی ہے ہیں نے تو یہ قصور کا غلاف لگاتے
 ہوتے ہمساری سے اس کی مجلس میں حاضر ہوئے اس دفعہ انہوں نے کوئی ترجمان نہ تو نہیں بلکہ
 وہ ہمساری کا ظہار نہ تھا بلکہ فریاد تو عام ہو کر ہاں غلبیوں سے بچے یوں تھوڑے تھے
 ہیں اور تہہ شکنوں سے بچے کیوں ظہار ہے جو کہ ہو یا سرخند و یا اور تہہ شکنوں سے
 دیرینہ عزت میں قبیلوں فرمایا۔

سنے میں آیا ہے کہ شیخ ابراہیم ہر حقہ چٹنیہ کے ایک بڑے بڑے تھے وہ کہتے تھے کہ
 غازیہ میں میں شیخ دم بنوری کی خدمت میں پہنچا۔ ان کے دوستوں میں سے ایک بڑے
 نے یہی سفارش کی کہ شیخ صاحب خدا ہے۔ وہی وقت تھوڑے ایک ایسی شاہ ذی جس سے نجد
 میں بیعت پیدا ہوئی جو اب تک باقی ہے چند روز تھا بعد وہاں سے سفر کیا اور تھوڑے عرصہ
 قدر سے اسے سلفہ روست میں شامل ہو گیا وہاں سے بھی بہت فوائد حاصل کئے ہیں تصفیہ اور
 رہبانیت کے بعد حاکم ہو کر میری جمعیت کا اصل سرمایہ شیخ کی وہی شاہ رحمہ تھی اور ایضاً
 رونق و معاشی سے سوا کچھ اضافہ نہیں کیا۔ سننے میں آیا ہے کہ شیخ بایزید کو تو ایک بے نفس اور
 سخی و خدا خلیفہ ہے انتہا شفقت کیا کرتا تھا۔

شیخ فرماتے تھے کہ بتا میں جب میں شیخ دم کی خدمت میں پہنچا تو میں نے
 سنا کہ وہاں تمام رادے مندوں نے گھر کی تمام خدمات کو اپنے اوپر قبضہ کر رکھا
 ہے اور کوئی کام نہیں کیا۔ ایک مدت تک میں انتظار کرتا رہا پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ
 تمام جس کے نامہ عمل سے مکمل رہا ہے۔ کمزور اور ناتوان ہے۔ وہ بھیچہ طور پر اس
 خدمت کو نہیں کر سکتا میں قوتور جون تھا میں نے اسے اپنے ذمہ لے لیا روزانہ دو
 تھے وہاں اتنا میری شیخ نہیں میں اپنے کام تہہ مجھے حاصل نہیں تھا یہ عرصہ کے
 بعد شیخ نے سچا سچ کہہ دیا تھے اور رادے مند میل تارنے اور آپ کی مالش وغیرہ میں
 بیش شغف تھے میں بھی اس وقت میں شامل ہو گیا میں نے تمام دوستوں سے عمدہ طریق پر

خدمت کی شیخ سی اثنا میں میری طرف متوجہ ہوئے اور ایک ہی نگاہ سے مجھ میں تصرف کیا کہ
اسی ندی میں بے پوش ہو کر گر پڑا۔ دوستوں نے مجھے مٹے کی طرح اٹھا کر تھپتھپا چھ ماہ کے
بعد پھر اسی ندی پر ن کے جسم کی بالش میں مصروف تھا کہ آپ نے پھر میرے حالات دریافت
فرمائے اور نظر مر ڈ لی میں پھر بے پوش ہو کر گر پڑا۔ میرے پاس جو کچھ ہے یہ اسی کا نصف
کے سبب ہے۔

والد صاحب فرات تھے، شیخ شیعہ دم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس نے توجہ کی، شریعت
کی فرمایا جو وضو کرے دو رکعت نماز اور دو میرے پاس آؤ۔ اس شخص نے منہ نہ کرنا نہ
وضو نماز میں نہ رہا۔ سے گناہوں کا کفار ہے۔ آپ کی وجہ کی کیا ضرورت ہے شیخ نے اس
کی پستی خمی دیکھ کر اعراض فرمایا تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اسی وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے
کریم نے پادریوں میں سے نے رہا ہوا ہے کہ تاکہ ان کو بدعت کریں اور ان کی بے ادبی سے
درگزر کریں۔ وہیں رون باحسنۃ السیئہ پر آپ نے کیوں عمل نہیں کیا انہوں نے
کسی شخص کو بھیجا کہ اسے واپس لے آئے تاکہ اس گستاخی کا لحاظ نہ بغیر اس پر توجہ نہ لیں
اس شخص نے جاکر واپس لانے کی کوشش کی مگر اس نے قبول نہ کیا اور باپس واپس نہیں
جاتا۔ شیخ نے اس شخص کو ہاکہ اس کے کان میں بھونکا تا کہ پڑھو۔ اس نے یہاں تک کہ وہ یہ
ہم سنتے ہی بے پوش ہو کر گر پڑا اور وہ کی طرح اٹھا اسے لائے۔

والد صاحب شیخ کے ایک رفیق سے نقل کرتے ہیں کہ جب شیخ کے ماریت کی شہرت ہوئی
شاہ جہان کو بھی اس کی خبر پہنچی اس نے سعد سد خاں اور ملا عبدالحکیم سیالوٹی کو حالات
معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ دونوں نے پھر شیخ سے وقت مراقبہ میں تھے۔ کافی دیر
تک دروازہ پر بیٹھے رہے جب انہیں فاقہ ہوا تو ان کے ضوٹ خانہ میں داخل ہوئے
انہوں نے ان کی کوئی تعظیم نہ کی یہ دیکھ کر دونوں بزرگوں کا مزاج بگڑ گیا سعد سد خاں نے
کہا میں دیندار ہوں اور تعظیم کا مستحق نہیں ہوں لیکن مولانا عبدالحکیم مامریں ان کی
تعظیم ضروری تھی فرمایا حدیث شریف میں وارد ہے کہ۔ لعناء اعداء الدین ماہ
حدیث ہو فی ذلک خاصو شیعہ دم۔ الخصوص احباب کے۔ شاہوں سے دور

رہیں علماء محافظ دین ہیں لیکن جب بادشاہوں کے دربار میں پہنچ جائیں تو وہ علماء نہیں۔
 بلکہ چور ہیں پھر انہوں نے پوچھا آپ کا نسب کیا ہے میں نے کہا سید محمد بن چوگرہ ہماری
 نہایت فغان قبائل سے ہیں اس لئے عوام میں افغان مشہور ہیں پھر پوچھا تم نے سنا ہے
 کہ آپ کے پاس علم لدنی ہے فرمایا ہاں اور میں نعمت پر خدا کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں۔
 یہ سن کر دونوں کھڑے ہوئے اور شاہ جہان سے جا کر کہا کہ یہ ایک عالمی متنبہ فقیر ہے جو
 میرے چوڑے دعوے کرتا ہے۔ فغان ہے مرخود کو سید کہا تا کہ ہے باوجود اس کے فغان
 میں کس بہت معتقد ہیں اسے کچھ کہنے سے فتنہ و فساد کا خوف ہے یہ سن کر بادشاہ بڑبڑا
 کہو بھیجیے کہ آپ کچھ کہیں گے میں شیخ نہ تھاں عجلت سے عازم ملک ہوئے جب مورت پہنچے
 تو انہیں مورتوں کا معتقد تھا آپ نے سے فرمایا تیری خدمت یہ نہ جلد سے جلد جہاز
 جہاز پر سوار ہو گئے تو بادشاہ کا حکم پہنچا کہ اس فقیر کو جلد پس رو کر کونٹہ
 میں لے کر رہیں دیکھا ہے کہ تیری سعادت کے زول کا سبب بن کر تیرے ملک سے کل
 جہاں ہے رحمت کے حذر نہ کھینچو حکم پہنچنے سے یہ سید جہاز میں سوار ہو کر روانہ ہو
 گئے میں کہہ کر کہ بعد بعد ہی بادشاہ کو راستہ ہوا یہاں اسی وقت مدینہ منورہ میں
 نبوی و رحمتہ علیہ میں قیام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدفون ہوئے۔
 حضرت ولد جلد آیا کرتے تھے کہ طاب نامی درویش حضرت سید محمد شمس قدس سرہ
 کی خدمت میں رہتا تھا وہ ہمیشہ رونا و رات دن کے نعرے لگاتا تھا حضرت سید نے
 اس سے ہمیشہ روتے رہنے کا سبب پوچھا اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ غریب و
 علم میں شیعوں رہتا ہے اور میں فارسی اور کیسوی ہوں۔ اس کے باوجود اس پر روحانی ترقی
 زیادہ ہوتی ہے فرمایا اس میں مست پڑو یہ ترقی تعالیٰ کی عطا ہے ہر ایک کو انکسار
 جو مدد و محبت کی کمی ہے لیکن وہ آئی طرح روتا رہا حضرت سید نے فرمایا تیری صلاح
 کی میں ہے کہ تو سفر میں رہ کر دنیا چھوڑ دینی اس نے دائمی سفر خلد کیا یہی بھی تجھے ملنے کے لئے
 تھا کہتا تھا کہ حضرت سید صاحب کے منہ سے جو بات نکلے اس کا اثر ہے کہ سفر میں تجھے
 ہمیشہ جمعیت نظر دے رہا تھا اصل رہتا لیکن اب جدت میں رہتا ہے۔

کبھی بھی وہ محبوب الحال ہوتا، ایک مرتبہ سی حالت میں ہی کے کھڑا اس گھر سے تھیں
 دی دیکھ کر وہ اس قدر میں کی تھی کہ ہر قسم کی ناقصان سے تیجنا، اس ہر گھر میں
 اٹھ کر نکلے ہو گیا، اس کا دوسرا کا ہمار ہو گیا، ان مورے شاہ کے بعد وہ شہر بند ہو
 رہا تھا کیا اور نیاز مند نہ سلوک کیا

حضرت "امام جعفر" تھے جن لوگوں کو ایک زہر پہنچا، وہیں تھا، اس کی
 منتہی ہے پاس پڑھا کرتا تھا، اسی تقدیر کے ہانے نے "امام" کو پہنچا دیا، سید
 بعد مد سید عبد الرحمن و رفیق وقت کی وجہ سے ہی بنا تھے، سی تھے وہ بیمار ہو کر موت کی
 واصل ہوئے، اور صبر تھے، ان کے غریبا کے قبرستان میں دفن کریں تاہو، وہی جہان سے
 چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا، میں بھی ان دفن ہو کر ہمار وقت جنازہ کے ساتھ جانے کی ہمت نہ
 تھی جب میں تندرست ہوا اور جسم میں طاقت کی ایک دوسرے جو دفن رہے، وقت مرچا تھا
 ساتھ ہی "ان کی قبر کی زیارت کے لئے جلد سی سفر کی نوعیت کا کمال مقام میں عزیز نے
 ہر سید غور و فکر کیا، ان کی قبر کو نہ پہچان سکا، خزانہ سے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا
 وہاں بیٹھ گیا اور وقت پڑھنے لگا، حضرت سید نے یہی پشت کی طرف سے، و زدی کا حق کی
 قبر یہ ہے، لیکن جو کچھ نے شروع کیا ہے، اسے عمل کرو، اور اس کا جواب اس قبر کی خوش دود
 جلد کی زکوہ میں نے جو کچھ شروع کیا تھا، اسے لکھتا تھا، ایک چینی یا اور اس عزیز کی ہر طرح
 غور کر کے سید کی قبر یہی ہے جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے، یا میری پشت سے پیچھے سے نے
 غور کیا اور نہ مجھ سے غلط ہو گئی تھی، ان کی قبر تھائی پشت کے پیچھے ہے، میں اس طرف بیٹھ گیا
 اور قرآن پڑھنا شروع کیا، اسی اثنائیں دل گرفتہ در غم میں ہونے کی وجہ سے کثرت ہات پر
 قواعد قدرت کی رعایت نہ کر سکا، انہوں نے قبر میں سے وزدی کے قمر نے فلاں فلاں جگہ
 میں سستی کی سے قرأت کے معاملہ میں غم و احتیاط کی ضرورت تھی۔

ذکر خواجہ خرد قدس سرہ فرزند خواجہ محمد باقی

ذکر واد ماجہ فرماتے تھے کہ مابلی سفار شرح عقائد اور حاشیہ جوں تک تائیں۔

مخدومی ابو رضا محمد سے پڑھیں اور دوسری کتب مرزا زابدہروی سے ایک روز شرح نظام
اور حاشیہ بخوبی کے درس کے دوران میرے دل میں ایک اعتراض پیدا ہوا مخدومی ابو رضا
نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی کرنے لگے اس مناظرے نے طول کھینچا اور اس معاملہ نے بخوبی
میرے کمرے میں نے اس کتاب کو پڑھنا ترک کر دیا۔ اس کے بعد ایک روز ہم دونوں خواجہ خرد
کی خدمت میں گئے۔ محمد سے انہوں نے پوچھا کہ تمہاری خیالی کا سبق کہاں تک پہنچ گیا ہے میں نے
وضو کیا۔ ایک عرصہ سے میں نے اسے چھوڑ رکھا ہے۔ انہوں نے پوچھا کس وجہ سے میں نے
وضو کیا نماز روزے وغیرہ کی۔ ہاں معلوم کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ حاصل نہیں ہو سکتا۔
انہوں نے حقیقت معلوم کرنے میں بہت ہمت نہ کھائی۔ آخر کار بات کھل گئی۔ فرمایا تم میرے پاس
یہ کتابیں اور اس معاملہ میں بڑی تالیف کی علیٰ صحت کتاب کی خدمت میں پیش کی۔ انہوں نے
اس کتاب اور اس ہتھکنڈے کو بہت پسند کیا اور عرصہ کی قوت کو فہم کیا دوسرے اقریب
روز بھی گئی۔ "تاج چوشتہ" فرمایا تمہارے دادا شیخ رفیع بدین نے بیعتیں سبق سے زیادہ
میں پڑھا ہے۔ پھر انہوں نے قصہ بیان کیا کہ آواز مشابہ میں حسن بستی کا خیال تھا تھا
بزرگ رفیع بدین ایک خوبصورت لڑکا تھا جس سے منہ کے لئے کیا اور شرح معانی بھی ساتھ
لیا گیا کہ وہ بھی نہیں کہیں تصوف کے مسائل سمجھنے کے لئے آیا ہوں وہ ہمارے ٹہر میں مشغول
مسائل میں رہے ہیں۔ وف اور بے اختیار تھے جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو ہمت نہ تھ
باقی باشا کے قتل سے سبب مجھ پر بڑی مہربانیاں فرمائیں اور غلطی نہ بجالانے جب میں نے
سبب شہداء کیا تو میں غور پر وہ نہیں باتیں کیں اور زیادہ تحقیق نہ کی پھر شہ اور اسی
کے بعد فرمایا کہ جو خدمت میں رہو یہ دیکھ کر میں شرمندہ اور ناموس ہو رہا ہوں چونکہ
جہان کا نام تھا۔ دوسرے روز اسی بہت وار دہ سے وہ پس گیا تو میری تھوک دیکھا تب سے
نہ مجھ پر سخت ندامت طاری ہوئی میں نے تو بیک اور غلو جس نیت سے معاملہ بڑا دھماکا
اور بھل سے پیش کرتے درج سے بھی زیادہ توجہ فرمائی۔ آج انہوں نے تصوف کی
تعلیم فرمائی وہ اس کتاب کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ جب سبق سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ
اسی غرض سے میں نے تصوف کی توجہ نہ فرمائی کہ وہ نہ تمہارے مکان پر حاضری رہیں۔

یہاں میں تھا ہے یہاں آئے ہی ہرگز اجازت نہیں دوں گا کہ یہ بات دبا سے اجمید ہے۔
 میں نے عرض کیا مجھے آپ آنے کی اجازت نہیں فرماتے ہیں آپ کی تحلیف فرمائی کویت
 گوارا کر لوں۔ ظاہر ہے کہ آپ اس کام کو موقوف رکھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے مجھ سے سخت
 کرتے ہوئے فرمایا اس کا ایک اور سبب ہے پھر میرا ہفتہ پھر کہ مسجد فیروز شاہ میں لے آئے
 اور ایک جگہ متعین فرمادی کہ ہمیں یہاں بیٹھنا چاہیے اور تصوف کی جو بھی شکل کتاب ہو
 اس کا مطالعہ کرو۔ گھر پہ بھی حل نہ ہونے کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ اس کے بعد مجھے جو
 دشواری بھی پیش آتی وہاں جا کر مطالعہ کرنا وہ حل ہو جاتی۔ اگر ایک بالشت بھی اس جگہ
 سے دھردھ ہو جاتی تو تمام دوسرے مقامات کی طرح ہوتا واجب خواجہ نے اس بات پر ہمیں
 ایک پہنچایا میں نے عرض کیا کہ میں اسباق پر اکتفا کرنا بھی ہی کرتے سے اہستہ تھا۔
 آپ بھی اگر ایسا تصوف فرمائیں تو اس سے بڑھ کر کیا ہوگا فرمایا یہی تو عرض کر رہا ہوں۔
 اس کے بعد بھی اگر تمہیں کسی علم میں کوئی مسئلہ پیش آئے تو ہم اسے حل نہ سکو تو مجھے ہٹا کر فوں
 نالائق نے میرا منتہی روک رکھا ہے حضرت والد ماجد فرماتے تھے احمدیہ اس نے بعد مجھے کوئی
 دشواری پیش نہیں آئی۔ اگرچہ میں نے تکمیل علوم مرزا علی سے کی مگر ان سے پاس پڑھنا تو کیا
 تحصیل حاصل تھی اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اول سے پڑھتا تھا اور آخر سے درس پڑھتا
 فرماتے تھے کہ خواجہ خرد اپنے انگوٹھے سے ہمیشہ اپنی انکلیوں پر کچھ مکتے بستے تھے۔
 سبق پڑھانے باتیں کرنے وغیرہ میں بھی سیاہی کرتے رہتے ایک روز میں نے ان سے
 اس کے متعلق پوچھا فرمایا یہ ایک سائل ہے جسے میں ہمیشہ کرتا رہتا ہوں میرے سوا
 تک مجھے کسی نے اس کے متعلق نہیں پوچھا آغاز حلا میں مجھے اس سبب سے کاؤر رہا ہے
 اب بھی سمجھتی گریا کرتا ہوں۔

حضرت والد ماجد نے فرمایا خواجہ خرد باب روز اپنے دوست
 احباب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ پینا کرورد سے
نسبت کا احترام
 تمام لوگ چٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے اس جگہ میں ان کی خدمت میں چینی انہوں نے میری
 بہت زیادہ تعظیم و تکریم کی خود پلنگ کی پاستی پر بیٹھے اور مجھے صدر پر بٹھا دیا میں

قد: حضرت کرنا وہ نہ مانتے اس معاملہ سے تمام حاضرین کے چہرے متغیر ہو گئے۔ ان کے بیٹے
خوجہ رحمت اللہ نے فہ کر عرض کیا کہ اس مجلس میں اس سے زیادہ عمدہ و تعظیم کے زیادہ
نام موجود ہیں۔ ان کے ساتھ اس تو ضیع میں کیا راز ہے۔ فرمایا یہ ہم نے اس سے کیا ہے کہ
تہ سب وہ مناسبت کرو و راسی طرح ان کے پیش آؤ۔

جب میں ان سے جہاد کی شہرہ ریع لہرین کے گھر جاتا تو وہ میرے ساتھ قسمی قسم کا
سلوک کرتے حالانکہ وہ میرے استاد تھے وہ میں نے ان سے فیوض حاصل کئے تھے جب شیخ
ریع لہرین سے ملتا تھا تو خواجہ محمد باقی قدس سرہ ذل خدمت میں آتا تو وہ بھی قریب قریب
یہی سلوک کرتے تھے۔ اگرچہ تینہ حضرت خواجہ سے خفا میں سے تھے لیکن بدلنے سلوک
میں تینہ قسماں خدمت میں رہتے تھے اور کچھ کتابیں پڑھ کر تھیں اور فوائد حاصل کرتے
تھے۔ ہمیں بھی بہ نسبت کرنا چاہیے۔

وہ صاحب فرماتے ہیں: ایک مرتبہ بہ دونوں بھائی خواجہ کی خدمت
میں تھے ان پر بھوک نے غالب کیا جس کی وجہ سے وہ بقی نہیں
پڑھا کرتے تھے۔ پتہ دہرا۔ اس سے دربارت فرمایا کہ یہ کھڑکی کچھ صفا ہے؟ انہوں نے
کہا ہاں۔ ایک پتہ کہ نہ فہم سا کھانا پکایا ہے فرمایا اس میں سے کچھ فوس میں سے
بہت کی لٹوڑا بی بی میں لے آئے۔ انہوں نے ہاتھ دھوئے در حاضرین سے فرمایا کھاناؤ یہ
سب سے لے کر جوہ تمام کو بہت حیران ہوئے تھیں وہ سب انداز میں پھر فرمایا ہم
کے بڑے تھے اور تمہیں نے مل کر کھانا پکایا نہ کہ ہم سب میرے ہو گئے اور بیانی میں کچھ بچ کر رہا
وہ اس پتہ کے متعلق بھی دیا

حضرت و مد صاحب فرماتے تھے یہ شخص نے
حضرت خواجہ خرد کو خدمت میں حاضر ہو کر عرض

غائبانہ اندر و اعانت

کیا بادشاہ مجھے یہ ہم پہ بھیج رہا ہے۔ دشمن کی تعداد اور سامان جنگ زیادہ ہے۔ اور
میرے پاس سبب جنگ نہیں ہیں کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا۔ آپ توجہ فرمائیں خوش
نہیں سے فرمایا کچھ نقد ہی پیش کرو۔ ہمارے ہمارے طرف توجہ ہو تلافی اس وقت

اس کے پاس پتھر نہیں تھا، اپنے ساتھیوں سے اس نے طلب کیا اسے سمجھو اس سے سنی
 کمرے خیر نہ ہو کر وی رگروں روپے خدمت میں پیش کئے آپ نے پھر رقم دی،
 فرمایا کہ نون روز چننا کرو ورنہ اس وقت وردہ مستوں کی خدمت سے خوف نہ کرنا اور جتنی
 جگہ سے ترس نہ ہونا، پھر غیب فرمایا جب وہ قدرہ وقت پر آئے تو مجھے احمدیہ دو جب
 وہ بیچارہ چینی میں نے یہودیہ بیچو میں تنہا بیٹھ گئے اور جب کہ سے درد نہ ہوتا تھا
 کوئی شخص اس وقت دھس نہ رہی نہ رہا، پھر دیر بعد خوش و خرم ہوا، اس وقت
 بہت زیادہ تھے وردہ مست بہت کم پہلی مرتبہ حساب و خدمت ہوئی میں اس عرصہ
 نے حوصلہ نہ ہار دیا جلد سے حیرت نہ ہوئی حالت میں میں اس سے پاس پہنچا، کھانا
 حاصل ہوئی بہت سے دشمن قتل ہونے اور باقی بچے تھے، ایک مدت بعد میں سرغیرہ
 عراق چلے پہنچا، اس میں آپ تھے شخص سے ملنا ہوا تھا، ورنہ اس نے نہ دیکھا جسے یہ نہ
 قبول نہ فرمایا۔

حضرت و صاحب فرماتے تھے کہ خداوند فرستاد یہ شخص نے خدمت خود بخود
 کی خدمت میں درخواست کی کہ توبہ فرمائیے، علم سے جب فرمائے ہیں اصل ہوتا ہے ورنہ
 ہم اس کا جواب دیں کہ جب وہ شخص نے توبہ فرمائی تو اس کے پیچھے پاتے تھے کہ وہ
 کر بھیجا تھا، اس وقت، سند مقدمہ معلوم سے ہی رہا ہو جاوے وہ ہرگز خوش نہیں ہو سکتا
 ہوا دوسرے روز بھی کسی تھا ہری سبب کے بند کی حالت میں جان جان کر ان کے سپرد
 کر دی، اس شخص نے قتلہ نہ صاحب سے سوال کیا کہ میں یہ فرماؤں کہ میں نے توبہ
 کر دئے شریب نوشی کا حساب کیا تھا اس کا یہ تعلق ہے فرمایا بتاؤ کہ کیا ہے یہ
 سخت بیماری تھی مگر شریب سے طلبا نے تعلقہ طور پر قتلہ کیا کہ اس کا علاج شریب ہے
 اور علماء اس کے مصلحتی مٹا دیئے تھے، ورنہ وہ اس کے تعلقہ نہیں ہوتا تھے ورنہ
 حصار مدین نے مکر جیت نہ دیا، ورنہ نہ ہمیں شریب پرانی شریب نوشی میں بیک
 ہوئی میں جانوں تھیں کے ہوا، ورنہ اس کے تعلقہ کو تعلقہ نہیں ہوتا تھے اس
 وجہ سے وہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں

شاخ بنی شعبہ مازوینے شغلے با سے میں یکتقل مدنی زبان میں سامت لکھات جو
 فوہ تغریب سے پاک ہے حضرت ولدہ ہند نے فارسی زبان میں سنا تزیہ کیا ہے جسے
 عبارت و قوس سب سے رستہ کیا ہے اس فقیر وں سنے دونوں رسالے حضرت ولدہ
 صاحبان خدمت میں پیش کئے ہیں و الحمد للہ

حضرت ولدہ صاحب فرماتے تھے کہ جو جہرہ وہ ضرر زدن گنگامی و عزت نشینی
 کفنی یاب ہر رب مہم جن سے ہمارے شہر کے آؤں سفادہ کرتے تھے ورنہ کاہم
 ہمسار جہرہ مستحبہ فیروز شاہ میں ورس دیتے تھے وہ حضرت جو جہرہ سے محبت تھے
 جو جہرہ نہیں تو یہید نہایت میر سے ماضی بنی نسبت کو کسی سے خاص نہیں کرنا اور
 نئے نئے میں اس میں چنانچہ یہ عیشہ بیٹاؤں کے طرح رہتے تھے جب یہ اپنے وطن نجیب
 بانٹ سے ماضی کیا کہ کر لوگ تو ہمیں کہہ مئے حقیقہ کہان سے حاصل کیا ہے تو میں
 میں کیا جواب دوں فرمایا کہ حضرت یکتا تویر ہم بتا دین ورنہ نہیں جو جہرہ کہی جہرہ
 جو جہرہ ہائی ہندہ کا عرس کرنے تھے حضرت ولدہ صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کئی بار میٹھا
 برائی تخلص سے پاس آکر بتاتے کہ چاروں یہ ذمہ دوہہ آکر ہمتا سے کوشت میرے
 ذمہ تیسہ کر ہمتا ہے کہ قوس و قوس و قوس کا ہر سی حرج و مرہہ انتظامات بھی
 موجود تھے جو جہرہ میں میں کوئی تکلف نہیں کرتے تھے

حضرت ولدہ صاحب فرماتے تھے کہ جو جہرہ نے آخری ہمیشہ میں جو جہرہ ہائی کے
 و قوس میں جہرہ کے تانے کی نگہ میں دفن کرنا اور نسبت نبوت کی رعایت سے منہج کے مداخل
 نہ کرنا کیا کہ میں سی جہرہ کے زخمی ہوں میں نے عرض کیا یہ کام دوسروں کے بہرہ دہرہ کا مجھے
 میں کیا اختیار ہے فرمایا کہ میری وصیت پہنچ دینا جو جہرہ کی وفات تک بعد میں نے ان
 کے و قوس سے بہرہ خواجہ کی وصیت پہنچی انہوں نے ہاں نہ دھڑے

ذکر خلیفۃ الاولیاء القاسم اکبر آبادی قدس سرہ

انہوں نے یہ صاحب دہتے تھے کہ یہ عہدہ صاحب اکبر آبادی میں لوٹا ہوگا تو میں

رہی پھر یہ سب اس کی خدمت میں جنازہ بڑے انداز میں لائی فرماتے۔ یہاں تک کہ بعض قدیم لوگ
مجھ سے حد کرنے لگے۔

حضرت ابو نعیمہ ملاحم کے رانا تھے جو اپنے زمانہ کے قہر علمائیں شمار کئے جاتے
تھے شریعت پر انہوں نے حاشیہ بھی لکھا ہے۔ و حضرت میر ابو العالیٰ خدمت میں بھی حاضر ہوئے
تھے۔ درناؤں تک شمار دیتے۔ یہ بھی اپنے زمانہ کے اکابرین میں سے تھے اور میر ابو العالیٰ کے
بہر خفا میں سے تھے حضرت امیر کے خلفاء میں انہیں وہی مقام حاصل تھا جو شیخ نصیر الدین
چراغ دہلوی کو شیخ نظام الدین دہلوی کے خفا میں حاصل تھا۔ ملاؤں کی قبر کبریاؤں میں ہے
جانب چائینہ کہ میر ابو العالیٰ اکبر آبادی آباد کی طرف سے جبینی سید تھے آپ کا سلسلہ نسب
میر تقی الدین کرمانی سے ملتا ہے۔ امیر تقی الدین و خواجہ عبید اللہ احمرہ قصہ رشحات میں
تفصیل سے درج ہے۔ دلائل کے بعد مادی خوجہ محمد فیض بن خوجہ ابو انجیل بن خوجہ عبد اللہ
بن خوجہ احرار ہے حضرت میر ابو العالیٰ کے والد بزرگوار ابو الوفا خواجہ ابو انجیل مذکور کے نوٹے
تھے۔ وہ اپنے زمانہ کے مجدد علم و خوجہ عبد اللہ بن خوجہ عبید اللہ احمرہ کے نوٹے تھے۔
اسی لحاظ سے میر ابو العالیٰ کو دوسری نسبت احراری حاصل تھی میر ابو العالیٰ کے والد اور
جد مجد مدقہ سمرقند سے سفر کر کے ہندوستان کے راستے مکہ معظمہ پہنچے۔ وہیں انتقال فرمایا
حضرت میر ابو العالیٰ سی سفاکہ دوران پیدا ہوئے اور اپنے والد اور جد بخون وفات کے بعد
خوجہ فیض جو ان دنوں مان شہجہ صوبہ ایلوہ پ کے صاحب تھے سایہ طہمت میں
پردہ کش پائی اور جو بن ہوئے اور جب فیض جو ان ہو گئے تو کچھ دن بعد میر ابو العالیٰ نے بھی ان
کی روش سے حدائق مان شہجہ کے شہر میں ملازمت کر لی۔

اسی میں ایک رات انہوں نے خوب تر و تہن بزرگ آئے وہ نہیں فرمایا کہ یہ
کیا رات ہے جو تم نے اختیار کر رکھی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم رات میں ہماری وضع قطع
اختیار کریں اور اگر حاشیہ کی طرف سے ہیں تو لائق قبولیت نہ تھیں۔

ملکہ نور السموات والارض اس کے بعد ان میں سے ایک نے استرہ سے برآمد
سمرقندہ دبا اور دوسرے نے امیر قیص سیناوی نیمہ نے دستار بند کر لیں کچھ

دی میں خواب کے بعد ان میں قلع و راجھ بیدار ہوئے۔ انہوں نے حاکمیت چھوڑ دینے کا ارادہ کیا لیکن ان سگھ منہ کرنا تھا یہاں تک کہ اذرا اللہ شیدا ہبت سبیلہ کے تحت آہستہ آہستہ اسباب پیدا ہوئے جو چاروں رست سے فارغ ہو گئے۔ درخدا اطلبی میں کیسی ہو کہ لکھنے سے ہی شامیں حضرت خوجہ عین مدینہ سے ہر روز کے مزار پر نور کی طرف متوجہ رہنے لگے۔ درخو جن بارگاہ سے عنایات و فیوض حاصل کئے۔

سننے میں آیا ہے کہ میر ابو یحییٰ کے گھر والوں نے ان سے بیٹے میرزا ابوالحسن کی ولادت کی وجہ سے ایک روپیہ اور ایک چادر بطور نذرانہ جو کہ مزار پر رکھوائی تھی حضرت میرزا علی طلاع ندوی بھی ایک روز اس مزار کی طرف متوجہ ہوئے کہ قبر میں سے کونسی نذرانہ آئے گا تو تھکے تھکے تھے۔ فرزند صحت کے لئے اس قدر بیمار آئی ہے۔ در دوسرے فرزند کی بھی درخواست کی ہے اور اس تمام منظور ہے۔

یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ اس مزار سے خطاب ہو کر یہ نعمت جو تھے عنایت ہوئی ہے دو سو سال یا ان سو سال بعد زندگان خاص میں سے کسی ایک کو عنایت ہوئی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہمیں تہا عبد الرحیم عنایت ہوئی تھی۔ اس کے بعد سید تقی الدین کرمانی کے پوتے سید جعفر کی قید سے حضرت میر ابو یحییٰ کے علم بزرگوار میر عبداللہ کی بیعت کی تھیں ہوئی وہ بظاہر نور کی بیٹہ تھے مگر حقیقت میں بہت سے نشانات ولایت کے ظاہر ہوتے تھے درحقیقت میں ان کا ربط اپنے خالو خوجہ عین کی کہ ساتھ تھا خوجہ عین کی دران کو اپنے علم بزرگوار خوجہ عین کی سے اور ان کو اپنے بزرگوار خوجہ عبید اللہ احمد سے جانتی تھی وہ اس طریقہ کے مطابق عمل کرتے تھے لیکن حقیقت میں ان کی تربیت ویسا تھی آپ کے کلمات طیبہ سے چند یہ ہیں۔

نہایت کی نرا کشتی کی رفتار کی مانند ہے اس کا موار سمجھتا ہے کہ وہ سائن ہے جب وہ ساحل پر پہنچتا ہے تو چاہے وہ قلعہ منزل سے آگاہ ہوتا ہے۔

سماں اور بے خودی سے مقصد بشری مرقوم عادات کو ختم کرنا ہے محض عقل و ہوش کو مغلوب کرنا مطلوب نہیں بڑا غور و نظر کا مقصد موقی حاصل کرنا ہوتا ہے تاکہ اور منہ میں پانی ڈالنا نہیں ہوتا۔

مذہبی مناغل کے دوران حق سجاد و تعالیٰ سے آگاہی کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص ایک
شے پر دوسرا ٹکرا لکھ کر سر پر ٹھکانے، دروازوں میں شغول ہو جانے، اس کتاب میں سننے
کی آواز اس راندرونی قوجہ سے منقطع نہیں ہوتی۔

راندرونی شخص مجلس میں مس طرح رحمت و لطیفان محسوس کرتا جیسا کہ شدید گرمی میں خشک
کا سفر کرنے کے بعد کوئی شخص اچانک ٹھنڈے سایہ دار درخت کے نیچے پہنچ جائے
تو اس شخص کے لئے ہماری صحبت مبارک ہے۔ وگرنہ وہ دوسری جگہ چلا جائے یہاں عام
وہاں جب شرف و کرمات نہیں ہے۔

یہ نور علی جس جگہ کے ساتھ غرض و اثبات یاد کرتے تھے، آپ نے نہیں فرمایا جو کچھ
آپ نے اختیار کیا ہے خوب ہے ورنہ سلف کا طریقہ ہے لیکن اسمذات کی ورزش
دوسرے انداز سے زیادہ موثر ہے۔

آپ نے کوئی وصول حق کی طلب کرتا تو دریافت فرماتے کہ محنت و مشقت سے
محسوس کرنا چاہیئے ہو یا مفت، اگر پہلی صورت اختیار کرتا تو ذکر کا حقیقہ لکھ دیتے
اور دوسری صورت پسند کرتا تو سے فرماتے کہ ہماری مجلس میں آیا کرو۔

فرمانے کے بعد جس شخص نے ہماری صحبت میں آکر چند فیوض حاصل کئے، بعض اوقات
دوست آباد جا کر نماز کا مرتب ہو تو جو چیز اس نے حاصل کر لی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں ہوگی
میں ترقی کا راستہ بن ہو جانے کا۔

نقل ہے کہ میر یونانی کی بیماری کی حد ہو گئی جس سے انہیں بڑی تکلیف تھی خصوصاً
وہ وقت اور بہت سے وقت بڑی وقت میں آتی، ایک روز یہ شعر پڑھنے لگے کہ

در در زبیر مست و در مال نیز ہم در خدمت و شد و جہاں نیز ہم

اس شعر سے ان پر فوجی و عہدہ دار کی بڑی اور اس کی حرارت سے بعض میں شاد
پیدا ہو گئی۔ اور وقت بھال ہوئی۔ یہ شخص آپ نے اپنی نوبی عنایت فرمائی تھی اس نے جنگ
کے وقت سے رہنا ہو تھا چنانچہ ایک تیس دن تو پڑھا۔ اس کا پھل پھر، گویا دھیر
بہت باتوں نے دوستوں پر بہت توجہ دی جس میں کوئی توجہ نہ ہوا بہتر ان

ہونے چاہئے چنانچہ بارہوی وقت عجیب ثروت خدام بدوٹ رجب انہوں نے تھنق کی
تو حلیہ ہو کر ایک سو خوار و چار شاہیا تھا

حضرت میر میں بیکشش تھی جب کسی پر توجہ ڈالتے تھے تو وہ بے خود ہو جاتا اور دوس
کی طرح گریختا نقل ہے کہ چوپانوں میں سے ایک جانور ان سے اتنا شرمناک و مہربان ہوا
کی طرح ادب سے بیٹھا اور جب اہل عذاب ان کی خدمت پہنچتے تو وہ ان کی طرف دیکھتے
تو ہانسنے ہو جاتے چوش میں آتے اور بیقراری کرتے تھے اس دوران میں کہیں انہوں
کو عیب نہ ملتا تو وہ تعلمان نہیں دینی تاقتا میں قسم کے ہت سے اٹھتے ان کے انہی میں
جانتا چاہیے کہ جو اصلی کا ہرقہ تبعاع شریعت نبوی و پیروی جہاد محمدی سے موہید
نہیں تھا اور اس زمانہ سے مسلمانوں نے ان کی طرف سے نہ تو ان میں اور نہ فعل میں نہ کیش
مثال ملاؤں محمد وغیرہ بھی اسی روش پر تھے اس کے بعد ایک آدمی سے
بدنام کنندہ کو نامے چند

کی صفت کے حامل تھے خود ہشتات نفس و انہوں نے پیروی کی اور حق نہ فاسد دور
اعمال ہادہ کو اختیار کیا۔ ومن ذی قہما الحسب و خاصہ بنفسہ صبیح کے مسدق
بے حضرت میر ان شخص و غاشک سے پاس اور ان کا ہرقہ ان لوگوں سے مدد نہ مل
لطف سے جو جامع مقامات حضرت میر میں نے اس حقیقت کو وضع صورت بیان کیا
اور کہا ہے وہ وجہ جو خاصہ بن پر ان کی مجلس میں حد سے بڑھا تھا۔ غلبہ کی نہیں تھا ان
کی مجلس میں کوئی شخص خلاف شریعت کسی فعل کا ارتکاب نہیں کرتا تھا اور نہ ہی عیب
اور مردوں کو زیر پر فعل کرتا تھا اور وہ دل بھی آپ حضرت خود جہاد کے زمانہ سے
مردان نہ بہرہ نہ کام کرتے میں اور نہ سارے میں کبھی کبھی اتفاق سن لیتے تھے
کی عبادت ختم ہوئی

حضرت دلا ماجہ فرماتے تھے کہ میں میر ابو حلی کے نصف مسدق میر نور علی سے
زیادہ شخص کو دست گو نہیں دیکھا ایک روز میں نے ان سے پوچھا کہ بتیے میں کیسے
ابو علی مدد کی طرف بہت راغب تھے فرمایا مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے چند بار سے مسدق

میں حصہ لیا اور وہ بھی خاص تقریب کی بنا پر تھا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ میرا ابو علی جس کی طرف دیکھتے یا اپنے پان چہ کرتے وہ بے ہوش ہو جاتا تھا فرمایا میں نے ان کا جیسا جو پان بے شمار مرتبہ کھایا ہے۔ یہ کوئی کلیہ نہیں ہے۔
 وضع ہو کہ حضرت والد ماجد نے میرا نور علی کے ساتھ بہت صحبت رکھی ہے اور ان سے کلام اور خرقہ حاصل کیا ہے۔

حضرت والد صاحب فرماتے تھے کہ خلیفہ ابو القاسم نے میرا ابو علی کی صحبت بھی حاصل کی تھی۔ میں حصول فیض اور بیعت کا شرف ملا ولی خدمت حاصل تھا۔ ایک روز میرا ابو علی نے ان سے فرمایا کہ تم نے ہم سے بیعت کیوں نہیں کی؟ انہوں نے عرض کیا کہ ملا ولی محمد کی خدمت میں آپ کی طرف سے اس عاجز نے جب علم ان سے حاصل کیا ہے۔ ان سے بے حد محبت ہے۔ تم ہی ہے بیعت کا تعلق بھی ان کے ساتھ قائم کرنا بہتر سمجھا آپ مسکرائے اور تعریف کی۔
 فرماتے تھے حضرت خلیفہ پرگنہ می و شہ شہینی کا مشرف غالب تھا کسی سے نہیں ملتے تھے۔ اس کا مشرب ترک کاروبار اور توکل کی تھا۔ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔
 نہ نشان بود ولی را الخ پھر فرماتے تھے کہ چوتھا نشان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بغیر کسی واسطہ

کے اس کی حیثیت کا کفیل ہوتا ہے حضرت والد فرماتے تھے کہ یہ بات حضرت خلیفہ کے تین خاصہ تھی۔ ظاہری کوئی سبب نہ ہونے کے باوجود چھٹی زندگی گذارتے تھے۔ ایک مرتبہ اس کے ہمد میں تھی تمام بویا اور کسی دن تک دوسرا کھی نہ مل سکا چیراں ہوئے۔ اسی طرح بغیر کسی سبب اندازہ کرتے رہے۔ ایک روز کسی ضرورت سے چھت پر چڑھے۔ درگاہ کے دہلی وہ ایک شکامہ والوں میں سے کسی نے چھپا رکھا تھا فرمایا غیب سے رازی نہ ملنے کا یہی سبب تھا۔ اسے خرچ کر دیا اس گھٹی کے بعد بہت گھٹی ملا۔

حضرت والد فرماتے تھے کہ عالمگیر، دشاہ کے زمانہ میں فتاویٰ مانیہ سی اس کے صدر سے مدقون ہو، تھا اب اس کی نظر ثانی ہو رہی تھی۔ اس میں سے کچھ ماسخ حامد کے سپرد ہو جو نہ آباد بیگ کے درس میں میرے شریک سبق تھے۔ وہ میرے پاس آئے اور نماز تہجد کے ساتھ ہم میں شریک ہو جاتے تھا اسے نام انار و زینہ قرار دیا تھا۔

سے قبول نہ کیا۔ میری دلدہ سے یہ قسم کھاتا ہے قبول کرنے پر مجھ سے روز باغیا محبوب
مجھے قبول کر لیا اور اس کام میں مدد و فواید بوجہ خلیفہ و حسب اس کا حکم فرمایا
اس وجہ سے تو ترک کر دیں نے عرض کی دلدہ ناراض ہوئی میں فرمایا ذرا جاسحق
اللہ ذہب حق العبد۔ صحیح قول ہے۔ میں نے عرض کی دعا کرو خدا تعالیٰ میں خلیفہ
کو میری خوشنویسی کے دور کر دے تاکہ دلدہ ناراض نہ ہوں۔ انہوں نے دعا فرمائی حینہ
روز میں بادشاہ نے بل و خلیفہ کے نام حسب کتب و انہیں عرض و نصیب سے ہمیں یہاں
جب میرے نام پر پختا و طیف کاٹ دیا۔ اور کہا کہ گروہ چاہیں تو اس قدر زمین دے دی
جائے۔ مجھے پوچھا تو میں نے سے قبول نہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا اور حمد ہی۔
زمانے تھے ایک روز نظر ثانی کرتے ہوئے میری نظر ایک سی عبادت پر پڑی جو خجماک
مقامی و سند کمال طور پر پختہ کا پختہ تو کیا تھا میں نے وہ تائیں جو اس سند کی مانند تھیں وہ
دلچسپ تو معلوم ہو کہ یہ سند دو کتابوں میں بیان ہوئے اور ہر ایک نے ایک عبارت سے بیان
کیا ہے۔ موصوفت آدمی نے دونوں عبارتوں کو جمع کر دیا ہے۔ اس وجہ سے سند کے بیان میں
خرابی واقع ہوئی ہے۔ میں نے یہ حاشیہ چڑھا دیا وہ من لہ یغفرلہ فی الذین ذل خلط غلبہ
ہذا غلط و صوابہ کہ از زمین جو زمین سمجھ میں رہتا اس نے گڑبگڑ کر دی ہے اور
صحیح یوں ہے۔ ان دونوں عالمگیر کوس کی تزیین و ترمیم میں بہت زیادہ ہمت و تقار اور ملا
انعام بدین ایک دو صفحات بادشاہ کے سامنے پیش تھا تھا جب وہ اس فقرہ پر پہنچا اتفاقاً
اس نے اس حاشیہ کو متن کے ساتھ ملا کر ایک بن کر اس سے پڑھا۔ بادشاہ چونکہ وہ ہمایہ
کبھی بیمار ہے۔ ملا انعام الدین نے اس وقت تو دفع وقتی کرتے ہوئے اس جگہ میں
نہ داخل تھے کہ ہمت کی تفصیل سے عرض کر دے کہ جب وہ فقرہ تو ملا وہ پڑھا ہوئے
کہ یہ جگہ میں نے کہا ہے۔ اتنا اوپر چھوڑ دیا تھا کہ مجھے بادشاہ کے سامنے نہ نہ کیا یہ تو
تو یہ یہ غلط کیا ہے۔ ہر حادثہ میں وقت پختہ نہ کیا۔ پھر اس نے یہ کہ ساتھ ہمایہ مل
دیا۔ میں نے وہ کہیں جو اس سند کا خلیفہ ہیں۔ درج و عبارت و غریب و کسر و حروف
نہ کہ بہت تیز کر رہا ہے۔ بعد میں سے ہمت سے مجھ نے اس کے لئے وقت و مہر

معزول کا سبب ان کا حسد ہی تھا۔

حضرت والد ماجد فرماتے تھے۔ ایک روز میں ان کی خدمت میں گیا مکان کے نعیم میں صوفی تھے جو کہوہ کے لئے ساتھ لے کر آیا تھا اور اس کے کام میں جرح و قدح کر رہے تھے اس وقت میں وہاں پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا خوش ہوئے۔ میں نے پناہ میں بیٹھا اور بار بار نے کارادہ کیا فرمایا تم نے اس سے پہلے کارایا ہے میں نے عرض کی نہیں لیکن نذر سے جس چیز کی ضرورت ہوگی بنا لوں گا۔ فرمایا یہ کام اسل پھر سے ٹھیک نہیں ہوتا میں نے کہا جسے لئے ایک اور کام تجویز کیا ہے کسی شخص سے چار پائی لانے اور دیوار کے سایہ سے نیچے بچپانے کا اشارہ کیا مجھے فرمایا یہاں سو جاؤ کیونکہ تم دور سے سفر کر کے آئے ہو۔ میں نے اس حکم میں بہت سیایا لیکن نیند نہ آئی عبدالرسول نامی ایک شخص آیا فرمایا تم وقت پر پہنچے ہو وہ کمرس کرنے کے لئے انتظار کرتے لگا کر فرمایا میرا مقصد یہ ہے کہ تم اس کی چار پائی پر بیٹھ کر اس کے پاؤں دباؤ کیونکہ وہ لمبے سفر سے آیا ہے وہ اس قسم کی مہربانیاں فرماتے تھے دیر دراز کریم و احسان کا اظہار فرماتے۔

حضرت والد فرماتے تھے کہ انہیں حج کا ارادہ ہوا۔ گھر سے نکلے بغیر زورہ و زابل خانہ سے رخصت ہوئے بغیر حج کے لئے چل کھڑے تھے۔ راستہ میں ان کے بعض مخلص ان سے کہہ کر وہ تنہا اور مجروح تھا تو اسے ساتھ لے لیا اور رعیال دے دیا تو وہ واپس نہ دیا اور فرمایا کہ تم دور دراز سفر کا ارادہ کیا ہے وہ اسی طرح چلتے رہے اور ایک مدت تک وہاں تہذیب میں قیام کیا اور پھر امن و سیاحتی سے لوٹے۔ اس سفر میں ان سے بڑی بڑی کمزوریاں ظہور پذیر ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب گھر سے چلے تو ان کے پاس ایک چوٹی تھی۔ راستہ میں کہیں بھی اس کی ضرورت نہ پڑی یہاں تک کہ واپس گھر آئے اور وہ چوٹی ان کی جیب میں تھی۔ میں نے ان سے اس قصہ کی تفصیل پوچھی۔ فرمایا اب تک مجھے اسے کسی شخص نے اس کا سوال نہیں کیا جب میں گھر سے نکلا۔ ایک شخص نے نذر سے صورت پر یہ چوٹی مجھے دی۔ میں نے اسے جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد اس کی ضرورت نہ پڑی۔ جب میں نے وہ کیڑے تاکہ وہ نہ پڑے۔ پختہ دوستوں نے اسے لپیٹا کہ

رکھ دیا اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غنایت فرمایا اور اسی طرح کپڑے ملتے رہے۔ اس کے بعد نہ تو ان کپڑوں کی ضرورت پڑی اور نہ ہی اس نقدی کی جب ہم واپس آئے وہ کپڑے اور نقدی ملی اور دوستوں میں یہ بات مشہور ہو گئی اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بہار میں اپنے ساتھیوں کے سامنے ادبیاء کے مقامات و کرامات بیان کرتے تھے ارض اور پانی پر چلنے کی بات چل نکلی۔ ملاح نے انکار کیا اور کہا اس قسم کے جھوٹ ہم بہت سنتے ہیں۔ ان کی کوئی اصلیت نہیں ان کو غیرت آتی اور سمندر میں چھلنگ رکادی۔ لوگوں نے ملاح کو ملامت کی وہ بھی شرمندہ ہوا کہ ایک فقیر میرے مجاہد کی وجہ سے ہلاک ہوا۔ اور ان کے دوستوں کو ان کی جذباتی سے دکھ ہوا۔ انہوں نے اونچی آواز سے پکار کر یہی خیر دعائیت سے پانی پیسیر کر رہے تھے۔ ملاح اور تمام لوگوں نے توبہ کی اور عجز کا اظہار کیا۔ آپ ص کے بعد بہار میں آ گئے اور ان کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ حرم شریف میں ایک شخص کو حضرت غوث اعظم کی طرف منسوب ٹوپی اپنے آباء جداد سے ملی تھی اور وہ وہاں اس کی وجہ سے بہت محترم اور مکرم تھا۔ ایک رات خواب میں اس نے حضرت غوث اعظم کو دیکھا فرماتے تھے کہ ٹوپی کو ابوالقاسم اکبر آبادی کو دے دو۔ اس شخص کے دل میں خیال گزرا کہ اس شخص کی تخصیص میں کوئی حکمت ہے۔ امتحان کے طور پر ایک قیمتی جہیز اس کے ساتھ ملا دیا اور پوچھتے پچھاتے آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یہ دونوں تہرک حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ انہوں نے مجھے خوب میں فرمایا ہے کہ ان کو ابوالقاسم اکبر آبادی کو دے دو۔ اور ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے قبول فرمایا اور بہت خوش ہوئے۔ اس شخص نے کہا یہ بہت بڑی نعمت ہے اس کے شکر میں کافی طعام تیار کیا۔ اور رٹو سا شہر کی دعوت کیجئے۔ فرمایا کل آپ تشریف لائیں اور جس شخص کو چاہیں مدعو کیا۔ میں کھانا کافی تیار کر دوں گا۔ علی الصباح وہ شخص تمام رٹو سا شہر کے ساتھ آیا اور کافی طعام تناول کیا اور رات کو پڑھی۔ دعوت سے فراغت کے بعد انہوں نے پوچھا کہ آپ متیرے کل آدمی میں اور ظاہری سبب نہیں ہیں۔ اس قدر طعام کیسے تیار ہو گیا۔ یہ ہم نے جتھہ کو فروخت کر دیا اور ضروریات خرید لیں وہ عزیز چلایا کہ میں نے اس فقیر کو اس کا

سچ تھا تھا یہ نفرتی احمد اس نے ان تبرکات کی قدر نہیں کی تھی، فرما: شرمست کرو۔
 جنت بقیعہ میں نے محفوظ کر لیا ہے، ورجو چیز تیرے میں تھی بکد امتحان تھی اسے وقت
 مر رہا ہے، اس کے غلبہ وقت اور شکر نہ کا سامان خرید لیا ہے، وہ اس وقت سے آگاہ ہوا تو
 اہل بقیعہ میں سے غیبت حال بیان کی تمام نے کہا، حکم دیا تبرک اس کے حقدار کو مل
 گیا، ورنہ میں سے ایک یہ ہے کہ جو نور محمد سید عبد اللہ در حضرت و حضرت خلیفہ
 سے دونوں صحبت یافتہ تھے اور ہمارے پرانے دوستوں میں سے تھے بیان کرتے تھے کہ جن
 دنوں آپ مکہ خدمت میں قیام فرماتے تھے شدید فضا ہڑت قریب قریب آتے دوسرے کو کھانسی میں ان
 دنوں بارشیں رون خدشت میں حاضہ بننا، آپ لذیذ طعام میں برائی وغیرہ کھاؤں فرماتے
 تھے اور مجھے بھی عنایت فرماتے تھے میں متعجب ہوتا، یہ روز میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا
 فرمادہ جو خدا ہر آباد میں تقدیر میں بھی ہم سے ساتھ ہے۔

حضرت و در فرماتے تھے، اب روز میں آپ خدمت میں حاضہ بنوا میں نے دیکھا کہ
 جو صاحب نے تیار کی کر کے ستر سے نکلتے ہیں جب مجھے دیکھا تو واپس آئے اور بھر کلاب
 چلتے سے آئے اور میرے سامنے رکھ دیتے، فرمایا کہ چاہو تو ناشے کھاؤ خواہ شربت
 رسہ پوچھیں، نتیجہ سے ان کے پیروں میں سے ایک درویش نے بلدی سے ہمارے دیکھ
 ہفت سے ہاتھ لگائے زیدہ مناسبت ہیں، وہ غاموش رہا اور مجھ سے بات نہیں کیا
 یہ سنا، میں نے اسے اس کی شہرت پوچھا اس وجہ سے ہمیں نے غلط کیا اس کا جملہ
 جو بفرمان ہے آپ چھپتا ہے اور کلابا ہے ہیں، اگر صرف بتا شہادت میں تو
 یہ وہی چیز ہی رہ جاتی میں، حالانکہ میرے فعل میں کوئی نہ کوئی حکمت ضروری
 نہیں، خوب یہ ہے آپ محمد میں تشکیف سے جا رہے ہیں، محمد کی بے چینی و شہادت سب
 ان سے خدا، خدا سزا کے یہ ہے، اور خفقان و اذیت بھی بے شہادت و کھلم کھلا
 سب سے بہشت ہے جب آپ نے یہ باتیں سنیں تو درویش و صفی تدبیر ہوئے، دوسرے
 میں نے بہشت میں دیکھا تو نے کیوں جواب دیا ہے، اب ہماری صحبت سے رات
 میں ان خلیفہ و حضرت اسل جیو اور میں یہ بہشت خفا ہوتے تھے نہ رضائے درویش

مجھے بددعا کا گناہ میری وجہ سے وہ نجات بہارک سے محروم ہو گیا۔ میں بارہوی فاکر
معاف فرما دیجئے کہ وہ بارہوی یہ قہور کسے تو یہ نہ اختیار نہ کیا ہے وہ
کر دیا۔ آپ میں حار دے سکھایا کرتے تھے۔

حضرت وادہ جعفریہ تھے کہ آپ انہوں نے مجھے خلافت دینے کا وہ فرمایا تھا
بہ شخص کو فرمایا کہ وہ مہمان تیار سے لوگوں کی دعوت کی اور اچھے دیکھیں بلایا کہ
مہر پہ دست نہ دے اور معذرت نہ میں نے عرض کی تھی میں اس ہم عمر کی بات میں
اور اس کے حلقہ کا چل نہیں ہو سکتا فرمایا تمہیں یہ اور جگہ سے ہی جانتے ہو گئے
سید عبد اللہ کے ساتھ تھا کہ معاملہ تھا میں نے عرض کی انہوں نے اپنے فرائض کو
کر دیا تھے فرمایا میں نے بھی تم سے فرمایا اور۔ مثنیٰ غلط معاف کیے یہ سزا دے۔
کہتا ہے مجھ کو یہاں غلبہ علاقہ دے گئے ہیں اس کو جس پشت کا اس سے نہایت
تمام تعلقات کو پس پشت ڈال دے۔

حضرت وادہ ماجد فرماتے تھے کہ حضرت خدیجہ ناما تھے کہ لوگوں کو یہاں مویا
کر رہا اور غلط بھی دیکھیں شے یعنی در جب یہ مویا اور تمام خط حالت رہا کہ
کلی حاصل ہو گیا۔ اگرچہ غلط یہ تکلیف جوتی ہے فرماتے تھے کہ حضرت خلیفہ نے نصیحتیں
ایک حار میں شہ کر کے ڈیٹھا کرتا تھا۔

بہ یہ کہ یہ یہ غلط کیے

حار نامہ دراز میں وارد

جس قدر تمہیں ہو غلط کیا ہو

دنیا کا کار بار بہت دراز ہے

فرماتے تھے کہ سید بہار میں جو حضرت خدیجہ کے مخلص ہیں وہ وفادار ہیں جو
اس کی شادی کے لئے مجبور ہو کر میں نے، غلبہ سے مدد بھی جوتی آپ کا خدیجہ
حافظہ کو کہہ دی کہ جس کی حالت خلیفہ کی آپ نے جانتے کے ذکر فرمایا کہ سب سے
فلاح شخص سے ہو اور یہ نہ کہ میں نے بعد جہاں نہ راہی چلتے ہو وہ سب سے
میرے پاس آپ میں نے جان کی غرض نہیں غلبہ سے چلے جانے کے لئے فرمایا
تھی لیکن جو کہ مجھے انہوں نے غلطیوں سے بھر دیا۔ جو نے جو میں نے

آئے اور اس سوال کا جواب اس طرح دے سے میری یہ امانت چھپی دو اور وہ طریق سبازت
اور بعض تبرکات میں میرے داد و زندی بھروسے کے منشا شریک ہے نہیں نہ ملا نہوں نے میرے
والد کو وصیت فرمائی۔ نہوں نے تلاش کیا مگر نہ ملا پھر یہی باری آئی۔ زندی بھروسے بھی
تلاش کرتا رہا مگر وہ نہ ملا۔ اب یہ سختی وقت ہے۔ کوئی فرزند جو یہ ملاحت نہت
ہو نہیں ہے۔ اس وجہ سے افسوس کرتا تھا۔ الحمد للہ یہ امین اب دستیاب ہوا پھر نہوں
نے میرے سر پر عامہ ہاندھا اجازت بیعت فرمائی کچھ مٹھائی اور نقدی مجھے عنایت فرمائی
جب میں واپس آیا حضرت خلیفہ بڑی خوشی سے سے فرمایا د مل در بھر فرماتے ہیں نے
تمام چیزیں آپ کے سامنے رکھ دیں۔ نہوں نے فرمایا نقدی ظاہری بیعت کی علامت ہے
عامہ اجازت کی نشانی ہے اور جمعیت باطن کی نشانی ہے۔ دوران دونوں چیزوں میں کوئی
شریک نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد شیرینی سے کچھ قبول فرمایا۔ اس قسم میں بیت کی کرامات
ظہور پذیر ہوئیں خصوصاً شیخ عبدالعزیز و حضرت خلیفہ رضی اللہ عنہم جمعیت کی رسمت
کاتب حروف اولیٰ مد کہتا ہے کتاب مفتوح العارفین جو کہ میرے محمد خان نقشبندی کے
ایک فرزند کی تالیف ہے میں نظر سے گزرا ہے کہ وہ عظمت سید بن عبدالمطیف بن ہرمز
بن سید جل قادری متوکل ابراہادی سادات حسینی ترمذی میں سے ہیں ان کا مولد سکون
و مدفن ابراہاد میں ہے بہت نایاب شخصیت تھے۔ فقر ہوں یا اغنیاء کسی کے قصر
نہیں جاتے تھے۔ درگوشہ قنات میں زندی راستے تھے۔ سلسلہ قادریہ چشتیہ سہ دردیہ اور
شطاریہ میں لوگوں سے بیعت لیتے تھے۔ ان کے بعد چھتر سال تھی کہ یہ بیعت راویاں سننے
میں وفات پائی۔ ابراہادی جس محلہ میں رہتے تھے مدفن ہوئے۔

اہل اہل اور مجازیب وغیرہ کے ساتھ حضرت والد کی ملاقات

حضرت والد ماجد فرماتے تھے میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو خود میرے ایک حنفی مخالف
نورانی چہیت۔ انتہائی حیل القدر بزرگ تھا۔ شیخی کے نام سے مشہور اس نے میرے

وقت میری عمر پچاس سال تھی وہیں عرس میں حاضر ہوا تھا راقم الحروف اولیٰ تہ کہتا ہے کہ اس
بزرگ عالم شیخ محبت شریف چونکہ شیخ الاسلام خواجہ محمد شہنشاہ کی اولاد سے تھا۔ ایسے ہی کہتے
تھے خواجہ بیگلر کی صحبت میں حاضر ہوا۔ درجہ اتنا لطیف و کرم کا مورد بنا۔ کہ اسے میں
فوت ہوا۔ خوشحالی کے ذکر کے بعد حضرت والد نے ایک قصہ بیان کیا ہے خوش طبعی سے فرمایا
خوشحالی و رشتہ دوستی میری پڑوسی سر پہ بانڈھتے اور کشادہ جہہ پہنتے تھے عرس کے تبرک کی
دو تہیں بہت چھٹی ہوئی تھیں۔ ایک نہ دھوئے تسخیر کیا اور کہا۔

میں شیخ۔ جبہ شہنشاہی دستار آں آں شہنشاہی سیلابی تہا جبہ تہت کشادہ
بہ در دستار کی یہ حالت اور رویاں اس قدر چھوٹی۔

حضرت والد فرماتے تھے ایک رات میں کبریا میں جا رہا تھا کہ ایک مجذوب سا شخص آیا
و دنیا بہرے مجذوبوں کے نام لینے شروع کر دیتے شام میں فلاں مجذوب ہے دروم میں فلاں
مجزوب ہے ہرکے دل میں خیال گزرتا کہ کاش ہندوستان کے مجذوبوں کے متعلق کچھ ہے یہ خیال
آئے ہی اس نے ہندوستان کے مجذوبوں کو گشتا شروع کیا ان میں سے اس نے بہاؤں مجذوب
خوب ہے۔ راقم الحروف کا مان ہے کہ یہی کہا اور فلاں نیم مجذوب ہے۔ راقم الحروف کا من
بہرے یہ بہرے میرے دل میں گزرتا کاش ہندوستان کے سا کیسے کے متعلق کوئی بات ہے وہ اس
خیال سے بھی آگاہ ہو گیا اور کہا تھا کہ شہ کبریا میں خلیفہ بولقا سم جیسا دوسرے کوئی شخص
نہیں ہے یہ میری طرف متوجہ ہو وہ کہا کہ میں کھڑے ہو جاؤں میں وہاں سے چل دیا۔

و مائے حق کسی کام کے لئے میں سو فی مائے حق یا ہو تھ میرے دل میں خیال گزرتا کہ منو مجذوب
ملوں نہیں اس کے تھانے پر آیا وہ سویا ہو تھا جب اس نے آجمل کو محسوس کیا تو اس نے ٹڈی
ایمیتوں کے ساتھ ہو کر بیٹھا۔ اور اپنی ستر ڈھانپ لیا میں تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھا
اس نے کوئی بات نہ کر میں نے بات کا آغاز کیا میں نے کہا میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا
ہوں کہ تم مندی سے جو بد دو تو پوچھوں ورنہ موقوف کردوں۔ اس نے بہت ہی الامکان و ستر
کہ وہ میں نے پوچھا نہیں کو کسی دوست کا حال ہوئی ہے جس کی وجہ سے عقل و تیز جہتی
میں کمزور ہوئی ہے میں نے پوچھا کہ یہ شخص کس نام سے جانا پڑتا ہے شہنشاہی پوچھا کہ

تجھے اخروی فائدہ حاصل ہوتا و اگر سو جاتا تیرے بدن کو اسے ملتا۔ موت کے بعد تو
سے تجھے کیا مدد حاصل ہوا۔ بیش بہا سے آئندگیس تجھے ان معاملات سے اس قدر نفرت
ہوئی ہے نہایت کا مکان میں اس نے بہا خوش ہو کر کازمانہ نزدیک آیا ہے یہ
کہا یہی طرف سے ایک شعر کہہ کر میں نے ہامیہ سے پاس قلم دوڑا میں نے کہا یہ دیکھو۔
بیت کا ہے ساختہ و بعد رفت صبح و چہ ز غافلہ با نڈو

کون کا نہ کرے اور صبح صبح ہوئی اسے نوئی میں چہ خاصہ کن جی جی دی

حضرت و فریاد میں اس کے بعد مدد سے بہر در چاٹ ہو گیا کچھ بھی حد سب ملوں
کی طرح مراد ہر الفاظ و لغو کرتے تھے۔ ایک زمانہ۔ سترہ چہ چہ تھا۔ ایک جذبہ سننے
آئی تیرے پاس کی گدڑی لڑنے میں تھی جوتیں سے تیرے پاس کی۔ سترہ و کرب
آواز سے جاری کریشخص پر سہ قتل بندہ کا مل ہے۔ جو چاہتا ہو اسے دیکھ سے میں نے ما
اس سے زایا دیکھ سہ۔ اگر تو وہ چل دی۔ تو سو وفاداری تمام کا خیال ہے حضرت مد
نے فریاد میں روز تجھے بہا ہو کر جوتیں سے دیکھ دیکھ جوتیں سے سب سے ہر
کی مختار

حضرت و فریاد تھے۔ میں نے میں نے خیاں نہ کرنا کیا کہے با اس میں قید رہنا مختلف
سے خیاں نہیں ہیں سے سے تیرے اور سب میں کی حد سما نہ ہوا دیکھ تیرے پاس کی اور
گھوڑے پر سو کر رہا تھا۔ ایک جذبہ سامنے آیا۔ وہ بہا چہ نہ کوئی شخص پہاڑ سے
دھماکے کرتا۔ تجھے تیرے معبود کی قسم اس میں تو تیرے درصوفیوں کا پاس ہیں سے
اس کے بعد سے میں نے مٹی صوفی نہ پاس کیو نہ مقرر سے بار

حسرت و فریاد تھے کہ تیرے زانی ایک جذبہ بزرگ تھے۔ حاکم و مدد سے رہتے
تھے۔ ایک دعوت میں مجھ سے ان کو جہنم لذت ہوئی۔ باب و فریاد جوتیں سے ہوئے
تھے۔ میں سے حد ملایا۔ درندوں کو نہ جس نے شعلہ بن گیا میں نے پناہ فرست
کے بعد گیا۔ مجھے وہ میں جہنم میں دور میں ایک دو بار کے سو تجھے میں حد میں اس
کے باوجود میں نے تیرے بزرگ کی سے شرت میں تھے۔ ہر در گدڑی پر رضا محمد۔ میں نے میں نے

مفلس تھے۔ ان کی طرف رجوع کیا۔ غروب نے کتابیں بارسورہ منزل پڑھنے کی ہدایت کی۔ اس سے انہیں وسعت و خوشحالی حاصل ہو گئی۔ ایک بار میں نے ایک دوست کو ان سے سفارش کی کہ فقیر عین صراط میں کس طرف توجہ فرمائیے۔ انہوں نے ایک دعا پڑھنے سے کہا، اور اسے چند شرطوں سے مشروط کر دیا۔ ان میں سے ترک کذب، ترک قتل حیوان بھی تھا۔ اس دوران میں میں نے ایک جوں کو مارا اور ایک بچے کو بہار کرت جاؤ اور دیکھ نہیں انہوں نے سے کہا اب تک یہ نہ آتے تو انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آخر اس نے چلے پور کیا ورنہ میری ذرا سی سے ان کی طرف رجوع کیا۔ انہوں نے ایک نور بنی بن طلب کیا اور میں میں ایک نقش کھیا ورنہ ڈال کر پر رکھا۔ اس کا کچھ حصہ جو رہ گیا اور کچھ جیسے ہی رہ گیا پھر ان کی زبان معلوم ہو کہ شخص اس بات کے لائق تھا۔ ورنہ میں جو کچھ چاہتا تھا بغیر کسی شرط کے ہو جاتا تھا۔

حضرت والد فرماتے تھے یہ شیخ محل کے پاس عجیب قسم کی دعائیں تھیں، ایک روز انہوں نے مجھے ہادق سماع تھے جو میں نے کہا ہاں، ایک کنز میں کمنڈیر پر کھڑے ہو کر سگریٹ پکڑے کھیا اور انہیں پیٹاں دیا اس میں سے مزامیر کی آواز سنائی دیتی تھیں بعض مرتبہ دیا میں پڑھتا تو ان پر ہنسی اور اس مگر ہی سے ساتھ جو اس نے پہلے تیار کی ہوئی سے ساتھ حاصل کیا ہاں جناب ایک روز میرے پاس آیا اور کہا میری خدمت میں چاہتی تھی ان اعمال کو مجھ سے لے لو میں نے ہاتھ کی خدمت نہیں اس نے ہاتھ نہ نہیں لیتے تو میں ان کو دیا میں دتا ہوں کوئی دوسرے کے لائق نہیں میں نے کہا قال دہ۔ ان تمام کتابوں اور اعمال دیا میں ڈال دیا۔ حضرت والد فرماتے تھے۔ ہاں شہر میں ایک فاضل درصاحب بزرگ تھے جو تکلم و تعلقات سے کمال ہو کر زود تھے جو چہرہ بعد اس کے بعض خواجہ سرا اس سے عمل کا استفادہ کرتے تھے۔ درس کی خدمت کرتے تھے۔ بعد ازاں نے ہر چند نہیں پایا مگر انہوں نے قبول نہ کیا تھا تا کہ میں ایک روز ان کی خدمت میں پہنچا اس ان لوں کا فیہ پڑھتا تھا۔ ان خواجہ سراؤں میں سے ایک نے مجھ سے بحث منادی میں سوں کیا جس کا جواب مجھے نہ دیا میں غم میں ہوا۔

جب میں بزرگ کو میری پریشانی معلوم ہوئی درس کی وجہ معلوم ہوئی تو خواجہ سرا پڑھنے میں نے فرمایا کہ میں بچے کو نہیں جانتے کہ کون ہے۔ ایک وقت اسے گا کہ میں کی جوتی

تیرے قاتل میرے جیٹے کو مار گئے۔

حضرت وادفر مات تھے۔ ایک رسدہ بزرگ حاجی شاہ محمد سیاح و بہت بزرگ
نے بہت بڑے تھے۔ ان کے راج میں بہت بڑی تھی مرض موت میں ان کی عیادت سے
مٹ گیا میں نے آپ کا وجود دیکھا۔ جس نے فرمایا وہ جو تو میری پرستار بہتر
میں نے جس سے ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ جو تو میرے حق پرستوں میں سے نہ جانے گا
اور یہ وجود اب عظیم ہے جو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمایا ہے۔ حاموش موش۔

حضرت وادفر مات تھے میں نے شہر حوائف اور باقی تمام معمولی و عظیم و بزرگ
مرازا اہم کی عتب سے پر تھیں وہ مجھے یہ بہت توجہ دے تھے یہاں تک کہ ان
کہتا آج میں نے مطالعہ نہیں کیا تو فرماتے ایک دو مضمون پر تھوڑا کرنا غرض کہ آپ
بادشاہ نے نہیں بلکہ کے لئے کسی شخص کو چاہی آپ جلدی سے طرف روئے تھے دروازے
سے نکلتے جاتے تھے کہ میں نے اس کے پاس پہنچا وہ دروازے سے دونوں طرف تھوڑی سی
پکڑے۔ رہا جب تک آپ یہ کام نہ لیں میں نہیں سمجھوں گا فرمایا تم میرے پاس
آئے تاکہ مجھے تاکہ عین سے نہ لے سکو۔ اس وقت میری منہ دوسرے میں نے ہا
نہیں میں آپ کو اس وقت نہیں سمجھوں گا جب تک آپ کام نہ لیں جب آپ نے مجھے
مہر ایسا کھڑے ہوئے درج تک وہ کام نہ لیا۔ نہ نہیں نکلے کو اس نے یہ دیکھا تو
بہت تعجب ہوئے۔

حضرت وادفر مات تھے نہ ان کے راج میں نہ ہی دعوت کی میں نے
کے گھر میں تھا جب غریبہ وقت آیا تو باب فروش آیا وہاں ہونے خون آگے
آگے رکھ دیا کہ میں اندر نہ لے سکتی تھی وہاں سے عین نہ تو میں تیرے ہونے در
نہ استوار نہ کیا کہ یہ عیب رہے تیرے کوئی غرض نہ ہو۔ اسے بیان کر کے بہت تھکے
کوئی غرض نہیں۔ انہوں نے بہت کچھ کیا خون معلوم ہو کہ جس کی دکان رسدہ پر ہے وہ
مرازا مددگار اس دکان کو نہ لے جاتے ہیں فرمایا میں بھی ایک دین دے آئی دیکھو کہ کچھ
زیادتی دیکھو کہ یہ ایک بھلا ہے کہ کچھ فرمایا ہے حاقو اس نے کہا میں نے یہ رسدہ بہت

مرزا محمد زاہد بروہی نے صوفیہ کے مشرب سے بھی پورا حصہ حاصل کیا تھا اور اس طریقہ کے اکابرین میں سے ایک شخص کی صحبت حاصل کی تھی۔ آپ کی تصانیف میں سے دو مہنحات راقم الحروف کو بہت پسند آئے۔ ایک یہ کہ بحث وجود میں لکھتے ہیں۔

”حقیقت یہ ہے کہ لفظ وجود مصدری معنی لے لحاظ سے اعتبار نہی امر ہے جو نفس نام میں منتقل ہے۔ حقیقتی معنوں کے اعتبار سے ہر س چیز پر اطلاق ہوگا جو موجود بنفسہ ہو بلکہ جس کا وجود اپنی ذات کے لئے واجب و ضروری ہو۔ اور یہ اس لئے کہ کسی چیز کے قابل اعتبار اور نفس الامر میں ثابت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جس کے وجود کا موصوف اس حیثیت میں ہو کہ اس پر سلب وجود کا اطلاق بھی صحیح ہو سکے۔ یہاں تین امور قابل لحاظ ہیں

۱۔ اول منتشر غنہ ہے اور وہ سب مابہیت ہے۔ دوسرا منتشر ہے درود
مصدری معنی کے اعتبار سے وجود ہے؟ قیہ انشأ الاقتراع ہے اور وہ وجود کا نابہ
الموجودی معنی ہے۔ اور وہ قائم بنفسہ واجب لذاتہ وجود ہے۔ کیونکہ وہ محض نفسانہ
طور پر مابہیت کے ساتھ قائم نہیں۔ وگرنہ اس کا موصوف کے وجود سے متعلق ہونا لازماً اور
نہی متزع کے طور پر قائم ہے۔ ورنہ وجود مصدری کے اقمزع کے وقت ایسا منتشر
لازم آتا بلکہ غیر متناہی انتزاعات لازم آتے

دوسرا یہ کہ بحث علم واجب الوجود میں لکھتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ ذات و جب حقان کے لئے علم جمالی ہے اور علم تفصیلی علم جمالی وہ
تو علم تفصیلی کا ہند اور صورت ذمبیہ اور خارجیہ کا خلاق ہے اور وہی علم حقیقی ہے۔
صعدت کماں اور عین ذات ہے۔ اس کی تحقیق جو میرے رب نے اپنے فضل و کرم سے اہم
فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ممکن کی دو جہتیں ہیں۔ یکہ وجود اور فعلیت کی جہت اور دوسری
عدم وجود اور فعلیت کی جہت، اور یہ دوسری جہت کے لحاظ سے اس مرن صورت
نہیں کہتا کہ علم اس کے ساتھ متعلق ہو کیونکہ وہ اس جہت سے معدوم محض ہے پس وہ
جہت جس کے لحاظ سے علم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے تو وہ پہلی جہت ہے اور وہ اس کی
طرف راجع ہے کیونکہ ممکن کا وجود بعینہ واجب کا وجود ہے جب کہ اس کی تحقیق کا سبب

میں مومنوں کی کمالات کے ساتھ علم اس کے علم بذاتہ میں مضمون ہے۔ اس حقیقت سے کہ اس کی تہذیب و تمدن جہاں ہوتی اور صفائے انسانی کے لئے موصوفات کے ساتھ ہاں نہیں تھے اس لئے کہ اس میں نہ وہ نہ تھا۔ انتہائی اوصاف بھی وجود رکھتے ہیں جو ان سے قریب ہوتے ہیں جو خارجی کے مقابل میں باطنی ہیں وہی مشابہت و اتصاف قریب ہے اور اسی بنا پر موصوف و صفات میں امتیازی تمکیدی ہے۔

در حد تفصیل اور وہ موجودات خارجیہ اور صور و مہیتہ عدوی و سفیہ علیہ حضرت بنی نوہ کریم شاید یہ ہمیشہ خداوندی ہو کر ہر ایک انبی سے وزیر و وزیر ہو جائے۔ ہم نے تعینات شرح تجرید میں اس کی مزید تفصیل بیان کی ہے۔

حضرت الدراجہ کے اوقات کشف و لوح اور اس سے

متعلقہ حالات

در بیان کرتے ہیں کہ خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت حق تعالیٰ کے دیدار کے لئے ہمیں بلاتی ہے۔ میں بھی اس جماعت میں ہوں ایک پاک مصفا جگہ کی اور صفائی مبارک کا وقت ہو گیا۔ ان تمام لوگوں نے مجھے اپنا ماں بنایا جب نماز ختم ہوئی میں اس جماعت کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ یہ تمام کوشش کس کی طلب میں کر رہے ہو انہوں نے کہا حق تعالیٰ کی عیب میں رہیں گے ہمیں وہی قوموں جس کی عیب ہم کرتے ہیں انہوں نے اٹھ کر میرے ساتھ مہمانی کیا۔ رقم کھوف (روٹی) اٹھ رہا ہے کہ اس قسم کی خوب ہمیں حق تعالیٰ کی اعانت سے تصرف فی الخلق کے مقام کی بشارت دیتی ہے اور بھی ایسا دعویٰ اس وقت کرتا ہے جب وہ فانی متوجہ ہوتا ہے۔

فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے حق تعالیٰ سے یحییٰ و عیسیٰ و عیسیٰ کی طلب کی مجھ پر یہ سنا ہوا کہ میں نے خود کو قیوم عام دیکھا اور عام کے ہر ذرہ کا اپنے ساتھ رہا۔ و تعینات ہوا کیا کہ اگر وہ منقطع ہو جائے تو انسانی شخص ہوجائے۔

فرماتے تھے کہ اس وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت حق سبحی نے تعالیٰ میرے

گھر تشریف لائے ہیں، میں گھر کی سنگی سڑکی پر بیٹھ گیا اور تمام وہ حالت جو بڑے بزرگوں کو ہونے لگی
 میں انہماک سے دیکھ رہا تھا۔ سب سے پہلے تو اس کا رخ ہوا لیکن اس طرف سے بے انتہا اطمینان کے ساتھ
 ہوتا ہے۔ اس صبح اتفاقاً حلقہ بعد از صبح کے گھر گیا۔ یہاں نے مجھے ہر گز نہ بھلا پھر
 گھر کی سڑکی سے سیما و شجاعت کا نظارہ شروع کر دیا میں نے کہا آج رات میں نے حضرت حق سبحانہ
 و تعالیٰ کو دیکھا میں بھی اس طرح عرق نہ مت میں غرق تھا وہ اس طرف سے بے انتہا اطمینان
 و کرم کا نظارہ تھا۔ بار بار دہرائے کہ یہ وہ تھا جس کی حالت کو مرد سے
 مخلوقات میں تصرف پر دولت سزا ہے کیونکہ اس واقعہ میں حق پر دامت کے لئے وہ خود
 حق کی صورت میں ظاہر ہوا۔

فرق مراتب

فرماتے تھے مجھے بعض درویشوں کے متعلق تردد تھا۔ وہ حق سبحانہ
 و تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا مقام رکھتے ہیں خوب میں نے غفلت
 سے ایک مجلس دیکھی تو یا حضرت حق حسن صورت میں منظر ہوئے ہیں اور چہرہ پر برقعہ تھیں
 اور اس کے درمیان مسافت ہے۔ جب اس کے جہاں پاک کا مشاہدہ ہوا، اس کے قریب ہو گیا
 اس کے قریب کا شوہش مند ہوا وہ اس خیال سے کہ وہ جو گیا و قریب سے نہ دیکھ سکی۔ اس
 وقت آتش شوق و زریادہ بھرک اٹھی و قریب کی خوش برقعہ لٹی راہ کے خیال سے
 بھی قطع ہوا میرے نزدیک آیا۔ میں بے تحاشہ وجود سے تنگ آیا میری رزومند کی سوچ بھی
 کھٹکتی رہا یہ برقعہ ہر ایک نے جس نے منعکس ہوتا ہے میں نے یہ بھی نہ فرجی باب
 میں سے ایک جواب ہے۔ اس نے سے بھر دیا پھر فرمایا بعض سالکین کو یہ سہولت حاصل
 حاصل ہے لیکن کو دوسرے اور شخص کو جس قیام و متبہ حاصل ہے فلوں کے پاس رہتے ہیں
 سے کوئی بھی نہیں۔

فرماتے تھے کہ یہ تہ طبیعت میں بہ نقب ضل تھا میں نے خوب میں نے عورت سے
 خوب صورت عورت کی شکل دیکھی تھی۔ مستہ مستہ میرے نزدیک آتی تھی۔ وہ میری
 آتش شوق زیادہ سے زیادہ بھرک اٹھی۔ اس کا رخہ معانہ کیا و میرے ساتھ ایک بونہ میں
 نے خود کو بچینہ دیکھی تھی۔ وہ عورت اپنے ہمہ پیشا بدہ کے لئے دعا کرتی تھی۔

بیٹھے ہوئے ہیں درمیان پر ارم و اور ویاتے کا میں بھی آپ کے لئے دروازہ قبر میں صدف
 بانٹتے ہوئے ہیں جب میں میں پر وہ یا توئی کے پاس جو مسجد دروازہ پر تھا پوچھا
 حضرت غوث الاعظمؒ فرمایا جو چاہتے ہو تو میری طرف سے وہ میری
 متعلق نہ فرماؤ گے جسے حضرت غوث الاعظمؒ فرمایا کہ میں غصے کے باوجود میری طرف سے
 ساتھ خلق رکھتے ہیں میں میں سے زیادہ قریب ہوں حضرت خود جہنم میں فرمایا یہ شخص میری
 خلفائے شریعت یافتہ ہے میں میں سے زیادہ نزدیک ہوں یعنی خود محمدؐ اپنی طرف سے
 شیخ رفیع الدین سے روحانی قربت حاصل ہے یہ خاصہ ہوا میں ہو گیا مجھے خوف پیدا ہوا
 یہ صحبت ختم ہو جائے گی ورنہ فیض سے محروم ہوں گے آخر یہ غوث الاعظمؒ نے فرمایا میں
 قدرا ہوں رت ہو بہو بات و تم بات خیر میں جس میں فرق نہیں ہے خود جہنم میں
 فرمایا کہ فرق نہیں ہے تم میں میں سے مراد اپنے کیوں نہیں۔

حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ میں آپ سے اندر سے جہنم میں
 وہ مجھ سے ہے اور میں سے جہنم میں ہے وہ اور کہ وہ میری طرف سے ہے جس کی
 ساتھ ہوئے میں سے جہنم میں چنانچہ جہنم میں ہے وہ میری طرف سے ہے جس کی
 سیدنا علیؑ کے ساتھ کہ مقابل ملک قدس کے ہمایاں و خود میری طرف سے ساتھ میری طرف سے
 کئے میری طرف میں یہ خیال ازراہ میں صورت میں ہونے میں کہ جب آنحضرتؐ اپنی طرف سے میری طرف سے
 سے سر اٹھائیں تو میری طرف سے پتہ پتہ ہر بار پڑے کہ جب کوئی پوچھے کہ جہنم میں ہے جس کی
 میں اسے یہ ہوں جو جہنم میں ہے جس کی طرف سے اس خیال کے قفس ہوئے فرمایا جی ہاں ہاں حضرت علیؑ
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم سے عزت سے نور اور نور ہووے اور نہ کام میں
 کام میں و قدس مقام پر ہے کہ حضرت علیؑ کے ساتھ وہ اور جہنم میں ہے جس کی
 نفی و ثبات کی عجیب انداز سے تلقین فرمائی۔ و ستہ علم

فرماتے تھے کہ ان مائے وحی یوسفؑ کی حدیث سے میرے دل میں حیرت ہوتی تھی
 کیونکہ رحمت عشاق کے لئے صباحت سے زیادہ قوی و ظہاب کا باوث بار و شوق ہے
 کہ جب حضرت یوسفؑ علیہ السلام باس فخر میں کہ جسور از میرت تھے وہ بہت سے عرب جہاں

[illegible]

خطبہ پڑھیں۔ اب کے مائے یساعیں یہ تھا آخر کار انہوں نے فرار ہو کر فریادیں
 اٹھیں چاروں درویش پائیدار پچھڑا اور پردہ کو نیچے نہ چاہا۔ اس وقت میرا ایک ہاتھ
 حضرت امین وراہہ حضرت حسن بنی منعمان نے سبوتی سے پاؤں سے لڑھکائے۔ وہ
 فریاد بتا رہا تھا یہ حال ہے میں نے عرض کی میں شخص کا حال یہ بتا رہا ہوں اس لئے وہ
 ہاتھ نہ اٹھاتا تھا یہ دوسرے وقت اجنبی سے باتوں میں جوں جیسے میں تھا رہا جس
 خوش سے تھا۔ اب یہ وہاں حضرت علی بن ابی طالب سے وہ چہرہ سے برقت ہوئی میں نے آپ سے
 عرض کی کہ وہ بہت بوجہ اخراج حاصل کرتے ہیں وہی ہے جو عسائیہ حضرت علی بن ابی طالب سے
 سے حاصل کرتے تھے یہ ان کی بخشش سے تبدیل ہوئے تھے فرمایا تھوڑی دیر ہی نسبت میں کہ تو
 بر وقت میں سے اچھوں میں مٹی سبوت میں سستی نہ ہو یہ آپ نے فرمایا میں نسبت میری نظارہ
 کے دلی ہے۔

فرمان تھے میں نے حضرت ابو جہر عین بن کو اچھا کیا وہ کھڑے بیٹھے نہ تھے درویش
 جمع جس میں سے نہیں فقیہ کو تھوڑا سا ہاتھ تاکہ عمدت سے چھڑا رہے تھے اس کا کہنے
 فرمایا میں نے یہ کہہ ہی یہ کھد ہوں انھوں نے نسبت عسائی وانی ورس خواب کی تعبیر اجازت دینا
 تھی۔ وقت کے خوب میں تھے سلسلہ دیا اٹھائے۔ گویا نہ ایک وسیع بازار ہے جس میں
 مخصوص مکان ہیں۔ وہاں میں صاحب طریقہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں ان
 کے پاس سے سزاؤں کی غوث و نظم غنی نہ عنہں وہاں پہنچا میں کہ جماعت میں جائز
 بیٹھنا وہاں ان کے عبادت الہیان ماسمت والحقہ سوجہ نہ پر ہٹ ہو رہی
 غنی تہنص و سرے سے ان کا فہم بیان کرتا ہے میری باری کی تو میں نے بھی معنی بیان
 کے حضرت غوث اعظم نے فہم میں کہ بہت خوش ہوئے و فرمایا میں بھی کہیں غرض تھی
 میں نے فہم و دست برداری نہیں تھی تک ندرسی کہ یہ غلط میرے عارفہ میں میں پھر مجلس سے
 کے اور یہ ہاتھ پڑھ کر نصوت میں نے و فرمایا تمہارے دن میں میری طرف سے کوئی خطہ یا
 خدمت سے ہمیں نہ عرض کرے۔ صحابہ حق میں سے ہر شخص نے مجھے بلا واسطہ اجازت
 دینی ہے کہ آپ نے میں فرمایا کہ یہ جانا خلفا رہنا سے حکم میں ہیں جب تم نے ان سے

جائز حاصل کرے تو نوبلا اور امطرہ مجھ سے حاصل کی میں نے کہا بلا واسطہ ہدف ہی نہ
 ہے۔ فرمایا میں بھی تجھے جائز دیتا ہوں میرے طریقہ سے تو کوئی لہذا بیت اور جب شخص
 کی نوبت آتی تو فرمایا کہ نے بند کی دوسری اور تہائی اشغال نئے ہوتے ہیں۔ اس کے عین
 کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر آپ نے میرے دن پر قہر ڈالی اور خاص نسبت کا زمانہ عصر زک
 کے باوجود بتا کہ اس کی ضرورت میرے دل میں ہے پھر میں نے اسے روانہ ہو اور سلاسل یہ کرتا رہا
 وہاں بہت سے کتابیات تھیں۔ آخر وہ کوشش کی تھی چینی میں نے دیکھا۔ یہاں جمیع اس
 کے ساتھ شکی نہیں ہے۔ درخواہر آتش بند سے پھر سے ہوتے ہیں۔ اور متغیاتی میں۔ فقہ معلوم ہو کہ آپ
 نے متغیاتی کی یہ وجہ ہے کہ آپ کے خاغا زندہ ہوں یا مرادہ مخلوقات کی طرف توجہ نہ
 دریافت کے لئے ہائی ہیں۔ یہ خوف و رشادوں اندر کہتا ہے کہ حضرت نور محمد علی
 کو لطیفہ میں زیادہ وسعت حاصل ہے۔ کسی وجہ سے متغیاتی غائب یا وجہ تفت و غوث و لغتہ
 کی نسبت امیضہ روح میں زیادہ ہے۔ صرفیاں روحانی تربیت اسی سے ہے اور قدیم عرفیائے
 کرام کی نسبت امیضہ نفس میں زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے وہ مغتسل یا خطبہ کرتے تھے۔ فقہ پر
 بند ہر آپ نے نقد کیا کہ اس وجہ سے ستم کیا کہ وہ نفسوں جن میں رشادوں قیام زیادہ
 میں۔ علوم و محارف بھیجی ہوئی نہ نزدیک کوئی خاص محبت نہیں ہوئی۔
 فرماتے تھے میں خود جب مدینہ قدس گھر کے مرکز کی زیارت سے آیا تھا۔ اس
 خیالی کے کہ تجھے ہی سنبھال رہا ہوں۔ اور جب سے اس پاک جہد میں نہیں لے جانا چاہیے نہ
 کے مہر سے قریب جو ترسے ہوئے ہو کیا اس جہد میں رات نکلے ہوئی وہاں سے تو میں
 دو تین قدم کے چھوٹا ہوں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ پانچ ستون بنائے تھے۔ یہ ایک
 تختہ اتار کے معلوم ہوا کہ اس تخت پر جو کہ مثل بندھے دووں بزرگوں نے اس میں
 زندہ کیا۔ اس کی جگہ پر نہیں دیکھا تھا۔ پھر حضرت فرشتے تھے۔ ان کے خود جب مدینہ
 میری طرف توجہ ہوئے اور فرماتے تھے میں دو تین قدم ورتے ہیں۔ اسی طرح وہ فرشتے
 رہے اور اس کے بعد حضرت زید علیہ السلام نے آپ سے بہت ہی قریب ہو گیا۔ میرا ہر شعر
 کے متعلق کہتے ہوئے میں سب پر دیا۔ علامہ حسنہ کی بیچر قیام۔ وہ ایک کلمہ کہتے ہیں کہ

رستہ میں ایک ایک سوچتے ہیں گزیر ہو۔ اس وقت میں شیخہ سعیدی نے یہ شعر پڑھ کر
 تھا در خوب ذوق و شوق حاصل تھا سے
 جو یہ دو مرتبہ کہہ پتی غمضائے مست
 جز نہ شوق ہر پہ بھائی بے تانت
 سعدی بشوق تو کون دل ز نقش غیر حق
 ملے کہ رہ قتل تمنا بدست مست
 چو تھا صبر میرے ذہن سے حل کیا اس سبب سے میرے دل میں بے غلی و غلظت
 پیدا ہو گیا۔

چاک ایک تیر نقش در زلف میں چہ ہا پیر مرد ظاہر ہو اور ہاں
 عمل نہ رہ بحق نہ پیر جہاں است میں نے ہاں زک سہ خیر بجز آہستہ سے
 دل سے بہت بڑی بند پینی وراف خطاب و فرمایا۔ چہ میں نے نہ خدمت میں پائی
 کیا سیرتے اور فرمایا کیا یہ دور نے کُجرت ہے ہمیں نے عرض کیا نہیں بلکہ شک نہ
 ہے فرمایا میں نہیں تھا۔ پھر فرمایا تجھ جلد بنا چاہیے میں نے ہاں میں بھی جلدیوں گا۔
 فرمایا میں بہت جلد بنا چاہتا ہوں۔ قدم، ہاتھ و چہرے کے آخر میں رکھا۔ تجھے مایوس ہو گیا کہ
 روح مجھ سے میں بپار تھا۔ مجھے اپنے دم سے تو کا کینہ لگا کہ تو نہ چھو سکوں فرمایا سعوی
 یہی اقیقہ ہے

فرماتے تھے میں نے خوب میں دیکھا کہ میں ساتویں آسمان میں
 ہوں وہاں میں نے ایک شخص دیکھا پٹے پٹے ہونے سے
 دیکھا جس سے محبت سے شعلہ بھڑک رہے تھے معلوم ہوا کہ یہ مجدد و اول کا سردار ہے اور ہر
 جذبہ اس سے امداد پہنچتی ہے۔ لہذا ہر جذبہ خصوصاً علی اللہ علیہ السلام کے لئے ہے
 چلے ہو گزرا ہے۔

میرزا عرف شاہ ولی اللہ بہت ہے کہ ممکن ہے وہ مجاہدینے تربیت نہیں ملے حضرت
 مولانا اس نسبت کے متعلق کا ازالہ ہو جو عقل کو غفلت کرنے والا ہے۔

دعوت ولی اس فقیر شاہ ولی اللہ نے ان حجاب سے جو اس واقعہ کے عینی
 شہد تھے شہد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت وید جہاں محمد مرشد شیخ اللہ دیر کے مزار کی زیارت

انہوں نے قبول کیا۔ اب مجھے انہیں کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور میرا شوق باقی ہے آپ نے سے کہیں کہ کچھ زیادہ چڑھیں۔ وہ بیدار ہوئے اور مجھے کہا میں نے زیادہ تلاوت کیا یہاں تک کہ میرے اس صاحب قبر کو بہت خوش پایا۔ اس نے کہا جزاک اللہ عنی خیر جزاء۔ چھپیں نہ سناں بلکہ برزخ کے حالات پوچھئے۔ میں نے کہا مجھے ان قبور میں سے کسی کا حال معلوم نہیں لیکن پناہ حال بیان کی تاہم جب سے میں نے دنیا سے انتقال کیا ہے اس وقت سے کوئی عذاب یا انتخاب نہیں دیکھا۔ اگرچہ بہت زیادہ تھیں یعنی میں نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کون سے عمل کے طبعی ثمر سے نجات پائی اس نے کہا تمام عمر میری نیت ربی کہ تحفاتی دنیاوی سے، لاکھوں نوز اور طاعت واذکار کی رھاوٹوں کو ترک کر دوں۔ اس نیت کی برکت سے نجات پائی اگرچہ تمام عمر یہ نیت پوری نہ ہو سکی۔ حق تعالیٰ نے میری نیت سے میری نیت کو قبول فرمایا یہ قبلہ کے بعد شیخ بازرگیت سے اور انہیں واپس لائے۔

فرماتے تھے ایک روز خواجہ قطب الدین کے مزار کے اوج میں سیر کر رہا تھا میں نے ایک قبر جس کے ذکر سے زمین کے اجزاء اساتیریں زمین تک فضا کے اجزاء وعرش تک تمام ذکر میں تھے بڑی حیرت ہوئی فضیلت کا بیش حد شوق تھا میں نے ان سے کہا آپ بھی اس قبر میں غور کرو جو مجھ میں نے دیکھا تھا۔ انہوں نے بھی تقریباً وہی بیان کیا۔ وہاں ایک بڑا بڑا سنگ تھا میں نے اس سے پوچھا اس نے کہا کسی بزرگ کی قبر میری عمر تسی سال تھی میرے باپ کی عمر سو سال تھی اور میرے دادا کی عمر ایک سو بیس سال تھی یا جیسا کہ میں نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا۔ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ میں قبر پر سجوم ہوتا تھا اور لوگ اندر میں دایا کرتے تھے اور ڈور ڈور سے زیارت کرتے تھے خواجہ قطب الدین کے مزار کی طرح ان زمین یہاں قیام کرتے تھے پھر اس بزرگ پر گناہی تہا گئی اور لوگ نہیں ٹھہر گئے۔

فرماتے تھے ایک سفر کے دوران نماز کے وقت مجھے خیال آیا کہ قصہ صلوٰۃ رخصت ہے۔ کبھی میری نماز میں کوئی بڑی ہلکائی نہ آتی تھی اس طرح میں نے نماز پڑھی جب رستہ تھکی تو ایک شافعی خلیفہ نے مجھ کو میں نے دیکھا کہ اس خوش ہنر اور میری طرف بہت توجہ فرماتے ہیں۔ فرماتے تھے کہ میرے والد شافعی تھے بعض اوقات میرے لئے متدلساں موباتے تھے۔

کوئی شخص اس وہاں نہیں رہا۔ اس کے بعد ملا کر کسی باہر چلا گئے اس کے بعد جس جگہ کہ اس
 میں نے شہرہ یہ تھا۔ بیماری وہاں منتقل ہوئی اور ہمارے مصلحین میں وہ سے محفوظ رہے۔
 فرماتے تھے۔ ایک روز حجرہ میں میں تھا بیٹھا ہوا تھا ایک جوان منہ پر کھانسی کا کپڑا
 چپ میں تو اسی وقت اس دنیا سے انتقال کر گیا۔ درگاہ میں تو ایک مدت سے بعد میں نے بہ
 بعض کمزورتی کی وجہ سے وقوع سے دروہ بھی نہ مل سکیں تھے۔ اس نے کہا تو یہ کوئی موت نہ ہو
 گئی تھی۔ بعد وہ وہیں گیا۔ اس رات ہی پر میں نے گول شہر کی طرح دیکھ کر ہر دیکھتے ہی
 منتظر بنایا کیا گیا ہے۔

فرماتے تھے شہر بہت بڑا ہے ایک تیرہ سو کے لئے تھا۔ جب میں نے گولی در وقت وہ
 محسوس کی تو بہت قہر میں آیا کہ وہاں کچھ دیگر کمزوروں تھے وہاں داخل ہوتے ہی محسوس
 ہو کر ان قبور میں بہت بڑی کشتیوں کے شعلہ زب سے در میں کی گولی تھی۔ مجھے یوں لگا کہ وہاں
 سے ہمارے بعد سے فوراً باہر نکلا۔ یہ قہر وہاں سے بھر ہوا ہے۔ میری یہ خیال نہیں تھا کہ
 یہاں کوئی مسکن ہوگا۔ اس مجلس میں ایک ہندو جو وقت اس نے جواب کیا اور کہا تمہیں جسکو
 ہو۔ میں نے ہاتھ کے فرج سے اس نے تیار کیا۔ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہیں۔ جو قبریں
 قبریں میں جو زندہ درگور ہوئے ہیں در لوگوں نے ان کی قبریں مسلمانوں کی قبروں کی طرح بنا دی ہیں۔
 فرماتے تھے ایک صاحب کشتی سے جو بعض سال

اولیاء کے ساتھ بحث

کے وقت میں کتر کچھ سے جھگڑتے رہتے تھے جس کے بعد
 کہا کہ نہ ان میں سے جو بھی میں دنیا سے پہلے انتقال کر بیٹھے وہ دوسرے کو اس کی حقیقت سے
 کا کہ کہ اس کی بزرگی وفات کے بعد میں نے سے دیکھی کہ وہ فردوس بریں میں بندھا تھا پر فائز
 تھے۔ وہ ان نعمتوں سے بہرہ مند ہے لیکن اس کے باوجود اس کی بصارت کمزور ہے۔ میں سے
 بصارت کمزور ہے اس سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ اس کا باعث وہی عقیدہ ہے کہ میں میں تم سے
 ساتھ بحثیں کیا کرتا تھا۔

فرماتے تھے کہ وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ شیخ عبد باقی مثنوی ایک باب میں اس نے
 وحوت و جبر کی بحث کی تھی۔ میں نے بھی اس میں غور فرمایا کہ وہ اس وقت اس وقت اس وقت

میں ایک سال تک نہ تھا اس کی وفات کی خبر حضرت والد اس کی قبر پر چھوڑی، پہنچے اور
 فدیہ میں تسلی کی وجہ سے وہ مایوس نہ ہوئے لیکن میں نے اس کی شفاعت کی ہے۔

فرمان تھا کہ ایک شبہ ہر بار میں میری دربارش کے موسم میں موار پر جوار باقی رہتا ہے
 میں چچا واپس آئی اور میں ایک سال تک ہجرت کرنا دراصل تھا ورنہ بہت زیادہ فائدہ و نفع
 تھا۔ حق بات میں نے سے دیکھا اور اس کی فریاد سن کر میرے دل میں ہوش پیدا ہوا تھا کہ وہیں
 نے جہاد اور اس سے لے کر پہلے کے لوگوں میں سے نکار کیا و نفقات کا اٹھایا میں گھوڑے سے
 تر اور اس پریشانی میں بچر کی طرف توجہ دیا جو مجھے نے جب یہ دیکھا تو تین دن سے باہر
 نہیں آیا۔ ایک ایک صدمہ تھا۔ وہاں سے میں نے گرم پانی یا ورنہ سے دھویا، نہانی سے
 روتی رہتا ہوا کہ اسے پیٹ بھر کر کھلایا پھر میں نے کہا ہر سال محمد اکٹھے کر لیا اس
 ان ایک جہاں میں تو بہت شب و گزشتہ ہفتہ میں لے جاتے ہیں نہ نہانی سے اس کی ایک جہاں
 کا نام یہ ہیں کہ اس کے سپہ سالار و بادشاہ ہیں۔ اس وقت کے چند روز بعد اس محمد
 سے اتنی دیر سے پہلے گزشتہ سال سے اس کا راجہ اور اس کو سپہ میں قدم پائی اور
 سپہ سالار کی حیثیت میں رہا کہ اس جگہ سے جہاد کرنا چاہتی تھی اس سے کہ چھوٹے
 پتہ سے یہ سپہ سالار تھے جسے جہاد کرنا تھا جسے میں زیادہ تیزی سے اسے یاد دلاؤں کہ چھوٹے
 پیغمبر ایک سو برس کے مقابل آئے تھے وہیں ٹھہر گیا اور نصیحت دیاں میں اس پر ایک کہاں سے
 میری اس سبب سے اس نے کہا کہ نے حدیث میں چڑھا ہے کہ حضرت رب عزت فرماتا ہے۔

یہ عبادت الی حرمت ظلم علی نفسی وجعلت علیکم محو ما ان لا

نہ جی میں نے خود و پسند و پشیمان کر رکھا ہے مگر حجت ہے کہ نبی خدا را خود
 نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ مجھ پر توں کیوں ظلم کیا ہے میں نے کہا مجھے حلو نہیں کہ میں نے
 برائے ہوئے میں نے ہر منہ انسان و حیوان کے لئے کھانا ہے سبب یا نہیں جوں تھا
 ان میں سے تین تینوں سے کہ وہ بھی نام سے کہ جس جگہ بھی بیماری ملتی ہوئی کوئی فساد
 میں نہ ہو تو میں اس کے متعلق میں اور پھرے پائیزہ رکھنے کے ذمہ دار میں
 ان میں سے ہر سال توجہ توجہ میں اس پر ہر سال ہر سال ہر سال ہر سال ہر سال ہر سال

اس نے کہا یہ خطرہ اس وقت تمہارے دل میں نہیں تھا۔ تھے تو نے نذرت کی تھی۔ اب نفل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے توجہ دیکھ کر رہے ہو۔ اگر تمہارے کپڑے ناپاک ہو جائیں تو پانی کے ایک سو سے پاک ہو سکتے ہیں اور اگر لطیفہ نسانیہ عجب اور خود بینی سے ناپاک ہو جائے تو سات سمندر سے بھی پاک نہیں ہو سکتا میں نے اس کی دلدلی اور دل میں شرمندہ تیرے والد پر کے ساتھ مل کر تعظیم میں کھڑے ہوئے۔ میں نے کہا تم نے نصیحت کی اب اس رستہ سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا یہ زمانہ کے درویش کی کرتے تھے۔ اور اس زمانہ کے درویش اپنے آپ کو تیرے جیسے ہیں۔ میں نے کہا ان دو باتوں کی تفسیر بیان کر۔ اس نے کہا یہ زمانہ کے درویش کم درجہ چیز کو اپنے لئے ورنہ فیس کو دوسروں کے لئے پسند کرتے تھے اور اس زمانہ کے درویش نفس قدہ اور کم درجہ چیز دوسروں کو دیتے ہیں۔ شک رستہ تمہارے اپنے لئے اختیار کیا ہے اور کچھ نکات و رستہ تمہارے اپنے لئے اختیار کیا ہے۔ اور کچھ نکات و رستہ میرے لئے چھوڑے۔ اس میں کچھ رستہ کی طرف گیا۔ اور شک جگہ اس کے لئے چھوڑ دی۔ اس نے ہر خدا نعل تک پکڑ لیا۔ عقل کے درجہ بھی جاسکتا ہے۔ تاریک عقل کے ذریعہ نہیں۔ میں نے پوچھا پکیزہ عقل کیا ہوتی ہے۔ تاریک عقل کو کسی اس نے ہر پکیزہ عقل یہ ہے کہ بلائے اور بلائے رہے۔ سو اب پر چلے۔ تاریک عقل یہ ہے۔ جب تک نہ شے جانتا نہیں پھر اس نے سوا علیک کہا اور چلا گیا جب میں نے کہہ کر دیا تو با کچھ بھی نہ تھا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ میرے لئے بچے کو نہ ساقبول ہو گیا۔ اور اس کی ساقبولیت یہ تھی۔

فرماتے تھے رمضان کے آخری روز جب رات چاند نہ ملے۔ شبہ تھا مسجد بڑھ میں میں تھا۔ ایک چڑیا آئی اور ہر گل عید مجھے میں نے اسے حاضرین کو بتایا۔ فرمایا کہ میں نے مارا۔ جیو۔ انسان زبان کا کیا عقار۔ میں نے پڑھانے ہر جھوٹ انسان کی خاصیت ہے ہماری نفس میں جھوٹ نہیں ہوتا۔ پھر وہ اڑ گئی اور دوسری چڑیا اس کے ساتھ آئی اس نے اس بات کی تصدیق کی جلد ہی قاضی کے سامنے شہادتیں پیش ہوئیں کہ نہول نے چاند دیکھا ہے۔ رستم معروف شاہ ولایت نے پڑھائے۔ فتنو کے متعلق سوا کیا فرمایا اس کی آواز دوسری ٹیڑھیوں کی مانند تھی۔ کوئی فرق نہیں تھا۔ میں اس کی آواز سے ہی میں نے لہر کی تعلیم تھی معنی سمجھ گیا۔ وکرم

شیخ فقیر سردیوان کرتے تھے ایک کو دوفین روزے کے بعد رات روزہ عید کے باجے میں

باتیں پوچھا کرتا تھا۔ ایک مدت کے بعد وہ دکھائی نہ دیا۔ رومی قصہ سے کہنے کے متعلق پوچھا کہ
 میں یہ تو جانتا تھا کہ رومی کی وفات سے وہ مجھے دکھائی نہیں دیا۔ اس نے ہمارے فلاں نے شکار کر
 لیا۔ ہمارے بازو کو ماریا اپنے افسوس کیا وہ ٹھیکیں ہوئے۔ وہ فرمایا وہ موجد کو اتھا۔ وہ مجھ سے
 توحید کے مسائل پوچھا کرتا تھا۔

نیک جن

فرماتے تھے بلند حال میں بعض اوقات ساری ساری رات اور اکثر اوقات
 رات کا کٹر عہد ذکر ہی میں گزارتا تھا۔ کبھی اپنی وزیریں کبھی بہنوں سے
 ہوتا تھا۔ ذکر کے وقت ایک جن بھی شریک ہو جاتا تھا۔ بعض دوستوں نے اس سے پوچھا کہ تم کون مو
 کوں نے بڑی مشقت سے جواب دیا کہ تم یہ سوال کیوں پوچھتے ہو۔ جمعہ کے روز میرے دخل میں بھی شریک
 ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ جنات میں سے بھی ایسے ہوتے ہیں جو مذ
 روزہ ادا کرتے ہیں میں نے کہا ہاں۔ یہ شخص جو تھا اسے درمیان موجود ہے۔ صاحبین جنات میں سے
 ہے جو وہ خطہ سلفہ کے سے آیا کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا اور پھر دکھائی نہیں آیا۔
 قمر بنی ہاشم شاہ ہوا سدا نے اس کی شکل و شبہات کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا
 کہ اس کی نشانی دراکھوں سے دشت چلتی تھی۔

فرماتے تھے ایک جتن نے میری بعیت کی اور اشغال وادرا دیکھے۔ ایک روز میں سو رہا
 کہ جلائے تھا تو وہ شکل ہو اس منہ پر اور صلوة الیہم کے متعلق پوچھا میں نے بیان کیا۔ ہمارے
 میں یہ بات سمجھ گئی وہ بارہ پوچھتا۔ یہاں تک کہ وہ بھی طرح سمجھ گیا۔ ایک روز یہاں محمد غوث
 گواہ دے رہے تھے اور اس کی چار پائی ٹھال جاتی تھیں۔ یہ جن وہاں پہنچا۔ یہ پلوں کو
 ڈال دیا اور اس نے وہی غوث سے بہت محبت و کی خدمت میں میز سدا پہنچا دینا اور کھانا
 یہ یہاں قبیل جو پہنچے یہ اس کی تقیہ میں نے نہیں ڈنٹا اور منع کیا۔ دوسرے روز
 وہ جن یہاں رہا ہوا اس نے جانے کہ وہ بہت معلوم نہیں وہاں سے زندہ واپس آکر یہاں نہیں میری
 جنات کے سے دعا کیجئے میں نے دعائیں اس کے بعد پھر وہ نظر نہیں آیا۔

وہ تھے کہ سدا وہیں رہا۔ مذراہ کے درس سے واپسی پر سید طیف مکن تھی کہ
 وہاں سے تیرا مذراہ جو تو دیکھ کہ وہ روز پہر پیشان کھڑے ہیں میں نے وجہ پوچھی تو کہا

لیٹا ہوا تھا جب انہوں نے ابھی طرح تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پہلے یہ کپڑا ایک دوسرے کپڑے میں بند ہوا تھا لیکن وہ کپڑا خرچ ہو گیا تو اسے چاغانہ کپڑے میں لپیٹ دیا گیا جس میں بدین کا نہیں علم نہیں تھا۔

فرماتے تھے شیخ عبداللہ دوسرے ہند سے چار مہلات کے لئے آئے تھے جب ہماری ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا ایک ان میں سے بہت ہی آسان ہے دو درمیانے درجہ کے ہیں اور ایک بہت ہی مشکل سے حاصل ہونے والا ہے میں نے کہا جسے آپ دشوار سمجھتے ہیں بادشاہ سے پہلی ملاقات میں حل ہو جائے گا اور وہ دو درمیانے درجہ کے ہیں ان میں سے ایک دو تین ماہ کے بعد اور دوسرے پانچ پچھ ماہ کے بعد۔ انجام بد گئے اور سب سب سے آسان سمجھتے ہیں وہ میری زبان پر ٹوٹ جاتا ہے جب تک میں نہیں کہوں گا وہ حل نہیں ہو گا۔ انہوں نے بادشاہ سے ملاقات کی پہلا مقدمہ سی روضہ اور دوسرا اور تیسرا مذکورہ مدت میں پورے ہوئے ہوئے باقی رہ گیا دوسری تہہ مجھے پچھتار مجھ سے توجہ طلب کی کہ میں نے کہا یوں نہیں بلکہ چاہئے آپ کو شہر کے ان اکابر کے پاس جانا چاہیئے جو کشف و خورشید مشہور ہیں اور ان سے وقت ملے کر اپنا چاہیئے ایک بزرگ کے پاس جو کشف میں مشہور تھے گئے انہوں نے تین ہفتہ کی مہلک مقرر کی وہ وقت گزر گیا اور کوئی شرط پور نہ ہوا۔ دوسرے بزرگ کے پاس گئے انہوں نے ایک ماہ کی مہلک مقرر کر دی وہ بھی گزری اور کوئی شرط ظاہر نہ ہوا میرے پاس آئے اور توجہ طلب کی میں نے کہا اس کے لئے وقت چاہئے میری زبان سے نکلے انہوں نے اس قصہ کو ایک کاغذ پر لکھا اور فقیر اللہ کو دیا تاکہ روزانہ نماز شریف اور دعاؤں کے بعد دیکھتا رہے اس طرح عرصہ گزر گیا انتظار حد سے بڑھ گیا ایک روز میرے دل پر شرع حاصل ہوا۔ میں نے کہا آج بادشاہ کے پاس جاؤ گا بہانہ ہے کہ آج روزگاہ بادشاہ کے پاس رہنے کی درخواست کر کوئی ہمت تو فرمائیے انہوں نے جواب بیان کیا جسے میں وقت سب منشا پورا کر دیا۔ فرماتے تھے ہمیشہ عبداللہ کے گھر کے وہ منتم خواجہاں پڑھ رہے تھے مجھ سے بھی اس میں شریک ہونے کی درخواست کی میں نے ہاتھ پڑھنا ہیہ کار ہے کہ تمہیں ہرگز انہوں نے کہا یا آپ کو معلوم ہے کہ کیا کام ہے میں نے کہا ہاں: فلاں کا ہے اور اس کا دوسرا ہونڈا عورت ہے جس کی یہ عمل و صورت ہے یہ عمل ہے میں سے ہی طرح بیان کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے

وہ ٹال میان کرنے شروع کر دیتے جو اس نے اپنی زندگی میں کئے تھے کہنے لگے بس کیجئے راز ظاہر ہو جائے۔
حضرت والد ماجد ایک بار شیخ عبدالاحد کے گھر گئے۔ انہوں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ جا کر
حضرت کی زمرے سے کھانسی بول دو۔ وہیں دو بولیں تھیں۔ اس نے بڑی بول چھوڑ دیا اور
چھوٹی بھائی حضرت والد اس کے در پر بیٹری بول کو کیوں چھوڑ دیا۔ جاؤ سے لاؤ۔
اگر الم یوف اشہ وہی شہادت ہے شیخ عبدالاحد ایک مرتبہ بیمار ہو گئے حضرت والد ان
کی عیادت کے لئے فقیر بھی سمرہ قادیان سے تندرستی کے لئے دعا کی درخواست کی حضرت
والد نے سکوت اختیار فرمایا پھر شیخ کے قریب آنے پر بہت زیادہ صبر و مبالغہ یا حضرت والد
مسی طرح خاموش رہے شیخ عبدالاحد نے حضرت والد کے دلی راز کو یا وہ اپنے رشتہ دروں کو
مبالغہ سے روہ کیونکہ اب ان کی خدمت میں مبالغہ اور صبر نہیں کرنا چاہیے حضرت ال جب
اُٹھے تو اس فیض سے فرمایا شیخ کی سوغت ہو چکی ہے اس وقت دعا کوئی فائدہ نہیں آپ کے
خدا ہمیشہ رہنے میں ہیں حکمت تھی پیدا کرنے کے بعد شیخ کا وصال ہو گیا۔

حضرت والد یہ روز اس افتادہ معارف عجیبہ شہادت تھے حدیث تقوا اولیٰ اسقام
فانما یبذلہ بنہ والہ لہ کہت چل سلی میں کی شرح میں دو وقت بین فرماتے ایک خان عالم
کے نام سے شیخ رفیع الدین ہاشمی جو یہ مقام پر بیان ہو گا اور دوسرا اپنی فرست کا نام ایک بقیہ
پیشانیہ واقع کھنڈ بیت ہی دردمند کہ کوئی شعر یا دہرہ غائبانہ پڑھتا وہ بیت روتا
میرے اس تحریر کا خطاب ہو در قیام کے لئے کوئی کو نہ طلب کیا میں نے اس سے مل کر کوئی
کی اوصاف نہ کر دیا جب وہ باہر چلے گئے تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے اس سے چنا چاہیے
حاضرین کے دلیں اس بات سے اٹھ اٹھیں تو ایک مدت کے بعد پورے کے پاس میں نہلا
مردہ وہی عارف خان کے بعد میں خیرت کے سلسلہ میں داخل ہوتا تھا وقت ایک چوبیس
میں نے رات سے اس کے عورت ہونے سے نہاریا و رہا یہ چار عورتوں نے نہیں تباہیتش میں
مکمل بہت اٹھ ہوئی تو سے فیہ راز یا نہرا معلوم ہو گیا۔ اس عورت کو پڑ کر جہاں ہو
تھا بتاتے پڑا اور وہ شہینا کی وجہ سے اختیار رہی تھی وہ یہ سب گھر دردمند شیطانی
کر و ذبیحہ گھر تھا۔

نہ رہا۔ آخر کار مر گئی۔

رافضی کا ذکر کرنا

فرماتے تھے ایک روز اجاب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور مجلس میں
سکوت تھا اس جگہ مجھے ایک شخص کی صورت دکھائی دی۔ یہ شخص
تمہارے ہاتھ پر رافضی سے توبہ کرے گا میں نے یہ واقعہ دوستوں کے سامنے بیان کیا اور سب کا حلیہ
بھی انھیں سے بیان اس واقعہ کے پس منظر میں محمد فاضل کے گھر پر ہوا تھا وہاں ایک عجمان
بیٹھا ہوا تھا میں نے اسے پہچان لیا اور بڑی مہربانی سے پیش آیا دوستوں نے تعجب کیا کہ ایک جنسی
شخص کے ساتھ جو رافضی اور فساد عقیدہ کے ساتھ تہم سے اس قدر مہربانی کی کیا وجہ ہے میں نے کہا
تمہیں یہ واقعہ یاد نہیں ہے۔ تمام نے سوچا تو اسے پہچان لیا جو رے دن گزرتے تھے کہ اس نے
توبہ کی اس کے بعد بعض لوگوں کی مجلس کی وجہ سے اسے شک پیدا ہوا تو اسے دردمند میں مبتلا
کر دیا یہ اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ اگر تھی خاصی خاص توبہ نہیں کرو گے تو ہلک ہو جاؤ
گے۔ وہ خاصی مڑ گیا اور رافضیوں سے مکمل طور پر پیرا ہو گیا مجھ سے اس کیفیت
کی وجہ سے اس نے پوچھ لیا کہ کون سا طریقہ اختیار کروں میں نے کہا تمہارے لئے سلسلہ قادریہ بہتر ہے
کیونکہ رافضی حضرت غوث الاعظم کو بہت دشمن سمجھتے ہیں۔

حضرت دلا سے اجمالاً اور بعض دوستوں سے تفصیل سے شناسا ہے
مرد اور بیوا سے مدد کرنا

ذوق پیدا تھا۔ جہاں میں آیا اور خواجہ نقشبند کے دربار میں پہنچا میں نے سنی ولی سے
ملاقات کی۔ آخر کار خواجہ نقشبند نے خوب میں اسے فرمایا کہ تیرا پیہر منہ وستان میں آئی ہے کہ
مدرسہ در حضرت اور کسکسل سے دکھائی اس کے دل میں خیر نذر کہ دلی بہت بڑا شہر ہے
اس کے ساتھ وہاں ایک شہر ہے جو کہ ہر سال ہجرت کے وقت ہر کو اس کے اس خیر کی خبر ملتی ہے کہ یہ جس
روز وہاں پہنچے۔ وہی روز انھیں سٹھ کہتے ہوئے پاؤ گے پھر مشرق اسے کشکشاں میں سے
پیدا ہونے لگیں اور میں نے ان کو اس کی طرف اشارہ کیا وہاں سے حضرت و دس کے معتمد حلیہ کے
ساتھ اس کے ساتھ جو وہاں رہا اس سے بھی اس کی باتیں ہوئی جو بہت فرحت سے بعد

نہ ہر گز نہ کہ یہ بڑی نارسائیوں پر گھڑی اور تھکائی سے تھکتا ہوا ہے
 فرمایا کہ یہ سب کہ چہرہ و زمام سے سادہ جیسے روئے تھکے ہیں چپے کٹے
 اور یہ وزبانت و لہجہ سے فطرتاً ہی اس کے بعد کہ ان کے ہاں یہ لہجہ و لہجہ
 اچھے اور سہ آواز و درود سے جو بہت تفسید سننے والی تھی کہ وہ
 اس سے عقیدہ تھی کہ اس نے حضرت میر منین علی مرتضیٰ کو جو بہت ہی اچھے و فاضل
 ہیں تھا پھر انہی میں سے ایک شخص تھا کہ ان کے کل انہیں دھانی پسندتے تھے جس کا
 پورا ایک وقت تک اس کی طاعت نہ ہو سکی اس کے بعد کہ انہیں سب سے بڑی
 کا کہ انہیں اوصاف سے آپ نے حضرت میں سادہ و سادہ و سادہ جیسے
 و قیامت اب میں آج کل اس طرح نہ سرج ہو جاؤ اور جہاں

ماں نے حضرت و ان کے صاحبزادے میں کہ انہی شوق تھے اور وہ اور بھی
 مہر سے دیکھیں کہ انہیں شوق و شوق و شوق میں آئے۔
 حضرت و ان کے جمال اور ان کے سبب سے کہ انہیں سب سے بڑی
 تھیں انہیں نے ان میں بہت سبب سے بڑی و ان کے سبب سے بڑی
 بہت تھیں کہ انہیں نے انہیں سبب سے بڑی و ان کے سبب سے بڑی
 تھا و انہیں نے انہیں سبب سے بڑی و ان کے سبب سے بڑی
 تھیں و انہیں نے انہیں سبب سے بڑی و ان کے سبب سے بڑی
 انہیں نے انہیں سبب سے بڑی و ان کے سبب سے بڑی
 چہرہ و انہیں نے انہیں سبب سے بڑی و ان کے سبب سے بڑی

نہاتے تھے ایک تہہ ہارن منہ تھی و ان کے سبب سے بڑی و ان کے سبب سے بڑی
 انہیں نے انہیں سبب سے بڑی و ان کے سبب سے بڑی
 موقوف تھے و یا تو یہ نہیں ہمارے دیواروں کے ساتھ تھے کہ انہیں نے انہیں
 سے خوشی و خوشی و خوشی و خوشی و خوشی و خوشی و خوشی و خوشی
 فرماتے تھے کہ بہت ہمارے خوشی و خوشی و خوشی و خوشی و خوشی و خوشی

پیش ہو رہا تھا اسے اپنے اور پرزہ نہ تھا۔ ایک روز میں نے شیخ عبداللہ محدث کو دیکھا کہ اس کے درون پر کھڑے ہیں ورنہ داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی تھی ارادہ ہوا کہ اسے تنبیہ کروں۔ ہم نے ایک پتھر درمیان میں رکھ دیا۔ وہ باک قوت، شیریں ہے کہ کوئی شخص اس پتھر کو کھینچے۔ آخر کار جب اس کی پیمائش کی تو چند انشت تیری طرف زیادہ قریب تھا۔

فرماتے تھے شیخ ایوب مرد آبادی ہمیں ملنے لے
من اندر قدرت ارمی شناسم

ساندوس کو چیتچہ پھوڑ کر تنہا اپنی بیٹ تبدیل کر کے آئے۔ میں اس وقت تیرنہ زری کر رہا تھا۔ میں نے انہیں دیکھتے ہی کمان کر رکھ دیا۔ دربار خوب آنے۔ خیر و عافیت سے آئے۔ حیرن ہوئے۔ کہنے لگے میں نے اس سے پہلے آپ سے ملاقات نہیں کی۔ حضرت درانچھے پہچانتے ہیں؛ فرمایا۔ تمہارا نام ایوب ہے۔ انہوں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میرا نام ایوب ہے۔ میں نے کہا جو جی میں نے تمہیں دیکھا یہ سے دل نے گوہی دی۔ پھر شیخ ایوب نے کہا مجھے معلوم ہوا کہ بلا شک شبہ یہ کرمست۔ آپ مجھے بتائیے کہ جس مکان کے میں شہر میں جا رہا ہوں۔ ہوگا یا نہیں میں نے کہا نہیں۔ اس کے بعد وہ کسی ضرورت کے لئے شکر میں چلے گئے۔ ہر جگہ انہوں نے خوششوں کی کوئی نفع نہ ہوا۔ فرماتے تھے محمد فاضل لے کھڑے کھائے بنا ہوا تھا وہاں ایک چیلون

چیلون کو پکھیاں دیا

اس کے بیٹوں کو شش روز سکھاتا تھا۔ ایک تہہ ایک بند قمارت۔ وہ بہت حاکم و چالون آیا۔ وہ اس چیلون کے ساتھ کشتی اڑنے کی خواہش کا خبر کیا۔ محمد فاضل کے لئے یہ ملازمت کا سوال تھا۔ از روئے عقل دونوں کا مقابلہ ناممکن تھا۔ اس پر غالب آنے کا تو سوال ہی یہ نہیں ہوا۔ تھا میں نے حاجت تک میں نہ کہوں کشتی شروع کرنا تھوڑی دیر ہم خاتوش ہے۔ پھر یہ کہ ہم اجازت لے دی۔ اس ملاقات چیلون نے پہلے سے اٹھایا۔ پھر کمزور چیلون نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ دیئے۔ اور اپنے پاؤں ملاقات چیلون کی گردن میں ڈالے۔ اور دونوں پاؤں کی قوت سے سے ٹھاکر زمین پر دے مارا جس سے تماشائیوں میں شور

بلند ہوا

وہاں غائبانہ وارد فرماتے تھے محمد فاضل نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو حمیر بھیج دے

دور منتہی خطرناک ہونے کے وجہ سے خود بھی ساتھ نہ جاتا جب تک حضرت ہونے کے یہ سہا پہل
 آیا تو میں نے ہاتھ سے جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خود وحییت سے وہاں ہوتا تھا
 سے ایسی کے وقت دو منٹس ادھر ڈکوتا نہ پر حملہ کریں گے اگر ہم میں کی مخالفت سے زمرہ میں
 نہیں پنی ہاڑی کو ایک طرف کر لینا چاہیے جب وہ وقت آیا تو حضرت والا کو بہت سے
 توجہ کے دوران ان کے سپرد پر وہی ظاہر ہوا حاضرین نے اس کا سبب دریافت کیا تو یہ بیان
 روز مسافت سے کر کے دیکھ کر وہاں ہوئی۔ جسے جب اس کا حال معلوم ہوا تو اس نے یہ بیان
 کہ اس بگڑا ہوا ہے ہم نے پنی ہاڑی کو ایک طرف کر با حضرت والا کی شہید کر دیا۔
 ڈکوتوں نے تمام قافلہ لوٹا مگر میری ہاڑی محفوظ رہی۔

فرماتے تھے کہ ایک صاحب شہوت میری محفل کا مسیہ تھا جس نے میری زبان پر
 اتفاق اس کی حویلی میں ایک جگہ کی پیدا ہوئی تھی جس نے میری محفل سے دو سائیں لافتمیں پر محمد
 زمین کا ظاہر کیا لیکن انہوں نے قبل نہ کیا۔ ان سے درمیان شہوت و زہدیت یہ بیان
 اس امیر نے علی الصباح میں بادشاہ کے پاس جوق کا دور تھا اس کے لئے یہ بیان کیا
 ملکیت ہے محمد فاضل کی ملک نہیں ہے اور زمین کے لئے کو جو حصہ زمین پر
 بھی نے میں بھڑوں کا محمد فاضل نے رت میرے پاس سر پار مار دیا اور زہد زری و لحد
 کیا میں نے کہا۔ وہ بادشاہ سے ہرگز ملاقات نہیں کر سکے گا ورنہ یہاں کچھ نہیں رہے گا۔
 وہ بادشاہ کے دربار میں حاضری کے لئے اس کے لئے سوار رہے۔ وہ بادشاہ کا
 حکم ہے کہ اسی وقت کوچ کر جائے۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ سے باہر نہ آؤں
 حاصل کروں اور بعض ضروری کوشش کروں۔ انہوں نے کہا میں اسی وقت تمہیں سچ کر
 جانا چاہیے۔ انہوں نے زہد دستکی اسے شہر سے باہر نکال دیا اور وہی جہاں میں
 کے سپرد کر دی۔ بھڑا کرنے کی اسے نصیحت ہوئی نہ تھی۔

اگر حروف شاہ دو لکھتے تھے کہ یہ بات بھی عجیب اتفاق سے ہے کہ حضرت
 وان کچھ عرصہ کے لئے سیر کرتے تھے اس فرشتہ میں محمد فاضل حضرت والد کی جو عظمت اور
 عظیم کرامات کے مشاہدہ کے باوجود فساد کی مجلس میں شکر شہر بلوچ میں مبتلا ہوا۔

حضرت دامن مفر سے واپس آئے در قلعہ سنا و سفت ، ضل حوشہ مغل شہ میں بولیں توڑ
اسی نہیں دریا ابد و ندھی ہو نہیں ورس پذیر بدست محبت جاری ہوئی دوبارہ اس
پہلی تہنوں ورسٹ لای شقی جیسے سہد کا مہوہ خواہر ہوئی۔

روا تے تھے شہ و عترو ع میں میں بس کوئی تھلی کی نظر سے دیکھتا وہ فریستہ ہو جاتا۔ اس
وجہ سے یہ کسی کی طرف منکبات میں کرتا تھا۔ ورنہ تہا نہ فضل کے بالا خانہ میں رہتا تھا وراہر
کہ ورسٹ کے وقت چہرہ پر چادر لٹکتا تھا۔ اتنا قایم روز بدیت اللہ بیک نے فضل
کے تھہرندہ درسی کے سبب آیا میر اس کے ساتھ آتنا سامنا ہوا۔ وہ مجھ پر فریستہ ہو گیا اور بحیث
نی درخواست کی میں نے سن رکھ تھا کہ اس کا ربط ایک بزرگ متوکل غنبدی کے ساتھ ہے میں
نے بات یہ بتائی ہے ورفہر ایک جسم کی مانند ہیں اس بزرگ کا حق مقدم ہے اس کے ساتھ
بیعت کرو اس نے کمر باندھا ورس کی محبت بہت زیادہ ہوئی آخر کار اس کی محبت میں نے
قبول اس دربار میں بزرگ کی خدمت تک نہ کیجئے اس کے بعد اس بزرگ کو طلعہ علی تو فارض
ہوئے ورمیت مذہبیک کے ذریعہ ہوا بیچارہ بھی متوجہ ہوئے تھے یہیں جسوں حقیقت کی کوشش
کرنی چاہتے ہیں نہ ہا یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور نعمت ہے کہ یہی پرتو قیام نہیں ہے پھر نبیوں نے ہلا
ہو گیا اس میں سے نہ ہوتی ہا مقام نبیوں کا محتاط رہو میں نے بالائیک حقیق سکھ سینی کا بھلا
جو چہرہ بھر کے دیکھو وہ تمہارے ہی نے نقصان دہ ہوگا انہوں نے مجھے حلیف چھاپ پھر محبت
بانڈھ میں نے بھی بدعت کی معاملہ بیان تک پہنچا کہ اس بزرگ پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس کے سینہ
میں فتح دیا ہے ، موت حاضر ہوئی ہے ، اسی رات کو اس نے بدیت اللہ بیک کو بلایا ، استغفار لی
و نہی نہندی ہا ہمارے ہا کہانے قیام ہو گیا ہے یہ یہی جان نہیں سنی میں میرے بیان کا
تصدیق کریں میں نے کہا کہ یہ بزرگ کی بددینہ کرتے تو معاملہ بیان تک نہ پہنچتا ، پھر اللہ ہمارے
ایمان و توفیق نہ زمین چھپے گا۔ اسی رات عالم باقی و سدا حار رہے ، رحمتہ تدوین۔

فراتے تھے ورنہ نریب ہا شاہ نے کسی سبب سے بدیت اللہ بیک کو اس کے منصب سے
برخاست دیا وہ اس سبب سے بہت افسوس و رستہ نہ ظہیر ہے اس کی اقلیت ان درشت خیال
کو میں یہ نہیں نہ ورنہ یہ نہ کسی کی مانتہ کہ میراں چو سے نور پر اس کے جس کی طرف

نہیں تھے ان کے روبرو دیکھتے ہی وہ خوش خبری کی بھلائی جگہ سے فلاں جگہ تک محفوظ
 رہے۔ پھر بعد غیبیہ میں آگ لگ گئی اور بعض لوگوں کے ہر جمل گئے منافقتیں نے اس عمل
 سے ناپاکیں لے کر اسے چوڑا کر دیا یہی حد بندی سے خارج تھے یا اس میں داخل تھے جب نہول
 نے سوچا تو وہ میری حد بندی سے باہر نہ نکلا اور بہو میں نہ گئے والوں کے منہ بند ہو گئے۔

وہ اپنے قصہ بچت کے شہنشاہوں نے جو کس علاقہ سے روسا کو بتایا کہ ان لوگوں کی زمین
 زراعت پر بدستور ہے جس کا زمان میں حکم ہو سے روسا نے وہیں کو پیماش کے لئے مقرر کیا۔

یہ بات اس لوگوں نے پریشانی ہوئی اور پھر سے درخواست کی اور کہا جب پیماش کرنے والا ان
 کو دلی مرہ جائے یہاں پر سمجھتی ہیں نے میں نے اس میں پیماش کے روزوں کے ساتھ ہاتھوں
 کی وجہ سے پیماش کے وہ جس قدر کہ پیماش کے لئے چھتہ لیں نے پھر التجائی
 کے کہ پیماش کے چھتہ میں کو پیماش کرنے والوں کو متہم کریں گے اور جو ختم نہیں ہوگا بعض
 کے چھتہ پر اور بعض پر برہمنوں نے چھتہ لگا لیا تو میری خبر پر تمہارے برہمنوں میں سے پھر تو جہ کی
 نیوٹن نے نہ ملے نہ چھتہ کے کوئی فیئد نہ ہوا اور یہاں چھتہ کے برابر ملے ہوا۔

وہ تھے کہ رستم و اسد اللہ یہ دونوں سیس پھیلتے آئے لوگوں کو رستم کے چھتے ایک
 شہنشاہوں نے ان کے خلاف ایک فوج لے کر وہ بنے ہیں جو رستم سے درخواست کی
 کہ ہمیں فتح حاصل ہو اور یہ کہ میرا کھمن فوج قیادت غلبت فوج کشی کے باذن
 کے کا عمل ہو اور یہ کہ اس سے جا زیادہ عرصہ نہیں اور قتال کے اندر فی فوج
 کے ساتھ نہ رہے اور ان کے قیاد میں لڑوں گے اور یہ کہ قیاد میں رہے
 کہ اس نے ان کو حاکم بنا دیا بادشاہ نے ان کے رفق کرنے اور یہاں پہنچ کر رہنے کا
 حکم دیا اور یہ کہ یہاں سے نہیں قیاد کیا و شہر میں بھیجا دیا اور وہاں ہی گئے

یہاں پر تھے میں نے ان کی اہل و عیال کو اپنا چاہتا تھا میرے دل میں یہ بات ڈال کر کہ
 اس نے ان کی بیعت کے لئے دور سے آئے ہیں عشاقی نہ کہ بعد میں نے مسجد میں توقف کیا
 کہ تین روزہ میں یہاں پہنچے اور کھانا کھاتے ہو گیا جتنا حق و معارف الہیہ میں
 حاصل ہے اس کے لئے یہاں پہنچے اور یہ کہ اس نے تو دوبارہ میرے باہر آجائیں گے توئی مضائقہ

نہیں میں نے کہا نہیں میں تو بہت شک وہ نہ جانیں کسی کا بیٹھا رتو کا جب دشمن رت نہ لائی
 کھوٹے سے پاؤں کی آرائی میں نے کہا یہ دیکھئے وہ شخص گدے کے جھانکے جس نے کمر
 بیچا تھا اور کہا دن کے غریبوں کے حصے میں پہنچے گا یہ وہ تھا کہ نہ تھا بلکہ وہ تھا کہ جب اس نے
 تو ہلکی چلا وریری اور ہفتی۔ ہفتی حضرت وانا بعد میں بائیں ہاتھ سے اس کے
 حضرت وانا سے جوں و بعض دوسرے جواب سے غضبناک نہ ہوئے تھے لیکن وہ
 اس کے والد چچا کے پاس نہیں گیا تھا اس کی بہاری تھی ورنہ تو اس کی والدہ حضرت
 خوش و غم نہ ہوتی تو اس میں دیکھ لیا کہ یہ تیرے بیٹے کی طرف سے جو غریبوں میں گئے
 جب یہ بیٹے ہوئے تو چھ بیٹا حضرت وانا کی غریبوں سے اس کے والد سے کہہ دیا کہ اس سے
 کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت وانا سے یہ لائے ہیں وہ اس سے فریب میں
 حضرت وانا خوش خبری دینی وہ فریبہ تھیں وہ قلعہ حبیب پر موجود تھے ان کی بین امانت طرف
 سے فوج ہو جائے گا کہ دشمنوں سے اس سے ہرگز ہرگز اس کی وفات نہ ہوگی اس کے نام میں
 اور اس جمعیت کا باعث ہوں اس کے بعد سے سفید چادر پہنائی وہ چپے سے تھی غریب
 اس کا اور فوت ہو گیا اور اس سے پیاب ہو گیا بشکریہ کو تمام دشمنوں سے قطع کیا
 غازی لدین کا سا قید کیا اور اس کی راز فوج حاصل ہوئی اور اس کی قیمت کا سبب بنی
 حضرت وانا نے ان کی بہاری سمیت وفات سے فتح و رفاقت کا تمام حال دشمنوں کو بیان
 فرمایا مدت کے جڑھ پہنچا جو حضرت وانا کی مانی مانی باتوں کے موافق تھا

وفات کے بعد علی علیہ السلام حضرت وانا کے ساتھ جہیز ہو گیا وہ جمع ہوئے ورنہ ہرگز
 بلکہ کہیں وہ میرے پاس آیا اور بہت گریز کی کہ میں اس کے حال طرف توجہ نہ
 میں نے کہا جاؤ شہادت قدم رہو دشمن سے مت ڈرو اس سے کہہ دو کہ اس کی قلعہ میں
 اس پہلے تو رہو گے اس کے صف میں ساتھی تھے ان کے ہار جنوں نے شہر میں دیکھے نہیں
 شہادت قدم رہے دشمنوں کے رہے جس کے بعد وہ قیلا کی جودت میں کھوٹے ہو گئے
 وہ رہے دشمنوں کے رہے ورنہ اس کے ہار ہو جاتا تھے

وفات کے بعد علی علیہ السلام حضرت وانا کے ساتھ جہیز ہو گیا وہ جمع ہوئے ورنہ ہرگز

"وہاں نہ رہی۔ اس کا بھائی محمد سلطان بہت غمگین ہوا۔ اس نے مجھ سے التجاں میں نے بہت
 توجہ شکر میں یہ ایک خیمہ میں جا کر دیکھی لیکن مجھے نہ ملا میں نے اسے مردوں میں ناش کیا۔ ہمارے
 میں نے شکر میں دگر نظر ڈالی میں نے دیکھا کہ وہ بیمار سی سے صحتیاب ہوا ہے غسل کر کے
 تہہ ہی نہایت چمک رہی ہے پر مینھا ہو ہے ورنہ ہمارے کھانا ہے میں نے اس کے بھائی کو
 تیار وہ دو تین ماہ بعد کیا ورنہ قہقہیل سے قصہ بیان کیا۔ راقم الحروف اس کے ساتھ
 نہ رہا۔ پھر وہاں نے یہ کھوٹا خرید تھا اس نے سے حضرت ورا کو دکھایا۔ اپنے سے
 جہد میں یہ نہ ہوا۔ اور ہمارے یہ فقیہ بھی وہاں موجود تھا فرمایا کھوٹا تھا۔ لیکن اس کی عمر
 مے سے اس کی ایک بیوی تھی جس کی پرغنی و رہزانی سے ننگ کیا ہوا تھا۔ دوسرے
 کو رہزانی سے کھوٹا ہے پر غریب ہو جائے تو ابا حرق ہے اس کے سکرانے و فرمایا ایسا ہی
 ہوا ہے۔ یہ جہد کے لئے ہے۔ اس کی عورت مٹی کھوٹا ہے۔ اس نے غمگین کیا۔
 فہم تھے۔ یہ مٹی تھیں۔ اس نے مٹی سے کھد روپے پیش کر کے دیکھا۔ یہ یہی
 بنا ہے۔ جہد میں نے ان روپوں کو دیکھا تو مجھے ان میں تاریکی دکھائی دی۔ بھابہ مال رختہ سے
 اس کے رختہ ہو کہ ایسا ہی تھا۔

زمانے کے زمانہ میں یہ سہارن پور میں ایک جوبلی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ وہ پیش ایک
 مہاراجہ کی عورت میں رہ رہا تھا۔ ہنس و مذاقت جی نہیں تھی اس کے بعد بھینٹا ہوا کہ یہ جوبلی
 اس کے ساکنین کو بڑا نقصان پہنچے گا میں سے وقت باہر نکلا۔ سلطان خوش کرتا رہا
 یہی جہد میں کہ یہ پڑھان نہ ملا۔ ہونکہ بادشاہ کا شکر ادا ہو تھا۔ ماما جہد کی جوبلیں بھرتی ہوئی
 تھیں۔ جہد کے بعد ایک غیر آباد قلعہ میں گیا جو ضلع قنبراہل شہر سے سب سے ایک ماہ سے
 بعد اس کے لئے بہار میں کا سبب دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک ہندو کی ملکیت
 ہے جس کا یہ جہاد ہوا۔ یہ بتاتے ہیں جو شخص یہاں سکونت اختیار کرے وہ سے تکلیف
 ہو۔ اس میں نے ہانڈی خوف میں مقبور سے کراہی میں میں نے اسے یہاں سے ہٹا دیا۔
 اس کے بعد اس نے یہاں سے ہٹا دیا۔ وہاں سے اسے وہی روز کوئی اور میں جوبلی میں
 اس کے لئے بہت پریشانی۔ اس کے گھوڑے ہال ہو گئے۔ اس کے بعد وہ جوبلی ظاہر ہوئے۔

اس نے کہا۔ اس جگہ زندہ جوگی دفن ہوئے ہیں۔ اس جگہ رہنما من سب نہیں ہے میں نے پوچھا کروں کہاں دفن ہوئے ہیں۔ اس نے ایک طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا تم یہاں بہت غلط بنائیں گے وہ چلا گیا اور جاکر اس نے جادو کیا اس جادو کا نام نقصان کہہنا چاہیے۔ چنانچہ ایک روز وہ میرے والد ماجد خدمت میں آیا اور کہا کہ تمہارا لڑکا غیب سے دکھائی دیتا ہے۔ انہوں نے غیب سے جھوٹ فرمائی میں نے کہا۔ پہلے اس سے پوچھئے کہ میں نے سے کیا دکھ دیا ہے۔ کھابیاں دی میں خود بانگھ سے مارا ہے یا کس سے پٹو یا ہے۔ انہوں نے پوچھا تو اس نے کہا اس میں سے کوئی چیز بھی نہیں بلکہ جو ہے جن سے ہمیں مر دارا ہے۔

فرماتے تھے کہ دولت آباد کے نواح کا ایک سید اپنے بھائیوں کی جماعت کے ساتھ مضر میں تھا ایک روز قضاے حاجت کے لئے ایک پرانی عمارت میں گیا وہاں سے چپیاں نکلنے لگیں ان میں سے ایک پری اس سے لپٹ گئی وہ اس پر فریستہ ہو گئی وقت فوقت اس کے لئے متسل ہوئی اور بیمار شدہ بیمار ہوئے رہے۔ ہر چند اس نے سے دور کرنے کی کوشش کی مگر وہی نہ روئے نہ ہوا۔ آخر وہ رگڑی پھوڑ کر نیری طرف روانہ ہو گیا۔ اس سفر میں بھی وہ پری روزانہ اس کے پاس آتی رہتی جب فریاد میں پہنچتا تو وہ پری حاضر ہوتی اور مجھے رخصت کیا کہ اب میں تجھے نہیں مل سکتی جب یہاں پہنچا تو روز بروز چھوٹا ہوتا گیا۔ درود یہاں سے بغیر کسی علاج یا تحوید کے باطل جاتی رہی۔ فرماتے تھے ایک نعل کو جن تکلیف پہنچا تھا۔ اس کے کھوڑوں نے یہی کی صرف رہ کر کیا میں نے کہا کہ اس کے پاس میرا پیغام پہنچا دو کہ فلاں کہتا ہے کہ اس جگہ سے دور ہو جاؤ۔ ورنہ تمہیں تکلیف پہنچے گی۔ انہوں نے پیغام پہنچا دیا۔ مگر وہ نہ آیا میں نے یہ باتم نے یہ نام اس طرح تفصیل سے نہیں دیا کہ دوسرے ماحول سے متاثر ہو جائے۔ دوبارہ بارگاہ میں طبع سے کہو۔ انہوں نے بارگاہ میں ملوث سے کہا۔ اس کے بعد اس نے کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور مطلق فرماتے تھے اس معاملہ کو اس نے ایک مرتبہ سچ پر جادو کر دیا۔ اس کے وقت میں یہاں نہ تھا میں گیا۔ ایک جوان کی صورت نظر آ رہی تھی اس کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ جوتا، رات اس سے وہ اٹھواں ہو کر فرما ہوا فرماتے تھے۔ دوسری مرتبہ انہوں نے جادو کیا میں نے خوب میں دیکھا کہ ایک تاشی شخص متسل ہو جو تاشی نیزہ پٹا تاشی گھوڑے پر سوار تھا۔ پھر پھر

میں نہ کوئی ہو۔ آپ نے فرمایا میں نے سارے مشاغل میں دیکھا ہے کہ لوگ فرخ میر کے تخت کو مٹ لینا چاہتے ہیں جس نے مائے ستم میر کی خاطر چھوڑ دیا کیونکہ فرخ میر کی کوئی زیادہ وقت نہیں نہ فرخ میر سیر حضرت وائی وفات سے چار روز بعد فوت ہوا۔

حضرت وافر ماتے تھے سیر بھی صلاح نہیں تھا ہو گیا اور سب کی زبانوں کی نیابتی رہی میں نے بہر صورت اس شخص پر یہ کہ حکم دیا میر کے دل میں جو شہنشاہ پیدا ہوا اور وہ تین چار دن اور زندہ رہا۔ فرشتہ حاضر ہوا اور اس کی نعلوں اور صحت کی بشارت دی۔ اسی وقت سے چھینک آنی اور اس کی زندگی بوش آنی۔ رقم بیوقوف سے قلمتہ میں خود حضرت وافر کی عمر ساٹھ کی بولی تو اس نے پندرہ تالیف جو سن کے تقدیر میں ایک اور بیٹا دیا جانا ہے اور بعض خاص دوستوں کی زبان سے یہ کہ وہ مولود نسل فیاض تھا چہ پہلے کا۔ اس کے دل میں دوسری شادی کی کہ سے گائیاں پیدا ہو کر چار پندرہویں سن تک زندہ رہا۔ یہ مہاجر سنا تو سن کی خواہش ہوئی کہ یہ فرزند ان کی بہرہ دہشہ سے ہو کر اس فقیر کے حلقہ کاروں سے شادی کرے۔ شادی ہوئی تو بعض نے انھیں نے بیان کیا کہ میں شادی کے زمانہ میں تھا۔ حضرت وافر نے اس بات کو سنا اور فرمایا میری کہانی سہرہ بقی ہے اور میرے فرزند پیدا ہوں گے اس کے بعد شہنشاہ زور سے دربار فرمایا۔ فقیر بھی پیدا نہیں ہو سکا۔ یہ ایک رست حضرت وافر نے تہجد بزار سے لے کر فقیر کی والدہ بھی وہیں شہنشاہ کی بہن بن کر رہا۔ فقیر نے انھیں سے فرغت کے بعد حضرت وافر ماجد نے دعا لے لے کر فقیر کی والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ ان کے زمین دو ہاتھ ہیں بہرہ دہشہ حضرت وافر کے فرمایا کہ یہ دو ہاتھ ہمارے فرزند سے ہیں جو پیدا ہوئے۔ اما سے فقیر کا رستہ اس کے بعد فقیر پیدا ہوا اور سات سال کے بعد ماجد تہجد میں والدین کے ساتھ شہنشاہ ہو کر اس طرح بیان کے زمین ہاتھ تھکتے تھے۔ تاہم اس کو یا ہی اس میں قلع جعید بنی حقا۔

یہ فقیر بھی شہنشاہ کی سب سے چاہت میں نہیں کہ وہ رستہ میں تھا بہنیت و لے ایک بہن ہارن کو فی بیس سال تک روٹی کی پات دو ہاتھوں کے سبب دوسری بھی دی اور مایہ پیرہن چاہتے تھے۔

حضرت والد اس میں بھی چاہتے تھے کہ تبریک نہ تھے اور سے تعجب و حیرت و بے خودی نہ پہنچنے
دینے تھے یہ وقعت حد و شمار سے باہر میں بعض تو بہت میں جماعت شیعہ، بعض مومنین تھے
درجہ تو بہت میں اس قدر بے بخش ہوئی کہ ان نے جان کا خوف نہ کیا، انہیں اس قسم کی
تو بہت سے آپ نے اجازت فرمایا اور اسے پسند نہیں کرتے تھے۔

ایک روز منسورہ قصبہ ریماب پور میں جمع ہو گئیں اور قسود کے تشریف سے مطالبہ کیا
فیصلہ دل کو اس جماعت پر تو بہت کاظم فرمایا کہ زمانہ کی عیب و تائید ان میں نظر نہ آئی یہاں تک کہ
اگر ان میں سے بھی چاہا، اسے عیب سے پہنچا، ان کو قسود میں سے زیادہ ہو گئی و بعد علم
دلوں نہ رہتا تھے، اور ان دیکھی باتوں کو منشاء فتنے کے وقعت بشمار میں ان کے
مخلصین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس قسم کی بات چھڑکتی جو اس نے دیکھی میں بیان کرتے
ہو، فقیر شاہ ولی اللہ کی غرض حضرت والد سے خود سنی ہوئی باتیں بیان کرنا ہے۔

وعلى نضن واصفيله بوصفه یعنی الزمان، فیلہ ما، یوصف
مقدمہ آشت و بیایان سید عمر ما چنناں در اول وصف تو مانده یم

حضرت والد ماجد کے ملفوظات

حضرت والد فرماتے تھے میں کبھی تمہارے ایک مشہور بزرگ مذاقات سے ملے یہاں پہونے
فرمایا ایک مرت سے دو خطرات میرے دل میں کھستے تھے، اور ان دونوں سے طمینان نہیں ہوتا تھا
ایک یہ کہ سنا رہتے ہیں کہ رویت حق سبحانہ و تعالیٰ دنیا میں آنکھوں سے محال ہے حالانکہ ہم
حق سبحانہ و تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں، ان کے قول کے مطابق آنکھوں سے دیکھنی ہوئی
چیز کا انکار نہیں کیا جا سکتا، پہلے صوفیاء نے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے پہول نے
کہا ہے ۔

دیدہ رفاندہ آنست کہ دہر بند ورنہ بیند چہ لود فاندہ بینائی نہ
آنکھوں کا تو جی فائدہ ہے کہ دہر کو دیکھے اگر وہ سے نہیں دیکھتی تو بینائی کا پھر کیا فائدہ
میں نے کہا معلوم نہیں اس شعر کے قائل کی مراد حقیقی ہے یا مجازی اور پہول کی صورت

ہیں تو یہ باب شاہ ہے لیکن جو اپنے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا ذکر یا ہے تو یہ بصیرت کا
بعض شاہ ہے آپ اپنی آنکھوں کو نہ کھینچتے۔ انہوں نے بند کر دیں۔ میں نے پوچھا اس نے کہ
کہاں باقی ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا باقی ہے میں نے کہا یہ شہادہ و علامت ہے۔

دوسرے خدشہ یہ ہے کہ فرقہ شنیدی کہتے ہیں کہ ہم جب سالک پر توجہ دیتے ہیں تو ہمیں
صبر و ثبات اور بنوادی حاصل ہو جاتی ہے۔ حقیقت ثابت ہے یا نہیں
کے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وہاں ثابت ہے۔ اس قسم کی بات کسی باتیں
میں نے دیکھی ہیں بلکہ اس قسم کی تاثیرات مجھے بہت ظہور پذیر ہوئی ہیں کہنے کے آپ نے
یہ کہتے ہیں کہ یہ تو نہیں ہوتی اس جہد ان کے رشتہ درویش میں سے ایک شخص نے میں نے
دور دور پر اسے سامنے بیٹھا جواقت وہ بے ہوش ہو کر رہ چلا۔ نہیں شک ہے کہ یہ کہ دور
سے وہ بے ہوش ہو گیا ہے میں نے وہاں میں سے کچھ بھی نہیں میں نے تاثیر کی ہے جب تک
شخص ہوش میں آیا اس سے انہوں نے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا کہ تو بے ہوش ہو کر رہ پڑا میں نے کہا میں
اس سے روادہ نہیں جانتا کہ ان کو غفل تو جہ کرنے سے ایک نور ان سے نکلا وہ مجھ میں داخل ہو
بادیہ ہوش حالت میں رہے انہوں نے کہا کہ مجھے علیین یقین حاصل ہوا۔ لیکن بھی حق یقین
میں میں نے با آپ صاحب شاد ہو رہے ہیں۔ ورنہ ملوثی کی ایک خاص تاثیر ہے مصلحت
ہیں ہے۔

کہ خوف کہتا ہے کہ مکہ معظمہ میں ریختہ دم بنوری قلم صرف کے تبعین میں سے ایک
بزرگ نے جہد حرم میں ملا جو رویت حق سبحانہ و تعالیٰ کے دنیا میں قابل تھے پر نے ایک
وقت پر یہ قسم بیان کیا انہوں نے اعتراض کیا کہ جب تک سبحانہ و تعالیٰ بہت اور حال میں
نہیں نہیں ہے تو میرے دیکھنے والے کو کھل چلیں بلکہ کے ڈیٹ کے دیرین روک اور حجاب
نہیں رہیں اس نے ان کے ہاں بند کرنے کے باوجود مشاہدہ قائم رہتا ہے اور بصیرت میں
نور و نفاذ است میں بظاہر میں نے با حقیقت رویت عرف عام میں محض شاف ہے جو کچھ
خون سے جاری تو شاد رہتا ہے ملا جال نے بحث رویت معاویہ میں اسے بیان کیا ہے
یہ کہ شاف جو کچھ میں بند کرنے اور کھولنے کے بعد کلیساں محسوس ہوئے رویت نہیں

نہیں کہہ سکتے۔ واللہ اعلم۔

فرماتے تھے میرے ایک ہم سبق نے مجھ سے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنے نبی کے ذریعہ
 روزی پہنچاتا ہے اور اس طرح تمام دوسرے لوگوں کو بھی ہمہ اور آپ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں
 کہ حقیقی رزق حق سبحانہ و تعالیٰ ہے تو پھر فرق کیا ہوا میں نے کہا تم مخلوق کے حرف توجہ جو ان
 کیلئے توجہ مان سے تمہیں طبع ہے اور ہم خالق کے حرف توجہ ہیں اسی سے دیکھتے ورسی سے
 طلب کرتے ہیں۔ اس نے کہا فرق واضح نہیں ہو۔ میں نے تصدیق کیا یا فرمایا بغیر تصرف کے
 خدا تعالیٰ نے مہربانی فرما کر فرمائی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ تجھے پھر روپے انہیں بدیدہ دینا
 چاہیے۔ یہ خیال قوی ہوتا گیا یہاں تک کہ وہ بے اختیار موبار میں نے اس مدیہ کو قبول کرنے
 سے انکار کر دیا۔ دیکھ وہ دھوپ میں کھڑا نہ رہی ورتھ خراج کرتا رہا اور کہا مجھے معلوم ہے
 کہ اس رقم کو قبول کرنے میں میری سعادت ہے اور رد کرنے میں بدبختی۔ میں نے اسے قبول کرنے
 کے لئے بعض سخت شرطیں عائد کیں وہ بھی اس نے خوشی خوشی پوری کر دیں۔ اس کے بعد میں نے
 کہا تم میرے دروازہ کی چوکھٹ پر رکھ دو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہاں سے ایک بھگوان گذر رہا
 تھی میں نے اسے اشارہ کیا کہ اسے اٹھائے اس کے بعد میں نے اسے کہا تمہیں کچھ معلوم ہوا کہ
 تمہارے امرار سے لینے اور سنا سے تم سے لینے میں کیا فرق ہے۔ اس نے کہا اب اچھی طرح واضح
 ہو گیا اور کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔

فرماتے تھے مجمع غلیظ تھا شہ کے تمام موفیا اور علما جمع تھے۔ وہاں کسی شخص نے سوال کیا

کہ خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔

ام ورجوں بال تو ہے پردہ ظاہر ست درجہ تم کہ وعدہ فرد بے نصیبت
 وہ یہ بات اس کے خلاف ہے جو کتب متقدمہ میں لکھی ہوئی ہے کہ رویت حق سبب نہ ونب میں
 معتنع ہے ان دونوں باتوں میں منافات ہے۔ ان میں مطابقت کیسے ہوگی۔ اس مسئلہ میں بڑا غلط
 ہوا اور خطویل بحث مباحثہ کی نوبت پہنچی۔ اس کے بعد انہوں نے میری طرف رجوع کیا۔ میں نے
 دو یقین کو خاموش کرنے کے بعد کہا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ خدا تعالیٰ محتجب ہے
 محبوب نہیں ہے۔ خواجہ حافظ اپنے شوق کے تقاضا پر کہتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ محبوب نہیں ہے۔

رویت بالمعنی ہے۔ اس کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ اس قدر لکھا اور نسخہ دیا۔ ناقص نقل کرتا ہے کہ بادشاہ نے اس رقعہ کو اپنی بیب میں محفوظ رکھا جب نیا لباس پہنتا اس کو اس کی بیب میں محفوظ رکھتا یہاں تک کہ سات برس تبدیل کرنے فرصت کے وقت اس کا مطالعہ کرتا اور روتا تھا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اس قسم کا نقشہ بہادر شاہ کے بیٹے عظیمہ شان سے بھی منقول ہے کہ اس نے عجز و انکساری اور طب و عاقل پر تل رقعہ لکھ کر کھپیا اور کہا کہ آپ خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت کے لئے شریف الہین اور اس بہانہ سے ہماری ملاقات ہو جائے تو اس میں کیا حرج ہے فرمایا۔ ان اللہ لا ینظر لی صورکم و اعماکم انما ینظر لی قلوبکم و نیا نکہ میں ان امور سے فریفتہ نہیں ہوتا۔

شیخ احمد سرہندیؒ کی اولاد میں سے شیخ نقشبند نامی ایک بزرگ نے تبع میں بہار صوفیہ کا یہ طبقہ جدید حارف نہیں رکھتا۔ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ پہلے بزرگوں کے اقوال میں حضرت والا نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ اس طبقہ کے بعض لوگ خاص طور پر ایسے جدید معارف رکھتے ہیں کہ اس میں کوئی مقلد نہیں ہیں۔ انہوں نے بہاؤ پھرن میں سے کچھ تیس بھی لے کر لکھنا تاکہ اس کی حقیقت ہم پر واضح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کلمہ و لاس علی قدر عتولہہ کی مد مقرر ہو چکی ہے۔ اس لئے عام مجلس میں ایسے امور ظاہر نہیں کرنے چاہئیں۔ انہوں نے کہا اس مجلس میں اشریت اہل سلوک کی ہے۔

حضرت والا نے فرمایا معرفت کے اشرار ایک نکات کے سلسلے میں بہت سے اہل مد عوام کا حکم رکھتے ہیں۔ جب انہوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ شیخ بطلانی کا قول ہے کہ نہایت الصدیقین بذیت الانبیاء و مال صدیقیت آغاز نبوت ہوتا ہے، اور اکثر اہل استقامت اسی راہ پر گامزن ہیں مگر ہماری حرمت کا کچھ اور تقاضا ہے جب حضرت والا نے بات یہاں تک پہنچائی تو شیخ نقشبند کی پیشانی پر پیل پڑ گئے اور ناگوار کی اثرات ان کے چہرے پر ظاہر ہوئے حضرت والا نے اس خیال سے کہ شاید نقشبند اس دوسرے قول کو پسند کرتے ہیں کہ آسولایۃ افضس من الغبوت لا فرمایا میرے نزدیک نہایت صدیقین و مبتدیانہ و ایمان بزرگانی کی نشانی رکھتا ہے۔ جسے نبی کے بغیر کوئی عبور نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد وہ

واقعہ جو یہ مذکور ہو کہ اس خوش سونی سے بیان کیا کہ تمام اہل مجلس نے قہر کیا اور شیشہ نقوش مند
نہاں خوش ہو کر رہ گئے کہ بائیں سبٹ کی بات تو روشنائی سے ٹکھی گئی ہے مگر پ کا قہر
آپ زار سے لکھنے کے لائق ہے۔

نقل مذہب کہ حضرت مولانا کٹر اور میں مذہب حنفی کے مطابق عمل کرتے تھے سوائے
چند چیزوں کے جن میں حدیث یا وجدان بنا پر دوسرے مذہب کو ترجیح دیتے تھے ان
میں سے ایک یہ ہے کہ قندار میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور خانہ جنازہ میں بھی۔ ایک دوسرے
مذہب میں بھی شیخ عبدالاحد نے بحث کی اور اپنے اسلاف سے نقل کیا کہ صحیح بات یہ ہے
کہ بادشاہ نے سامنے اپنے احوال سننے کے لئے ایک جماعت کھڑی ہو تو ادب یہ ہے کہ تمام
دُعا کا مس کے سپرد کر دیں نہ یہ کہ ہر شخص اپنی اپنی کہے جائے حضرت مولانا نے فرمایا کہ یقیناً
مع غدار ہے۔ مائیں میں۔ عا اور حضور کے ساتھ مناجات اور تہذیب نفس ہے چنانچہ حدیث
اصولاً نہیں لہذا بقدر بقاء حقہ الکتاب اس پر دلالت کرتی ہے اور خدا تعالیٰ اس میں
نہ کہ گرتا مہمان یک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور ہر شخص اپنی اپنی زبان میں کوئی چیز کہے تو
بہان مناجات سننے میں دوسری مناجات غل نہیں ہوتی۔ ہم اس بات پر آئے کہ قرأت بعض
وقت اس کے فضل کا باعث ہوتی ہے لیکن اس زمانہ میں اہل زبان سے الحمد للہ بہت
بڑی جو یہ تحقیق معلوم ہے اس کھڑے کوئی ترجمہ نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود مائیں کی تشویش سے
ترجمہ نہیں ہے۔ کاتب حروف نملات کے ضمن میں کہتا ہے کہ شد تعاد کا قول۔

وَذَقَرُوا الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَانصتوا لعلکم ترجعون بھریہ نازل
ہیں مگر قرأت پر دلالت کرتا ہے اس کی تاویلات تفاسیر میں مذکور ہیں۔

تفسیر کی ایک روز دوم حضور میں گفتگو شروع ہو گئی شیخ عبدالاحد نے کہا میں سے
انہدیک میں کن تعریف یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی طرف متوجہ ہو یا
اس میں نے تو غیر پوشش کے تازہ ہو جائے۔ فرمایا یہ معمول محنت سے حاصل ہو جاتا ہے اس کی
تعریف یہ ہے کہ نصرت کی طرح بصیرت میں مرغیر مختلف ہو جائے کاتب حروف کہتا ہے کہ اس
شخص نے بہت کا دوں ہو رہی ناتی نہیں ہوا ایک نام کا مختلف ہے اور اس شخص نے نسبت

مذہبی سے شہل میں آتا ہے کہ ہر صہرت خود کو وہاں پہنچنا چاہیے اور آستانہ ہوتی کا شرف
 حاصل کیا چاہیے۔ یہ مجبور ہوں ہشت ہی مذہبی اسباب کا حویلیا نہ ہونا اور ہستی کی کمزوریوں منزل
 مقصود سے متصد رہے ہیں لیکن شب و روز آپ کے جمالِ مخبر کمال پر شفیق ہو کر بارگاہِ بزرگی
 میں سونے کا نور کا بندھی و خیر و خوبی سے مہر آئے۔ نئے قلبیٹ عجیب للہ العباد
 ہستہ خدا کے شکر ہے کہ ماوجود اس ظاہر داری کے یہ ناکارہ آپ کے فیصل سے بہرہ فرمے
 یہ روز و شب طینان سے زار رہا ہے خفتیاں ہیں قدر و نما ہوتی میں ہی قدر و ترقی
 و بہتائی ہیں محبوب کی بیا رہی ہے بہت ہی مصہبتوں کو متقصن ہوتی ہے۔ بل بہت کی
 ہستہ پیچیدہ ہے علم اس کے انعامات سے زیادہ اسے لذت حاصل ہوتی ہے۔

نور کے سر ہر د مراد محبوب زو صل ہرز بار خوش تر

مصدق فیضیاب ہو گا۔ اگر آپ کی باطنی غنایات جو فی الفور دستی میں آتی ہیں کسی شخص نے تو ہمیں تو دور
 شوق سے قریب تھا کہ بلاک ہو جاتا لیکن چونکہ آپ نے فرمایا ہے۔ میں تیرے طرف متوجہ
 متوجہ ہوں گا اور غامضانہ توجہ سے توفیق میں حاصل کرے گا۔ دل بوس سے کچھ لینا حاصل ہے
 بلا میں ہمہ شرف صحبت کا شوق ہے مید رکھتا ہوں رحمت ملک پاؤں کا شرف حاصل نہیں
 ہوتا غامضانہ توجہ عنایت فرمائیں گے۔ ہفتہ میں اپنے توجہ کے لئے جمعیت کا دن مقرر فرمایا۔
 تھا یہ کہ دن کو بھی توجہ کے لئے مقرر فرمادیتے تاکہ ہفتہ میں دور و نہ حق پہنچو فرمائیں
 تو اس طرح پہلے سے زیادہ کام میں شادمان حاصل ہوں امید ہے رومی و خورشید و شرف
 قبولیت بخشیں گے۔ جمعرات سے روز حسب نفرمان نہ رکھنے کے بعد انتخاب کی طرف متوجہ
 ہوتا ہوں۔ اب غرض اوقات عجیب غریب کفیات ظاہر ہوتی ہیں خصوصاً پندرہ و ستر ہوت
 کو بنائیں طرف متوجہ تھا کہ نسبت شعاعوں کی صورت میں مکمل حیرت پہنچو۔ پہلی قریب تھا
 کہ نسبت کے اعتبار سے مدجوش و بخود بخود زمین پر گر پڑتا کہ اس وقت میں مغرب کی نون
 صد کی کئی شغل نامزد میدان میں آجائے کہ وجہ سے اس میں پختہ ہوئی۔ میں درجہ ستر
 اوقات مغلوب نسبت ہو جاتا ہوں پہلے کیفیت بھی کبھی ہوئی تھی مگر بدھی سے طبیعت
 گوشہ نشینی کو پسند کرتی ہے علی مشاعر انندیر معاش لڑنے لگتی تھی نہ وہ کی ایوں نہ ہیچیت
 ان سے متنہ ہے۔ ایک واسطہ میں پڑھنے کو جی میں چاہتا رخصت کرتے وقت آپ نے
 پنی زبان کو نشان سے فرمایا تھا تو ہمیں اصل نسبت حاصل ہو چکی ہے۔ پابندی کرنے سے یہ
 روز بروز زیادہ ہوں ورس کے اثرات کم ہونے لگے ہیں۔ یہ توجہ سے میں آپ کے فرس
 کے مطابق ہوں۔ ایک روز ہوں ان زبان نسبت ضبط ہو جاتی ہے اور اس سے خاص شہ
 نل رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ کے اہل و علم سے ہے۔

من آن فہم کہ بر تو چہ ری اندر حلق ہرگز تھوہ باری

اگر بر روید از حق حد نہ بزم چو سکوشتی شکر و طغش کے تو نہ

میں جی میں جس پر بر تو باری حلق و ارم سے پانی برساتا ہے۔ یہ سب کچھ سے ہونا نہیں
 بھی نہیں تو ہی سوسن و احسن کا شکر و ادائیں کر سکتیں۔

میں تندرست و جوان ہوں۔ میری طبیعت میں کچھ بھی نہیں ہے۔ میری طبیعت میں کچھ بھی نہیں ہے۔ میری طبیعت میں کچھ بھی نہیں ہے۔

ساری در طلبِ رشتہ نگو در بدرم
روشنی نما و خدا صمسن آریں در بدری
متر سے رنجِ غم کی تلاش میں مار مار پھر رہا ہوں۔ مٹی جھٹک دھکا کر مجھے اس کو پیہ
مڑی سے نہایت دل۔ ان پرکاشنی ہو جو سیدھی۔ وہ پر چلتے ہیں۔

باب و شہزادہ حضرت والہ کی خدمت میں کھانا۔

تبعہ کو باجوہ فیض و برکات آپ کے زینہ گزرنی ایک پتے میں حاصل ہو میں ان کی تفصیل
میں ہیں یہ نہیں سمجھ سکتی تھیں یہ کہ بہت سی فتوحات باطنی جن کا میں بل نہیں تھا آپ
و فدویان و بہت سے حاصل ہوئے اور نفس کے بہت سے دوسوئوں سے نجات ملی اور حوائی
نفس کے مختلف مقامات پر ناز ہوا نہ

در این من این شود بهر می
 یک سکه نو از سبز رنگت گفت

[illegible]

۱۔ یہ عجیب معاملہ ہے عارف جناب کے شوق کے وقت تو یہ کچھ ہی ممکن باقی ہے۔
۲۔ جناب کے خیال میں وہ بہت سے مرتبے پر پہنچیں گے لیکن ہر مرتبے میں شوق جس قدر

زیادہ ہوتا ہے۔ ان کی بات بھی زیادہ بڑی ہے۔ احقر کو یقین ہے کہ مگرین کی باتیں تو کثرت سے
ہیں وہ سب آپ کی توجہ سے بوجھ میں آنجانب کی ایک توجہ ایک سوچا لیس ساری عادت سے
ہے۔

گرا از جانب معشوق نباشد کشتہ

گو شش عاشق بیچارہ بچائے نرسد

حضرت وار نے ان کو جواب میں لکھا کہ ذات الہی میں گم ہونے والے عرفان و ایمان کی باتیں
توجہ سے کرنے سے قوت سے مشابہت اور حضور کی حق میں دوامی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ ہر تپا
کچھ لوگ اس کیفیت سے متاثر ہوتے ہیں لیکن پھر تاثیر نہیں ہوتی۔

ہر شے شوق بہ نسبت و امی کیفیت حاصل کرتے تو کیفیت و کمیت سے
انہما سے غلط ہر خطہ نقلی رہتی ہے۔ اور تمام ہستی موجود ہیں پر وہ چل باقی سے عذاب
کو جو حقیقی عطا ہوتا ہے اور عام شہود میں وجود ممکن ہے کے آثار کل طور پر ظاہر ہوتے
ہیں و جو حقانی کے انوار و آثار انمول پر نظر ہوتے ہیں دراصل قرب و فاصل سے متاثر
گنہ گزرا قرب و فاصل کے مقابلہ میں جانا نہیں سب تو نور انسانی پیدا جانور بھی سن بہت سے متاثر
ہوتے۔ پناہ پر خدشہ نامی فقیہ کا ایک مخلص جس وقت بھی جذبہ آہ کی کیفیت سے متاثر
ہوتا تھا تو اس کا صورت اچھلنے سے رک جاتا تھا جب وہ اس نسبت سے غلبہ ہو جاتا تھا۔ حضور
زین پر جاتا تھا جب اس سے بھی زیادہ غلبہ اچھل جاتا تھا تو گھوڑے پر بھی بندھ کر وہی طریق
برجوتی جس اوقات کچھ حیوانات نے اس فقیہ کی نسبت سے بھی متاثر ہو کر رونے پانی سے تیس
نیم دن تک نہ پچھو یہ ہے۔ بلکہ بعض تو اس روحانی نشے کی تاب نہ لے کر مر بھی گئے۔ ہر حالت
حقیقت کے ایسے فتنے و حیوانات کے متاثر ہونے کی باتیں تو حد تو اتنا کہ پچھو ہوئی ہیں اور
ایسے مشابہت کے لئے سے وقت ہوتے ہیں۔ بعض اکابر سے آثار قصہ کا مہیور س وقت
ہوتا جب وہ مہیور ہوتے تھے بعض فقر و غلبہ نسبت ہو کر ایسے آثار دھاتے تھے اور بعض
کا ملین ایسے ہو کر کہ میں جو جب چاہتے یہ قصہ فات دکھا سکتے تھے یہ عجیب بات تھی
قابل ملاحظہ ہے کہ جو ان کے دل میں بعض اوقات توجہ سے اپنے متاثر ہونے کا قیام ہوتا
ہیں اور پھر میں پھر متاثر ہونے کے بعد اس نسبت کو دور کرنے کے لئے میں بہت

ہاں ہاں نسبت آدمی نہیں لاتی کہ قدر کا لینہ ہے اور نسبت نہوت نسبت اور نسبت
 شوق سے پیدا ہوتی ہے اور اس نسبت کا تعین عملی ہے کیونکہ سبک حیف ترین مقامات میں
 پہنچا ہوا ہے

معشوق چون نقاب رخ بر نمی کشد ہر سہ کایت کند تصور چہ کند
 بلند نسبت رہا یہ سبک کی قدر و معنی قوت و توجہ سے ہر تہہ و ذریعہ ہی ہے کہ
 طیفہ بہ رنگ کو ایک حقیقت معلومہ کے سوا ہے حق نسبت میں کوئی معلومہ ہی نہ رہے ورنہ
 عقل و فہم کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے طیفہ بدرجہ توجہ سے خواہ پاکیزہ و صاف
 شفاف رکھنے کے ہے انتہائی متناہی کریں کہ متعلق کامل اور حضور و دم جو نامفاد
 کی انتہا ہے حاصل ہو۔ ورنہ بر مہر ان کی ربیہ، لہنتھی سے صرف تیارہ رقی
 ہے تاکہ اس حالت نظمی اور دماغی سعادت کے وسیعہ سے سبک حق ذاتی کے سے بلند
 پرانی ترمو ہوئے۔ یہاں نہ ہر باطن و قدس رو میں بہر حقیقت حق سبحانہ و تعالیٰ اور
 کچھ نظر میں آتا۔ وہ کل شیشی دھند لا وجہ کا راز بھی نظر ہو جاتا ہے۔

بہ نسبت نہ ہوتے نہ ہونے کے حقیقہ میں جنس، صفیاء و ذکیہ کو بتائے سونے میں ہی یہ
 نسبت نہیں ہے۔ یہ سبک سے ان صدق نیت و خصوص حقیقہ و بدو مت کمال طور پر حاصل ہو جاتی
 ہے پائے و تے باہر و شہارنے و ان شائیں رفقہ رہا و اسلیم

محنت، ان فراتے سے یہ ہر سہاں و تعلق نے مدخل و درخوی شغل و کس نہ
 چھوڑ دیا۔ پانی نہ ہمت درود چھنے و محنت صلی مدعیہ و سلمہ و صرف تہہ
 ہونے میں نہ کر دی چند رو میں نسبت و سہی فنا ہو جاتی و محنت صلی مدعیہ و سلمہ نے تہہ
 حاصل کرنے میں نے خود کو محنت سے ملقب کیا موانع اس تحقق بنایا نہ ہون پر وہ نے حق
 میں ہے و محنت صلی مدعیہ و سلمہ نے سے ہر تہہ سے ہر انتہا میں تہہ نہ ہوتے
 تھے نہ میں ہر تہہ کے ساتھ ہر کی رفاقت اور دوستی تھی۔ ایک میں سے ہر تہہ میں حضور
 صلی مدعیہ و سلمہ کو خود اس وزیر میں ہر تہہ تھے تھے تھے و خیر و بد و ہر تہہ میں ہر تہہ
 ہوں و کس حال میں ہیں حضور صلی مدعیہ و سلمہ نے تہہ میں ہوتے رہے۔ یہی چیز تہہ میں ہے ہر تہہ میں

نے جس شخص سے فرمایا ہے میں نے کہا ان لوگوں سے تمہاری قوت خفیلہ میں نہایت صحت حاصل ہے
 جس سے صحت برپا نہیں ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت حقیقی ہیں نہ کہ سنا ہوا
 اس بات پر حلی و اہل حیا نے تاکہ میں اس کی تصدیق کروں میں نے ہاں لیا کہ بہت کا معنی
 بابر و محمد کا کہ انھوں نے صحت میں مدعا علیہ روایت سے دریافت کر لیا کہ وہاں سے اس کے
 بعد کہ اب ہمارے جو علماء نے غرضاً حقیقی ہے تو معلوم ہو جائیگا کہ روایت حقیقی ہے کہ
 خیر و شر میں اس سے خلاف معلوم ہو تو حدیث خیال ہے اس میں بزرگ نہ ہوں آیات
 و حدیث خیال میں دران کا معنی پسند کرتے مطابق مراد چھپا اس کے چھپا نہ گناہیں کے
 اس سے واضح ہو گیا کہ یہ غیبت خیال ہے تو حدیث میں نہ ہوا سنا نہیں ہاں لیا
 باقی سے حقیقت روایت ہمیں ہے۔

حضرت وار کے ایک دوسرے میں کوئی حالت پیش آئی حضرت ابن عباسؓ بات فرمائی
 میں نے فقیر اشاہ میں سے ایک نزدیک ایک حقیقی ہے اور وہ یہ ہے کہ اصل وقت اس
 شخص سے روایت سے ساتھ مناسبت نام پیدا ہوتی ہے۔ اس حالت میں نیند و بیداری کے
 ہوتے ہیں ورنہ میں صورت کوئی نہ کرتے کے نہ ہفت ہے یہ روایت حقیقی ہے اور آپ
 میں جو ہمیشہ تفریح میں ورس میں حالت ہمیشہ میں کوئی فرق نہیں آیت و حدیث کے
 میں اشراف نہ ہونے کی اور وجہ ہو سکتی ہے۔ ورنہ یہ ہے کہ وہ مناسبت الٰہی حد تک نہیں
 چھوڑیں کہ چھوڑا کہ اشراف ہوتا یا ضعف مناسبت کی وجہ سے ہاں اس وجہ سے روایت
 میں اس وقت سے ہے نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف معلوم کے حقیقی ہے بہت نہیں تھی
 ورنہ میں نے نہ حضرت و اطراف کے نہیں کہ یہ کہ وہاں سے کوئی وجہ سے چھوڑنا
 یہ بات میں اس سے قرآن میں و حدیث میں

حضرت وار کے ایک دوسرے میں کوئی حالت پیش آئی حضرت ابن عباسؓ بات فرمائی
 میں نے فقیر اشاہ میں سے ایک نزدیک ایک حقیقی ہے اور وہ یہ ہے کہ اصل وقت اس
 شخص سے روایت سے ساتھ مناسبت نام پیدا ہوتی ہے۔ اس حالت میں نیند و بیداری کے
 ہوتے ہیں ورنہ میں صورت کوئی نہ کرتے کے نہ ہفت ہے یہ روایت حقیقی ہے اور آپ
 میں جو ہمیشہ تفریح میں ورس میں حالت ہمیشہ میں کوئی فرق نہیں آیت و حدیث کے
 میں اشراف نہ ہونے کی اور وجہ ہو سکتی ہے۔ ورنہ یہ ہے کہ وہ مناسبت الٰہی حد تک نہیں
 چھوڑیں کہ چھوڑا کہ اشراف ہوتا یا ضعف مناسبت کی وجہ سے ہاں اس وجہ سے روایت
 میں اس وقت سے ہے نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف معلوم کے حقیقی ہے بہت نہیں تھی
 ورنہ میں نے نہ حضرت و اطراف کے نہیں کہ یہ کہ وہاں سے کوئی وجہ سے چھوڑنا
 یہ بات میں اس سے قرآن میں و حدیث میں

زیر ذریعہ رہا تھی کہ وہ سبھی نے غصہ کیا کہ یہ قریب ہے
وہ اسے سزا دیا کہ یہ سبھی نے غصہ کیا کہ یہ قریب ہے

[illegible]

فقط تماشا دل نہ نہد شیں اور محراب و دروازہ موقوف ہو گئے خدائے متعالیٰ
سے کیا تامل و دوسے ایسے قلعہ نظر پیش کرتا ہے کہ غریب و غفلت سے ہم سب کی نیت سے
بیزار ہو جائیں مگر وہ بہتہ حضرت وادہ حق کلمات و تعداد کا ماحول ہے غیر رتوں کو
سہاوت سے زندہ رکھتا ہے بلکہ تباہ روح و جسم و قلب کا زیادہ نہیں کرتا ہے۔

[illegible][illegible]

قرآن و کتابت ہے۔ ہر آدمی کے دل میں ہندسے سے تمہارے مفاد میں ایک نیشنل موجود ہے اس
 نیشنل وجود کو جو اس کے عقائد سے مراد ہیں۔ اس نیشنل وجود کو تمہاری تعلیم و تربیت سے
 اس کے دل پر اب تکسہ اور اس کی تربیت کی شے ہو گا اس کی تربیت کا مطلب
 ہو گا حرکت کا اعتبار نہیں ہو گا۔

حضرت والا فرماتے تھے کہ موت کے بعد ترقی درجات ایک طے شدہ عامہ نہیں اس پر
 ایک شہال وارد ہوتا ہے کہ جب اس مام میں ایک عیسیٰ دس گنا مسوئہ ترقی حاصل کرے گا۔
 اور ہزاروں علماء کے مختلف مذاہب سے ترقی کر کے عیسیٰ دس گنا کے برابر ہو جائے گا۔ یہ عہد کے
 بعد ان کے درمیان درجہ کی ترقی کیا فرق رہ جائے گا۔ اس کا جواب بزرگ شافعی معلوم
 ہوا کہ وہاں ہر شخص کی ترقی غائب اپنے اپنے مقررہ مقام کے اندر ہوگی نیز کہ اس جہان کا ہر مقام
 اپنے اندر بے متبادلات رکھتا ہے نہ کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف رہائش و رفت
 لکھتا ہے کہ موت کے بعد ترقی مادی وجود کے تمام اجزاء ختم ہو جائے اور مومن قوت کے مہر
 کی وجہ سے ہوتی ہے اور ایک شخص کی نفسی استعداد پر پیدا ہو ہے وہاں اضافہ
 مقام معلوم نہ کر کے بعد جیسا انسان اپنی قوتوں و مادی وجود کے خالق ہزار کے منتظر
 ہوتا ہے وہی روح پیدا ہو جاتی ہے تو انسان اپنے اس مقام کو یقیناً و ستر علم

فرماتے تھے جب اس باس فخریتنا اور پانچا ہوں تو اپنی نسبت میں ترقی نفس کر ہوں۔
 رقم الحروف شاہ ولی شہد کہتا ہے کہ اس قسم کے مور آپ کی نسبت کو جتنے ہیں وہ سب
 حضرت والدہ جد سہل حائیں کے اس قول کو توبہ سناس عن ذلوسہ و
 توبتی عن قول لا الہ الا کہ متعلق فرماتے تھے کہ لا الہ الا اللہ میں نفسی و اثبات ہے۔
 جب کل سنی ہالٹ لا وجہ کا مشاہدہ ہو تو نفس سرچر کرے باوجود اس کے کہ نفس
 کے لئے نفس حقیقت غیر ثابت ہو گئی ہے لیکن یہ بھی جب غیر نہ کی طرف سے ضمیر و خیر و نور
 دل میں آتا ہے تو اسے مٹانے کے لئے نفسی و اثبات کرتے ہیں۔

فرماتے تھے آغا کا میں میرے ہم سبق شطرنج کی ایک کتاب لائے اور وہ اس کا مدد
 کرتے تھے لیکن وہ اسے سمجھ نہ سکے۔ وہ کتاب انہوں نے مجھے دی میں نے یہاں میں شطرنج کے
 مہروں کے نام و ران و چالوں سے بھی بے خبر ہوں۔ انہوں نے مجھے ان چیزوں سے آگاہ کیا پھر
 میں نے کتاب کا مطالعہ شروع کیا اس میں بڑے بڑے چوڑے منہ صوبے درجہ تھے و عبارت
 میں کچھ تحریف بھی تھی میں نے عبارت کو درست کیا اور اس کتاب میں تہ روزہ ایک دوپہر میں
 بیٹھا۔ شہر کا مدرسہ بہت خوش ہوتے اور سب طرح سے شطرنج بھیجتے تھے۔ نہیں دوس

میں میسر ہو گیا۔ اسی سکون، اُنک جانتا رہیں سخت پریشان ہوئے۔ جب چھپ چھپ میسر کی نظر پڑی تو بہت
 شہدائے گہرے اور اس کی کھیل یاد آتی حضرت حافظ صاحب سے اس سے نجات کیلئے درخت
 کی ٹوٹی ہوئی شاخ، یا تو ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روئی تربیت حاصل کرنے کے عادی
 ہو درود شریف بہت پڑھو اور اسی دیکھ میں اتنا روئیں کہ بہت درود شریف پڑھا اور حضور
 سے توجہ نہ رہی حالت کے بعد اس صیبت نجات ملی اس کے بعد مہر مل کے نام درہمیت کا
 طریق داغ سے محو ہوا۔ الحمد للہ۔

فاتحہ تھے وہ اپنے والدین کی خدمت میں کھانا کھا کر بیٹھ کر وہ ان کی خدمت میں
 ہوا۔ اس نے بیٹی زیادہ کی ضرورت ہے میں سمجھتا ہوں کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک بہت ہی آسان ہے
 بہت عمدہ ہوئے۔ چھپ سواک خوش ہو جاتے ہیں اور نہایت شہادت کی وجہ سے تھوڑے سے حسن
 سلوک کو بہت زیادہ شہادت کرتے ہیں۔

فرمانت ہے جب تھی سہی نہ تو اسی اس کی کوئی حالت یا کیفیت غایت فرماتے تو اس کی حفاظت
 ہوتی تھی کہ کسی اور کی چیز میں مشغول نہ ہو اور اس جگہ یہ حالت حاصل ہوئی ہے وہاں سے
 نہ لے نہ دے نہ بیٹے کو سمجھتی کہ مٹان تبدیل نہ کرے اور اس لحاظ کے سوا جس سے یہ بات
 پیدا ہوئی ہے دوسرے کوئی لحاظ نہ کرے جیسا کہ حافظ کا قول ہے۔

ایک بات فرمائی ہے میرے دوست جو دل بردست آری میں شہادت اس
 فرماتے تھے بعض خود ساختہ مشائخ ایسی باتیں کہتے ہیں جو فراست کشفی و عقلی کی تھیں ہوتی ہیں۔
 درستی چیزوں سے بے رغبتی کا مظاہرہ کر کے باور کرنا چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں انہوں نے حق تعالیٰ کیلئے
 تیسرے دینی میں۔ مگر ان چیزوں کی انہیں ضرورت نہیں ہوتی۔

اور جس پر فرماتے تھے کہ اس شخص میں شیخ سے مراد شیخ تہمتی ہے جسے تمام شیاد عطا
 ہو رہے ہیں۔ اس سے مراد وہ دل ہے جو طلب بغیر تدبیر سے خالی ہو اور فنون شیخ تصرف اور
 آف ہے۔

جب کہ ان لوگوں کی بات شروع ہو جاتی تو اس کی برائی کے بہت سے دلائل لیکن سے
 یہ تھیں۔ مگر یہ دیتے ہیں سے ایک یہ بات تھی جو آپ نے فرمائی کہ انہوں میں دو عزیز

تھیں ان میں سے ایک فاضل درویش و جوان مالک تھے۔ ان کے قباوت کے اثر زنجیر آتھا۔
 دوسرے شخص علامہ کا درویش تھا۔ قباوت سے بچا ہوا تھا۔ دونوں نے خوب میں بہت پندہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو ایک ہی رات میں اور ایک ہی انداز سے گویا یہ دونوں شخص فاضل
 تھے۔ دیکھ کر مجلس میں بیٹھ جوا تھا اور اس فاضل کو اس مجلس میں بیٹھیں۔ جائز نہیں
 سنتی اس عامی نے بل مجلس سے اجازت نہ لئے۔ سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ
 شخص قباوت میں ہے۔ اور نہ حضرت سے ناپسند فرستے ہیں۔ اس سے سنا کہ یہ نہ اچھا نہ ک
 تقاضا نہ کیا جاتی اسے یہ بات پہلے جب وہ اور فاضل دونوں کے درمیان ہو تو اس نے قباوت
 کہ وہ روز ہا جب اور سخت مزہ میں مبتلا ہے اس نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے وہی جواب
 دئے کہ بات بتائی۔ اس نے ہر آپ کو بشارت ہو کہ میں نے بعض میں مجلس سے اس کا سبب
 معلوم کر لیا ہے۔ اور وہ قباوت میں ہے۔ اس عزیز نے اس وقت حقہ اور نہ کوئی اور شخص
 تو اس کی رات وہوں ایک ہی مجلس میں ایک انداز سے خواب میں دیکھا کہ یہ فاضل جس کے
 نزایک بیٹھا ہوا ہے۔ اور نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہے۔ قباوت غیبات فرما رہے ہیں۔

فرماتے تھے ہمارے جواب میں سے ایک عزیز قباوت میں نہیں کرتا تھا۔ نہ کہ ان کے بیٹھے حضرت
 انہ میں کہے ہوئے تھے۔ اس نے خوب میں دیکھا کہ نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حضور نہ بیٹھ
 رہتے داخل ہونے کے بعد کرامت سے واپس چلے گئے۔ یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے تھا
 و کرامت کا سبب پوچھا فرمایا کہ تمہارے گھر میں حقہ چیم اور نہ ہے اور میں اسے ناپسند
 کرتا ہوں۔

فہم تھے کہ اسے حملہ میں ایک درزی تھا ایک روز میں نے اسے بلایا۔ ان کے بیٹھے کہ وہ
 گیارہ رات میں پرہیز تھے۔ اور اس پر کشن کی تیو کی رہتے۔ اس کا جملہ میں جمع کیا۔ میں یہ
 میں نے اسے باز میں کہہ دیکھا۔ مجھے ہر کی حیرت ہوتی میں نے اس کا حال پوچھا۔ اس نے کہ میر
 عجیب فتنہ ہے۔ میں اس فتنہ سے کہ وہ میں جا رہا ہوں۔ حالت میں دو ہیبت اس کے فتنے میں
 حالت میں پیش ہے۔ ان میں سے ایک نے مجھے قیدہ اور میں سے ہوش ہو رہا ہے۔ اور نہ فر
 کیا۔ اس نے فتنہ کا رکھنے کے اور میں ہمیں یہ میں دیکھا تھا کہ وہ اور نہ ہے۔ فتنہ

میں یہ بات کہ میں اسی جگہ پہنچا جہاں بت سے لوگ جمع تھے ان کے شکل و صورت انسانوں کی
 حالت نہیں تھی وہ مجھے نہ دیکھ سکا نہ میں نے کہا یہ وہ نہیں ہے جسے میں نے خدا کیا تھا
 وہ بتوں کی جگہ سے لات ہوا جب وہ میرے ساتھ واپس آئے پیچھے سے پھرنے لگی کہ اسے لاؤ یہ
 انہی کو توئی کہتا ہے تمہوں نے کہتے تھے کہ تم کہ میری زبان پر کہہ دیا میری زبان جس میں
 ان بات سے بے خبر ہو گیا میں نے دیکھا یہ ہے تو باقی بھلائے اور ان پہنچنے کی تیار ہی میں ہیں۔
 حضرت نے ان کے یہ روز میرے ساتھ باتیں کرتے ہوئے فرمایا اللہ سید عالم اللہ شہنشاہ عالم بخاری
 کے ہاں مسخا میں تھے تمہوں نے تمہا کوں حرمت پر ایک سالہ کھانا اس میں یوم تاتی
 اسماء بد خان مہینوں اور ان جیسی روایات سے استدلال کیا وہ سالہ دو فغان
 میں ان کے ہاتھ سے گردن کے علماء کے پاس بھیجا۔ ان دونوں نے اسے چلے تھے دکھایا میں نے
 انہوں نے ہار دیوں سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی اور علماء نے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ
 تمہیں میں نے بیان کیا اس کے متعلق روایات درختی قول کا مفہوم بھی نہ کیا ان میں
 سے فدے ناخوش ہوئے اس کے بعد وہ لا یعقوب کے درس میں گئے جو شہ کا نامور
 دانشور تھا انہوں نے دیکھا کہ مجلس درس میں کیا کوشش کر رہا ہے وہ معترض ہوئے اس نے
 کہا میں اس مجلس درس میں اسے تبا کوشش کر رہا ہوں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کس
 ہے درس کی روش سند میں شبہ ہے تو نے انہوں نے سنا کہ بعض روایات اور حدیث بیان
 میں تو وہ بہت اٹھا اور مولیٰ توجہ سے نہیں رو کر دیا۔ وہ داخل عین اور سکنت دل واپس آئے
 و نہایت صحت سے بیان کی میں نے ہاتھ میں حرمت کا دعویٰ کیا اور یہ دونوں پیش کے بات
 کے فرق۔ اب باور آئے کہ میری یا ایہا الذبیٰ تحوم ما احسن اللہ لك كاشان نفس
 یہ تبارہ تینا کہے گا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کے ہمراہ
 تہا تبارہ باقی زوجہ طہرت کو شہادتیں کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حضرت عائشہ کے ہمراہ ایک سے مغایر کی بواقی ہے فرمایا میں نے مغایر نہیں کیا
 بلکہ یہ ہے انہوں نے کہا میں نے شہادتیں کہیں کہ میں نے مغایر کے درخت سے مغایر بھیجا
 اور ان کے ہمراہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادتیں کہیں اور چہ کہم رو دیا اور یہیت نازل ہوئی۔

وہاں لکھا ہے ہم تجارت و بیع عن ذکر ملکہ نہ کو پہنچے وہ وہاں ہیں

جنہیں کارہ بار و خرید و فروخت نہ کی دیتے نہیں روکتی۔

حضرت والا سند میں تھے و اسباب پہلی میں نبوت نبوت سوار ہوتے تھے کسی شے میں
بعض مانتی تھی باریت زیادہ سوار ہوتے حضرت ورنے فرمایا کہ پہلی میں سوار ہوں سے
دریافت کرو کہ بعد سوار ہوا اقرب منتقوی کوئے پیارہ میں ہے اس جو مستہ
شیخ بدستور بات کا اشارہ ہوتا پہلی سے ترن دریا کے من آیت کے بعد پھر یحییٰ بن ابی
شیخ مان شہ نے ہاں جوتہ روئے کیا حضرت والا سے دعا ہے اس بھوشے میں وقت اپنے
فرمایا جہاں میں بھی جاؤ اہل شہر متدش رہو ساکب بندوبست میں ہیں کسی غرض پوچھیں
عبادت خفیہ کرو۔ وہ چہ نے اڑا رکھے صابق علی یہ جب وہیں آتے تو حضرت ورنے
ساتھ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا۔

آقا قہار و مدہ مہر ہاں و زید م بسا خواباں دیدہ م تا تو خیر بدی

حضرت والا شیخ محمد امین بن علی کی بہت تعظیم کرتے تھے فرماتے تھے کہ کبیر بیاباں تو
فصوص کو برہنہ بیان کروں اور اس کے تمام مسائل کو آیات و احادیث سے و نحو ازل و
ایسے انداز سے بیان کروں کہ کسی شخص کوئی شبہ باقی نہ رہے اس کے باوجود وحدت وجود کی تصدیق
احقر کرتے تھے ہوئے لوگوں کی اکثریت میں کو سمجھ نہیں سکتی و گمراہی و رب دین کے بھنور بھنپس
جاتے ہیں اس کے باوجود ان کی بعض نظریوں سے وحدت وجود کا ظہار ہوتا تھا اس فقہ اشہ
دلیت وحدت وجود کے مسائل کے ہالہ کی رغبت لاتے تھے اس فقیر و سچ ستار
رباعیات و تفسیر شرح معانی پوری توجہ سے حضرت والا سے پڑھی ہیں و بعض دوسروں
انفردانہ خصوصاً تمام حضرت والا سے پڑھی فقہ ہیں ان کے ساتھ بعض اوقات سناں تہربا
تھا آپ اس کے مسائل کو خوب حل فرماتے تھے حادث کو قید میرے ساتھ رجوع تحقیق میں حضرت ورنے
بارہ سنایا۔ صور علمیہ کی تمیز دیتے تھے اس کے علمی محوری بن ہوئے و ان کی یہ پچھلے رستے
میں خارج ہیں ان کا کوئی وجود تحقیق نہیں محض ہماری قوت علمیہ سے تحقیق میں یہ تمام ممدار علم ہے
جس نے اس قدر رنگ اختیار کر رکھے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کو انی صورت میں

جو پہلے لکھا گیا ہے کو بیان کیا۔

فرماتے تھے کہ صفات ان معنوں میں عین ذات ہوتی ہیں کہ ذات مطلقہ صفات زندہ قوم بالذات سے آٹھ ایک ظاہر ہونے میں کفایت کرتی ہے۔

فرماتے تھے اس عالم میں جو کچھ ہے حسن ذاتی و عینی و درجہ نسبتی ہے اس بات میں بہت سی مثالیں بیان کرتے تھے مثلاً تلور کی تیزی فی انفسہ عمدہ چیز ہے کیونکہ لوہے کے کمان کا اثر ہے۔ اور یہ شخص کو قتل کرنا جو قتل کرنے جانے کا مستحق نہیں ہے بری ہے وغیرہ اور مثالیں۔ فرماتے تھے مخلوق کو اپنی مسمی میں کوئی دخل نہیں و کس شخص کے قتل و قمار کے اور زندہ لیشہ کو وہاں رسانی نہیں بلکہ مسمی اللہ کو جس قدر دخل ہے کہ وہ اپنے تمام صفات کے ساتھ موصوف ہے۔

ایک روز اس فقیر نے زندہ سی کا یہ دو لکھا۔

جب جب یہ فقیر تب پوچھا تھا یہ جو ہے چیز تھی سیم پیامون یون لی جوں بوند مندر نا تھے حضرت والا کے مجموعہ خاص میں لکھا ہوا دیکھا چونکہ اس قسم کے مورم ہی استعمال کرتے تھے مجھے تعجب ہو حضرت والا سے پوچھا کیا میت ان کے لئے ہے یا نہیں فرمایا میں نے اسے تم لیا ہے۔ اور میرے سی ہاتھ کا ٹکھا ہوا ہے۔

ایک وزیر اعلیٰ نے دستہ و متاخرین صوفیائے ان کے لئے جو قہار متعین کئے ہیں کہ بات چل سکی۔ فرمایا قہر دوات اور ہذا قہر و جب یہ تمام چیزیں حاضر ہوئیں تو پتے ایک مرد کھینچا و فرمایا یہ روح ہے۔ علی ہذا اعتبار کس ایک دوسرے کے اندر دوسرے دائرہ بناتے ہیں جیسا کہ مقدمہ نامک پہنچے پھر فرمایا بطائف ک صورت میں ہیں سب سے زیادہ پسندیدہ مقدم ہے اور وہ باقی کے لئے شہر و اعتبارت ہیں۔ اس کے بعد جو یہ نقشہ بند کئے اس کو اس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

اس فقیر نے بعض دوسروں سے سنا تھا کہ حضرت والا کا نام غلامت میں جو شیخ ہے

ایک روز حضرت والد ماجد ظہر کر نماز کے فوراً بعد اس فقیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ
یہ دو شعر پڑھے۔

گز تو رہ حق بخوہی سے پسر خاطر کس زمرنجباں اخذ
در طلیعت من بغم حجت است بی چنین فرمود خیر بشر

پھر فرمایا کہ وہ ست قدمہ زکریا کو لکھو و سیرت حق ہی نہ تو تعالیٰ تے یہ شعار چائے میرے دل میں تھا
و مانہ میں تاکہ تجھے و عیبت کروں پھر فرمایا یہ بہت بڑی نعمت ہے اس کا شکر ضروری ہے
یہ ربانی کلمہ حضرت والد کے پانچہ خیالات سے ہے۔ رباعی۔

لے کہ امتدے تو ز حد فزوں شکر نعمت صانے تو ز حد بڑوں
بجز ز شکر تو باشد شکر ما گر بود فضل تو ماراہ نمول :

اس فقیہ کو چنانچہ صحبت کی مجلس میں حکمت علی اور آداب معاملہ بڑی توجہ سے سکھاتے تھے
ان میں سے ایک بات جو صاف فطرت میں رہ گئی ہے فرماتے تھے کہ مجلس میں بڑے سنی قوم کی بڑائی
مست بیاں رو یوں مت کہو کہ بل یورپ ایس ہیں اور چنانچہ ایسے فعل ایسے اوغلیے میں
مکان ہے میں بیکر میں میں قوم کا کافی ذوق و ذہان ہے وہی باجمیت آدمی جو وہ تہذیب سمجھے اور
مجلس میں بیٹھ کر دیکھتا ہے۔

وقت کے خلاف مجلس میں کوئی بات نہ بیان کر سکیں نہ اپنی بیعت نہ وہ ذوق و ذہان
بہت ہی کم ہو وہ میں ہاں میں گئے و صحبت میں تلخی پیدا ہو جاتے۔

فرماتے تھے کہ مجھے سن آدمی سے کوئی کام ہو تو پہلے توروں تمہیں باندھو پھر نزدیک
ضرورت پیش کرو ایسے نہ ہونے چنی ضرورت میں شخص کے سامنے پہنچو نہ سے مارو۔

وقت کے لئے مجلس میں کسی کلمہ بھلا تو دیکھ نہ کرو فرماتے تھے آدمی کو یہاں سے منہ
چاہیے جس سے اس کی صفت کمال کو نہ ہو تو ماہوش و جوش مند ہے اسے دانشمندی
بہت باس میں نہ چاہیے ورنہ جیسے زندی نہ رہی چاہیے۔ ورنہ فقرت اسے فقیر نہ باک
مندی نہ ورنہ اس کی زندگی چاہیے فرماتے تھے ہرگز سے بات کرتے وقت
جمیدہ امتدائی قصہ و بہت آہستگی سے بات کرو چاہیے۔ ورنہ بہادری نہ خواہ

یہ جو اندہی کا کوئی کام نہ کرے تو لوگوں کو اس کا علم پہنچا بیٹھے۔ عیادت کا سبب بڑا متعجب کیا۔
 کی خوشنودی ہے صرف اس کے مزاج کی کیفیت سے واقفیت نہیں۔ مگر تعزیت
 سفارش وغیرہ میں پس وہ شخص جس نے ان مور کو سر پریم دیار میں صاحبِ معاہدہ سے
 نہ نگاہ نہ کیا۔ اس نے اپنی محنت کو ضائع کر دیا۔ ورنہ وہ کام جس کے کرنے میں بڑی صعوبت
 یہ لوگوں کے درمیان الفت و محبت پیدا کرنا یا صلہ جوئی میں اہل فہم ہیں۔ نہ کہ دوسرا کو
 نصیحت کرنے یا نہیں وصیت کرتے وقت آپ اس شریعہ پر چھارتے سے

آسائش و گنتی غلبہ این دو حرف ست بادوستان مطف یا دشمنان مدد
 فرماتے تھے وہ لوگ جو مرتبہ ہیں تم سے کم ہیں تجھے ملکہ کرنے میں پہل سیر تو اسے خدا
 بہیہ میں سے شمار کرو۔ اس پر خدا تعالیٰ ہلکا کرے۔ اسے ساتھ خندہ روئی سے پیش تو وہ
 ان کی غیہ و عنایت دریافت کرو۔ تمہاری حق تو جس کی تمہارا نزدیک کوئی وقت نہیں
 ان کی نظر میں بہت بڑی چیز ہو اور اس پر غلبہ کر لیں۔ ورنہ اس کو بہ کوئی نہیں تو غم میں جو
 جائیں سے

صد ملک نہ تیرنگاہ می توں خرید خوبان دریں معاہدہ قصید کے مانند
 محققوں کی یہ خدمت ہے کہ باس یا اس حادثہ کو اپنے لئے علامت بنا لیتے ہیں یا کوئی پیر
 مقرر کرتے ہیں یا کسی خاص مقام سے منفر یہ کر لیتے ہیں جس سے لوگ ان کے ساتھ مذاق
 کرتے ہیں بعض دوست تجھ سے ذاتی محبت رکھتے ہیں کہ تیرے کی محبت ان سے دور میں نہ رہے
 جائز ہیں مگر تو اس کے بعد ان کے دل کے ہیں تیرے کی محبت نہ جلتی نہ رحمت ورنہ تسلی
 میں ایسے دوست تو غیب سے بھیجا چاہتے در و لاد سے بہتہ جانا چاہتے تمام وقتوں کو
 ایک ہی تھا۔ و مرتبہ نہیں رکھنا چاہتے بعض دوستوں کی محبت کا سبب نہ نصیحت
 کے ظہور اور ان کی ضروریات کا تیرے ساتھ دوستی ہو جائے۔ اس سے ہر دوست کی حیثیت
 پہنچی چاہیے۔ اور سب کو ایک ہی مقام میں نہیں رکھنا چاہیے ورنہ دوست پر اس کی
 حیثیت سے زیادہ اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

فرماتے تھے کہ غم مندوں و غمِ حاکمیت کا کام یہ ہے کہ مور میں صرف مدت نہ روئی

مقصد یہ ہے کہ دلی محبت و جھلواں فریفتہ و راستہ سنت کے رشتے سے کام لے کر اپنا چاہیے۔
 اس لئے کہ بول چال سیر و سفار و شہمت و درخواست میں قومی لوگوں کا اندازہ مختار رہنا
 چاہیے۔ اگرچہ وضعیف بن مبدل نہ ہو مگر کچھ سے بندہ دنیا کی بلی یا کوئی عیب چاہا نہ سہرا دہو
 تو سہرا دہاؤں دشمن نہ چاہیے۔ درس سے شرمندہ ہونا چاہیے اور یہ آپ کو حلف
 و شہادت سے ملنے قبل کہ غفلت سے نصف کرنا چاہیے تاکہ نفس میں عیب نہ ہو
 نہ ہو جائے جب آپ صوفی گفتگو میں تو پھر رول اور مخصوص تائیں ہی بہت
 تائید فرماتے و سب سے بڑی وقت ضرر کہہ کر باقی میں پیش آنے میں فرماتے
 حضرت و رفاق حسنہ پند یہ زمانہ شجاعت و شہادت و غیرت
 کی حالت سے پہلے تھا۔ آپ کا نصف تھے و سرور آخرت کی سمجھ بوجھوں میں موشی و قہقاری
 موشی پھیل گئی تھی۔ درجہ معاد میں سندن و میانہ روی پسند فرماتے تھے۔
 زور بندری میں اس قدر متاع فرماتے تھے کہ رہبانیت سے مدد دیں ورنہ اس قدر دہ
 عدالت و رفیعہ و عجب سے بیجا نہ کہ بے ادب و ذرا بی شہادت کی آپ کے پاس وہ
 شمع آتش سے بہ تاش کا گھبراہٹ و موافقت و نرم و دل و عجیب تھی جیسے جتا چلے جتے
 تھے۔ اس کے علاوہ تھے یہیں تو ہمیں بلا حسب ہمیشہ مدد حاصل تھا اوقات اعتبار
 فرماتے تھے جب تک دنیا و تربیات سے کام اپنے سے باز رہے بھی ہائیں نہیں فرماید
 اس کے علاوہ و زور تھے یہ وقت ضرورت بہت حق ہمیں نہ تھا ویترا ایک روز حضرت
 نے قیام کیا چوں کہ ہم نے ایک ٹکڑا صوفی نے اس کے پاس میں بڑا شوق اپنے فرمایا
 کہ اس کے ساتھ رہنا چاہتا تھا و شوق سے بہت سی کی منہ ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے میری کوری
 و اس کے ساتھ فرمایا ہے و تیرے پاس کی جتنا کہ چہ مونہ منہ میں تھا جس سے
 شوق سے وہ نہ رہا کہ پیادہ وہ تو نے اپنے راہ و شہادت سے حاصل کیا ہے۔
 حضرت و رفاق کے گھر میں جاتے تھے و رہا و روزہ اپنا نہ ہوتا تھا و ابھی رہا ہوتا
 کہ اس کے ساتھ تھے تو جیسے خدایا سے ملنے تھے و رہا و قیام حاصل پرعت تھے تھے
 و یہی بات کہ جب موت کو پہنچاں و راضی تھے اس کو فرماتے تھے کہ یہ

گمن ہوتا کہ سائل قبول کرے گا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بڑی نرمی و رملت سے کرتے تھے ہمیشہ علم اور عمل کی تعظیم کرتے اور بہت اور جاہل سے نفرت نہ ہا دستوجہ بہر حالت میں آشنائے نبویؐ کی پیروی کرتے تھے۔ آپؐ کی شریعت پر استقامت کی ایک بیانیہ دلیل بھی تھی کہ شہ عیٰ عذر کے بغیر زندہ بھر بھی نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی تھی بڑے قول نے کہا ہے: الاستقامت خیر من الکرامت (سنت نبویؐ پر استقامت کرامت سے بہتر ہے) آپؐ نے اپنی زندگی کے کسی بھی مرحلہ میں نہ بچپن میں نہ جوانی میں، مؤثر منوعہ کی طرف رغبت نہیں کی طرزی ممدی کی پیروی آپؐ کی فطرت تھی۔ اپنے ضروری امور خرید و فروخت خود کیا کرتے عمامہ وغیرہ میں نہ تو خشک فقہاء کی میثیت اختیار کرتے اور نہ رسوم و قیود سے زیادہ فقر کی حیثیت بلکہ شریح صوفیہ کا سا لباس پہنتے تھے جموعہ طور پر بہت صحفہ زندگی گزارتے تھے حاجت ضروری کے سوا فرض لینا پسند کرتے تھے۔ میس و گیس کو ناپا نہ کرتے تھے جو کچھ قسم کے کھانے و میوہ جات کے لئے قرض لیتے، ورنہ ان کی بڑنی بین کرتے تھے۔

آپؐ کو ہر علم میں بہرہ وافر حاصل تھا کسی فن کو بھی چھوڑنے پر آپؐ کی طبیعت رضی نہیں ہوتی تھی فن طب میں آپؐ کو کامل دستگاہ حاصل تھی تہجد کے نوافل آپؐ بقید راحت جس قدر خوش دلی کے ساتھ پڑھ سکتے پڑھتے تھے۔ اشراق درچاشت کے علاوہ نماز کے بعد ولین و رہے بھائی کی ارواح کو یصال ثوب کی خاطر دو دو رکعت پڑھتے تھے۔ گزشتہ عذرہ ہوتا تو ہمیشہ قرآن پاک کی تلاوت میں شغور رہتے تھے۔ آپؐ بڑی عمدہ آواز و تحوید رعایت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اکثر ہمیشہ حلقہ حبیب میں روزانہ تلاوت کے علاوہ ترجمہ و تفسیر کے ساتھ بھی دو تین کو ح پڑھتے تھے۔ ایک ہزار بار درود شریف، ایک ہزار بار انشائے ثبات، بعض صبح کی نماز کے بعد جمع کے ساتھ اور بعض شغل خور پر وربارہ ہزار بار ہجرات روزانہ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ روحانی بن خودی کے علاوہ یہ وظائف کمزوری اور بڑھاپے کے باوجود ہمیشہ جاری رہتے جب متوجہ ہوتے تو غیبیوت کا زمانہ حویل ہوتا تھا۔

سیدنا و خدو منا شیخ بو رضا بکدوفات کے بعد بعض حبیب کی مدد سے سب سے بڑے و عظیم فرشتے تھے۔ کثر مشکوٰۃ شریف ترجمہ فیہ فیہ و غنیۃ عنہ میں ہے کہ

کرتے تھے۔ ورنہ میں قفسیہ بھی شروع کر دیتی تھی۔ جب ان کتابوں سے درس سے فارغ ہوئے تو بہت کمزور ہوئے۔ وہ یہ سلسلہ موقوف ہو گیا۔

میں فقیر نے اپنی بارہ حضرت والہ سے کہا فرماتے تھے ہم نے جو چیز حاصل کیا ہے۔ درود شریف اور محض توجرتہ حاصل کیا ہے۔ غبار کی غبار سے گیارہ بار سورہ منزل دیکھا۔ سو بار یا مغنی پڑھا کرتے تھے۔ ہر ہی سبب کے بغیر حق تعالیٰ کوں کے دلوں کو ان کی خدمت میں مدد دے رکھتا تھا۔ تیری عمر میں جب رشتہ دار کا بیٹہ آیا تو روزے اور تراویح قدر بہت زیادہ تھے۔ دیکھ کر چہرہ پر کئی کئی روئے نہیں آتے۔ ان اجازت تھی کیونکہ یہ فانی ہوئے تھے۔ درود رکھنے کی طاقت نہیں تھی۔ یہ فقیر اور تمام اہل خانہ جب سوال کرتے کہ تیری خدمت کے باوجود اس قدر سخت مشقت برداشت کرنے کی کیا وجہ ہے فرماتے اس سے زیادہ تو نہیں سمجھا کہ کمزوری و وجہ سے میں بہ ہوش ہو جوں اور بے ہوشی کی مجھے عادت ہے۔ ورنہ یہی طرح ہو جائیں گے یعنی حالت غیب ہوئی۔

جب شہال کا چاند نظر آیا تو یہ دیکھ کر کہ تم پر کئی و کمزوری ہوئی جس سے بیخود ہو گیا ہیں۔ نماز نہ کروں۔ جب حق کی نوروں کی حالت اگر پرے یہ فقیر بھی نہ تھا۔ کثرت وقت بیٹھتا۔ سب سے بدی ۱۵ سالہ کھانا کھاتا تھا۔ ان کی رہن ہر جہری ہوئی تھی۔ ان کے بعد وہ عیادت ہونے لگے اور مرضوں شدت کم ہوئی۔ ماہ صفر کے ابتدائی دنوں میں بیماری پھر غائب ہوئی۔ و صبح صادق سے پہلے جب موت کے آثار ہی نہ ہوئے۔ آپ کا عمر میرے بقا کے بعد ۱۵ سالہ تھا۔ موت کو دیکھ کر ان کی حالت میں چند تمیز پوچھی کہ حق ہوئی ہے یا نہیں۔ حلفہ میں نے کہا نہیں۔ جب موت قریب ہو گئی تو جواب لینے والوں کو جواب کر کہا کہ اگر حق تعالیٰ کی نماز کا وقت نہیں ہے۔ مرتبہ کی نماز تو وقت آیا ہے۔ پھر فرمایا مجھے قبل کی طرف متوجہ کرو۔ بعد نمازوں سے آپ نے نماز کو دیکھا۔ نماز کے وقت میں نماز تھا۔ چنانچہ یہ سب آمدن میں داخل ہوئے۔ نماز کے وقت میں نماز تھا۔ چنانچہ یہ سب آمدن میں داخل ہوئے۔ نماز کے وقت میں نماز تھا۔ چنانچہ یہ سب آمدن میں داخل ہوئے۔

مکی دار بھی نرم شد رکتے۔ تبعہ کی نماز کے بعد وقفہ کرتے تھے۔ تین حدیثیں قرآن سے
 سنا کر نہانی پڑھتے تھے۔ حدیث پڑھتے وقت مجلس کے ہر گوشہ پہ توبہ فرماتے تھے۔ اس کا
 فائدہ کسی میں ترمیم نہ تھا۔ اور ترمیم کے ساتھ ہندو میں اس حدیث کے جو ضامین
 منہ سب بتاتے بیان فرماتے تھے جن میں مبالغہ کی بجائے اعتدال تھا، شروع میں یہ معلوم نہیں
 کرتے تھے۔ لوگ بڑے ذوق شوق سے اس کی تقریر سنتے کہ جمع ہوتے اور جنہیں دو
 سبق تھی تہیہ و سی اور شہادۃ کے سوا کوئی وسیع نہیں ہوتا تھا۔ کثرتِ وقت توجہ و تہ
 میں رہتے یا غرض صاحب کے ساتھ معرفت کی باتیں بیان کرنے میں نہ رکتے آپ وحدتِ وجود
 کے قول تھے۔ میں باب میں اس کی بڑی تحقیق تھی اپنی تسمیہ صوفیہ کے تسلسل کو حاصل فرماتے
 تھے۔ اس لقیہ نے شیخ معتمد الحق سے سنا ہے کہ عہدِ اورنگ زیب کے آخر میں سلطنت کے باب
 حصہ پستامیوں نے قبضہ کر لیا تھا ان کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی فوج تعین کی نہیں گئی
 مقابلہ ہوا اور شہر ہو گیا کہ فراتیس میں سے کوئی غلبہ نہیں ہو سکا۔ اس وجہ سے بادشاہ اور شا
 سلطنت پریشان ہو گئے۔ اس سلسلہ میں جانے دعائی درخواست و جفت و دے دعا فانی
 جو مقبول ہوئی اسکے بعد زیدیہ دھم نہیں رہا تھا کہ آپ نے فرمایا مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور
 کفار کس مور پتہ بہ و شکست کھائے۔ دوست جب جب مجلس سے تھے رجب و رجب
 میں گئے تو نہ ہوں یہ بڑا مشہور دن فرماتے۔ یہ خبر اورنگ زیب کو بھی پہنچی یہ دن جو
 بہ کام کے بھی تک پہنچ نہیں اسے یہ فوج ہاں سے پھینکی تلاش شروع کر دی کسی شخص کو نہ
 داری خدمت میں بھیجے آپ پورے تفصیل سے اس واقعات سے باخبر جب چند دن کے بعد
 خیر کسی فرق کے کسی قسم کی خبر پہنچی وہ یہ بھی ذکر کرتے تھے کہ ایک مہینہ کے دن میں خیابان
 آیا کہ ایسا موٹا پٹر جو ایک دو سال تک کافی تو تیار رہا چیشہ کیونکہ یہ تقویٰ و رور
 و سوس اور دور کرنے میں مرد دینا بہ کشمیر کے ایک شخص کے ذمہ لگا دیا وہ ان کا نہایت
 سخت کپڑا یا ہر خط و دے سے ایک دن رات پہنا پھر چار شت کی نماز پڑھ کر
 نیٹھے ہوئے تھے اور مجلس میں سکوت تھا تو آپ مسکرتے راوی نے تبسم کی وجہ پوچھی یہ
 کہنے فرمایا غرض سبحانہ و تعالیٰ نے اب بھیجی ہے کہ شاید یہاں سے حجاز میں کوئی کیم ہو

توجہ ہونے تو مجھ پر توجہ کے دروازے کھل گئے۔ ان دنوں میری حالت میں روزمرہ علم منہ قلم
 میں لکھنا ہو گیا اور ایک ہفتہ کی مجلس کے ساتھ ہی میری حضرت وارثین علیہ السلام
 سے فرمایا کہ اس دن کچھ مجال کرو اور تجربے میں قید کرو ان دنوں میں بعض اوقات ہفتہ
 گریں چھ ہوں تو بارش برسا دوں اگرچہ ہوں تو بارشوں اگرچہ ہوں تو بارشوں اگرچہ ہوں تو
 حضرت وارث میرے ساتھ بہت اُکساری کرتے تھے فرماتے تھے کہ وہ بی بی بے ہوش
 جس پر یہ حال دارا ہو ایسا ہی سلوک کیا جانے جب فنا ہو گیا تو حضرت وارثین پر یہ

بطور مثال پڑھا۔ دوبارہ

کہتے تھے ان میں تیرے گھر کا نام نہ لے سکتے تھے ہانچ چڑھتی تھیں پھر پڑھتی تھیں
 میں راوی بیان کرتے ہیں کہ جب تک سے ایک جماعت کسی قریب سے ملتی تھی
 نے ایک روز راہ کیا کہ حضرت وارث کی ایت کو جانیں اور سنت میں ایک شخص نے یہ
 مناقب اور کرامتیں بیان کیں دوسرے شخص نے کہا کہ تم کی باتیں وہ بہت بڑے ہیں
 لیکن میں جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں تصدیق نہیں کرانگا میں نے تمہارے

ہندی بیت پڑھا۔

جب تک دیکھوں اپنی ہندیاں تب تک نہ پکوں گے ہندیاں
 وہ کہاں کو آج مجھے یہ حدیث سنا۔ ورنہ ان کے چاہیے۔ جب وہ پیشہ ور تھے
 کی حضرت وارث ہر ایک کے حالات دریافت فرماتے اور وہ بائیں میں ہمسایہ کی حالت
 شریف تھی پھر آپ نے حد سے نان اور دھواں طلب فرمایا اور شیش کی طرف اشارہ کر کے فرمایا
 یہ خاص سے کا حصہ ہے اور وہی دھواں جو اب تک نہ دیکھوں پئی" غرض چھ
 اس آیت نے میرے حصار کی شمشیر کہ ایک روز حضرت وارث نے میری زبان کی ہر چیز
 اور جی بے نقی درہن کی صورت کھل پر پیش تھے وہ چاروں گھل مجھے بہت پسند
 آئی میں نے چاروں گھل کی جستجو و تلاش کا مجھے خیال اور غور نہ پیدا ہو سکتا تھا
 دور نہیں ہو سکتا تھا حضرت وارث جب ہم سے ملے مجھے فرمایا تم مجھ سے
 کچھ بات سن پڑھنی کے کچھ دیکھنے کے پڑھنا ہے ان کو دھویا اور دھو

نہ حال دوسرے کرتے اپنے ہاتھ سے بھی عنایت فرمائیں اور فرمایا کہ اس قسم کے خیالات
ایک عالم میں دل میں نہیں لانے چاہیے۔

یہی رویہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت دلاور شاہ عبدالاحد ایک جگہ بیٹھے
بوتے کے بیچ جہاں اچھانے پر چھاؤں کے متعلق پوچھا گئے تھے فرمایا میں نے فرشتوں
کو دیکھا وہ ایک دوسرے کے ساتھ مناظر کرتے تھے۔ ایک نے کہا کہ وہ صاف و پرانہ
وہ کھانا ہے۔ دوسرے نے کہا کیا نہ جیکہ وہ شہر کے موافق نہیں۔ ائمہ یحیوی کہتا ہے
کہ یہ ایک بزرگ تھے جسے زمانے کے بہت سے لوگ اس کے معتقد تھے لیکن وہ بیمار تھے
بہت کرتے تھے۔

مراقبہ شاعرانہ رنگ میں شاعر کے سنانہ شورش عشق و غضب ہو کر بند
جس میں شاعر نے چہرہ و سیاہ کر لیا تھا و کوچہ و بازار میں بھٹا تھا جب میں خود فریاد میں
پہنچا میں نے ایک خدمت والا شہر بھگت فرمایا میں ان کی خدمت میں پہنچا اور جو میں کی
خدمت میں آیا اس وقت آپ نے حاضرین میں سے ایک کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں
کو یہ خیال نہ ہو کہ میں قسم کی مہمانی و ذات کے خدمت اختیار کرتے ہیں اور لوگوں کو خدمت
میں نہ سمجھتے کہ میں کرتے ہیں وہاں کی خدمت کرتے ہیں اور اس بات سے نہیں
فرستے کہ اس کے لئے اس کو پہنچا ہے میں پھر میں اس طرف توجہ ہونے و فرمایا پلے
جناؤ میں نے شہزادہ ہوا اور اس سے اس کی برائی سے گاہ ہو گیا۔

مذہب کے خدمت و کریم میں پھنسا رہے ہیں سوائے تھے تو خیر ان جانے والے
سے یہ کہ وہ لوگوں کو بتاتا تھا کہ وہ یہ سمجھو گئے کہ وہ دیکھتے کہ متحکمت رہا۔ نگر سے
نظر باہر کی جگہ میں تو میں نے جوئے میں بھی مناسب کہ ایک جن عبد اللہ نامی علوم پڑھتا تھا
وہ عارف تھا کہ خدمت و فراتے تھے جو شخص میرے پاس آتا ہے اس کے تمام
حوالہ ہوا کہ کشف ہو جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک منکر میرے پاس آیا و شائع
کے حکم کے مطابق میں نے ہاتھ کے نشان کو کیا بانٹا ہے۔ میں نے غصہ سے تھوڑے
پہنچنے کے لئے میرے ہاتھ کے ردہ میں نے اس پر اپنے ہاتھ و غضب کا تصرف کیا اس

نہ کبھی قریب تھا کہ میں بس جانتے اس نے تو بہک اور گڑباز میں نے میں ہر ایک
سے نجات دے دی۔ یہ بھی سننے لیا ہے مسجد میں ایک عورت کا جنازہ نہ آتا ہے
میں رہنا جنازہ پر نہیں حضرت وار نے فرمایا اس کی روح ابھی میں سے جدا نہیں ہوئی میں
صورت میں اس پر نماز جنازہ درست نہیں ہوتی۔ اس کے وراثتے ہمارے یہاں برفرواہ ہے
حضرت وار نے فرمایا وہ نہیں مری سزاوار اس کے منہ کے پٹو شاید ابھی جان میں باقی تھی
وہ سے واپس لے گئے ایک روز جدوہ عورت فوت ہوئی۔ یہ بھی سننے لیا ہے کہ کسی
خدا میں سے ایک شخص میرے فعل کا مربوب تھا حضرت وار نے اسی مجلسوں میں روایات سے
کہ برے فعل سے منع فرمایا کرو نہ چونکا ور نہ ہی میں فعل سے باز رہا حضرت وار نے
خلوت میں غلبہ فرمایا اور کہا میں نے تجھے تنقیر متاروں کنایوں سے سمجھا یا پس تو نے
پروہ نہ کی تیرے خیال سے کہ تمہاری کہ تو اس سے بے خبر ہیں۔ اگرچہ پیش زمر سے بہت ہے
جب تک میں ہوا اس کے ام میں سوخیارت آئیں تو میں ان میں سے نہ لوں حضرت ابو جعفر ہوں
اور حق سبحانہ و تعالیٰ پرست مولود است کا عامستہ پس میں متخلص نے تو بہ

حضرت و زمرہ کے یہ روز ہیں روزہ در قضا تجویز محبوب پر میں نے غصہ یہ نہ کر
کرتے ہوتے تھے غیبت اور متعرق مصل تو میں نے یہ مشا میں دیکھا یہ شخص
مجھے اودھ کا بیلا کہ رہا ہے میں نے سے یہ جب میں بو شیا جو نہیں نے پناہ نہ
دو اودھ کے قصر نکلتے دیکھتے ہیں اور میرے روزہ نہ ہو گیا میرے میں ہوا تو یہ
کہ یہ غصہ محض مشیت الہیہ سے یہ مشا میں یہ سے ختم ہو گیا کہ ان سے یہ مشا
سے میں کا تعلق نہیں۔ اس سے روزہ نہیں لگتا

حافظ عنایت اللہ نے دعوتِ ہمن کی ہے کہ ایک شخص نے عمرِ حسن کیا تھا اور مجاہدہ اور مناظرہ سے انتہائی شوق تھا ایک دن نے ایک کبار میں من شبہ سے تمام قصص و احادیث کو کہہ کر ہمن میں نے کہہ بھی دیا تب ابو عبد اللہؒ کو مجلس میں حاضر ہو کر دیکھ کر رعب و ہراس کی حالت میں نے کہا میں نے سنا ہے کہ لوگوں کو غیبی معنی سے دیکھنا و غیبیات کرتے ہیں ہمیں کوئی غیبیت حاصل نہیں میں نے کہا یہاں امتِ نبیہؐ کی زبیریت عینہ نامہ ان کا سہرا ہے

حال یہ کہ معلوم ہو اگلے جمعہ میں وہ وعظ کی مجلس میں آیا و اس کے دل میں مناظرہ کرنے کا خیال
 مزید نہحدث و اس نے خیال سے آگاہ ہو گئے۔ اس میں اپنی تاثیر کی۔ اس کا علم چلتا رہا اور
 اس نے حقیر میں ضعف و نچ کا کوئی قاعدہ نہ رہا۔ دوسرے معلوم کا تو ذکر ہی کیا تھا اور بات
 کچھ نہ سمجھتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حال حضرت در کے تصرف سے بہ نسبت
 بلند ہے اور تو بہن اور باطنی طور پر حضرت و اس سے تضرع کی حضرت و اس سے اس کا
 علم سے اس پس نے دیا در پہلی حالت پر سے اس نے نیا زندگی کا تہا کیا ہے فرمایا
 اس عامہ میں ہوں عوام کو غصہ یعنی سے وعظ و نصیحت کرتا ہوں اس نے در زیادہ
 عاجزی و تساری کی کہ کہ میں نے اپنی قوت فعل سے تو بہن کی اور آپ سے بہت ہونا چاہتا ہوں۔
 حضرت نے اس کی بہت تہوں نہ فرمائی، فرمایا کہ تہی جس پر لکھا ہوا ہو کہ نہیں دیتی
 رات اسے عین حکایت بیان کرتا ہے حضرت والا اس دور میں مسجد میں بیٹھے ہوتے
 تھے وہیں حضور کے سامنے ایک درخت کے نیچے پکھڑ تھا۔ ایک شخص نے حضرت و اس کی
 حالت میں عرض کی کہ بایزید بطریق صوفیہ اوقات سعی کی طرف نظر اٹھا کر بیٹھے تو قوت جذبہ
 نظر نہ رہی تھی وہ سب آتا تھا۔ ہر کل ہر شاخ ہر غلغلہ تو بہت سنتے ہیں کہ کسی شخص پر ایسی بات
 تو نہیں پاتے حضرت والا بغیر اس کی فرمایا بایزید روح و کھینچ بیٹھے تھے ایک اسے
 نہ نہیں سنتے تھے لیکن میرے دل کو نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قاب و تہر کے زیر
 سایہ بہت اسی ہے اور اسی قوت تھا فرمائی کہ میں اگر پابوں قیود و عہد سے چھین
 لوں اور کہیں ہوں تو لوٹا دوں چھ حضرت والا نے میری طرف دیکھا اور میری روت و جذبہ
 رہا میں زمین پر پڑا اور میں اس دنیا کا مجھے کوئی شعور نہ رہا ہوئے اس بات سے کہ
 اپنے سب بوج بہت بڑے منہ میں غرق ہوا میں آپ سال کی طرف توجہ نہ ہونے اور فرمایا
 تھے مجھے زندہ ہے یا مردہ اس نے غور کیا و رہا مردہ ہے فرمایا کہ تو چاہتے تو سی
 ہوتے تو وہ سمجھتے دوں اور کہ تو چاہتے تو میں اسے زندہ کر دوں اس نے کہا کہ یہ
 زندہ نہ ہو سکتا تو یہ کی رحمت ہوگی حضرت و اس نے دوسری مرتبہ توجہ کی تو میں زندہ
 ہو رہا تھا۔ میں خاصہ میں حضرت و اس کی قوت حال سے تعجب ہوتے۔

حضرت در کے معنفین کی یک جماعت نے بیان کیا کہ آپ کی مجلس میں تعدد و کثرت کے
مناظر زبان سے نہیں دریافت کرتے تھے مگر بہت کم بلکہ سو گویا تو ب و غیالات کے ذریعہ
بیڑنا تھا جب کہ کسی کے دل میں شبہ پیدا ہوتا تو آپ اس سے آگاہ ہو جاتے اور اس کا جواب دیتے
اور اس کے بعد دوسرا شبہ پیدا ہوتا تو اس کا جواب دیتے کسی طرح وہ جواب دیتے رہتے
یہاں تک کہ مسائل مضمین ہو جاتا

سنا بیابان محمد عاشق نے ملایقہ ہے حضرت والا دونوں سے استفادہ کیا تھا یہ شبہ
کے سلسلے میں اسے تر و دو تھا بلکہ یہ خوب باتیں آپ کی خدمت میں ہوتی رہتا اور حضرت کی
کی باتیں اس کے پاس پہنچتی تھیں تب یہ معاملہ طویل ہو کر ایک روز ملا یہ خوب باتیں
خود جاکر بالمشافہ بات کرتا ہوں اور آپ کے نظریات کو باطل کرتا ہوں حضرت کی اس
نہایت میں پہنچی تو سکتا رہا یا اور کچھ نہ تھا جب وہ مجلس سے اٹھتا تو اس سے دُکوں نے
غائری کا سبب پوچھا اس نے کہا جب میں آپ سے ہوں تو میرے علم و تجربہ سے
کئے کہ اف باتا بھی میں نہیں پڑھتا تھا تھا

حضرت شیخ ابوالرضا محمد کے ملفوظات

فرماتے تھے میں مجلس دایم تھا، اہل میں نے کیا خدمت ملی نہ سلیب و تفسیر کے
یہ میں تشریف دایم جب میں نے تلمذ لکھولی تو کچھ محسوس نہ ہوا اس میں ہر وقت کہ یہ تلمذ
مثالی تھا غلطہ تلمذوں سے ایسا ہی ہم شہادت سے تعلق رکھتا ہے۔

فرماتے تھے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبریت حضرت خاتم النبیین علیہ السلام
کے احوال کے اختلاف و وجہ سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ و مانند ہیں
شخص آئینہ میں اپنے چہرہ کو دیکھتا ہے۔ اسی لئے بدلتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کی
صورتیں دیکھ کر کو یا اس شخص سے متماثل ہونے میں اور کسی وقت قرآن سے انہوں
کی صورت میں انتہائی بشاشت میں مشاہدہ کیا کسی طرح حق سبحانہ تعالیٰ سے آمادہ نہ
کہ اس کو عروج و نزول و ترقیب نہیں بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ کی عزت سے بے نیاز رہتا ہے

روقت تھے رجب حضور میں جا کر میں موج تاج تلووں کے تکتو وغیرہ کے زلف میں جو
 ہاں رہیں تھیں۔ ان میں سے جو میں شغول ہو جائے تو خفیف سا جیاب واقع ہوتا ہے یہ نہایت
 حضور کے اس طرح حاصل ہو گیا ہے۔ کچھ میں بصارت تو اس کے کونے میں موجود ہیں
 و مات تھے شیخ یا قوت حبشی کے پیش ملائی و تہذیبہ تھی۔ مینوں کے ان کے وہ
 و مکان سے زکریا میں وحدت سے تیرہ گستر ہوئے تھے و زکریا میں وہ تھے کہ تہذیبہ تھی
 کوئی مکان ہیں انصاف میں چار قدم تھے و اس وقت میں وہ تھے کہ تہذیبہ تھی
 حروف کتابت کے ساتھ باقوت کے ساتھ اس میں تھے کہ تہذیبہ تھی
 سے طبع بن گیا ہے یہ کہ یہ تھے کہ تہذیبہ تھی
 ذات تھے کہ وہ وہ تھے کہ تہذیبہ تھی
 وجود بھی مظہر اتم بن گیا ہو

میں تھے کہ تہذیبہ تھی

اگر تو میں دیکھیں یا کس غامس
 یعنی ملک کو یہ تھے کہ تہذیبہ تھی
 نہ چھوڑے وہ تھے کہ تہذیبہ تھی
 یہاں ملک کے ساتھ تھے کہ تہذیبہ تھی
 بادشاہ کو یہ تھے کہ تہذیبہ تھی
 استغراق سے حاصل ہوتی ہے۔

روقت تھے کہ تہذیبہ تھی
 حروف کتابت کے ساتھ باقوت کے ساتھ اس میں تھے کہ تہذیبہ تھی
 سے طبع بن گیا ہے یہ کہ یہ تھے کہ تہذیبہ تھی
 ذات تھے کہ وہ وہ تھے کہ تہذیبہ تھی
 وجود بھی مظہر اتم بن گیا ہو

درستی و غلطی حاصل رسد کسی سے بہت دشمنی و قیافہ خوباں و
فوائد کے لئے نہ رہے، شیعہ و سنی ہر حق کا پیروں میں اور وہ بہت کا تقاضا
و بہت سے اس نوع کی بات کرتے ہیں۔ اس منہج یا آئین و جہت شیعہ و سنی
میں اور یہ میں نہ شافعی نہیں پتہ نہ ملتی ہے

فانتے میں نہ دینی میں وہ پھر صلہ ہو تا تب جو وہ لوگوں کو آخرت میں متعلق ہو
وہ آسمان سے نکلے گا وہ کہوینت کہ وہ یہ ساقی گئے الی میں کی عمر کی ہشتین میں
میں نہ تھی یہ وہ انہی میں وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں
تھے کہ عبد ربہ سے ان کی ان میں نہ تھی وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں
کہانے تھے کہ وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں
نہ تھی وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں
وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں وہ یہ ہستی میں

فرماتے تھے۔ مائے زمانہ کے دانشور نہیں تو علمی و ادبی سائنس میں نہیں ورنہ اپنی مریدیت میں
 ان خاص قوتیں کے لئے سلاخیں سے قناری گانہ گانے کا تہہ و فہہ نہ بنے ہوتا۔
 انھیں اس کے تالان و تعلقات پر ہی حقائق تو، جب میں میں غم و آشوب میں تدبیر نہ
 اور سبب مادی و فنی سبب پر توجہ نہ ملتا۔ اس لئے میرے ہاتھ پر لکھنے والے سبب
 کے لئے علم پر جو بحث ہو، وہی حقائق پر پیش ہو چکا ہوتا، جس میں سادگیاں، بہت جلد
 توکل کا ملکہ عطا کرتا ہے۔

[illegible]

زیادہ تر مفاد ان کا شرف ہوتی ہے۔ ہر ان زمانہ مطالعہ کے لحاظ سے مختصراً بتایا جائے۔
 فرماتے تھے کہ اس کو دیکھو وہ جسے کام کرکے ہے تو جان بوجھ کر قصہ بیان نہیں
 کر رہا۔ تم اسے نصیحت کرو۔ فان مذکری تنفع لہومنین لیستہین شاید بہت
 سینکڑوں میں سے کسی ایک کے لئے مفید ہو جو مردی کہنے والی ہو۔ اس کو مثال سی سی ہے جسے
 کسی کو ونڈی بھاک جائے اور وہ اسے بہتر دہرائیں چاہتا ہو۔ اسے شہرہ کی ونڈی ایک
 خاص جذبہ ہے۔ اور سے جاننے والی بھی ہر رو میں سے ایک ہی ہے۔ کاتب تروف کہتا ہے
 کہ دنیا و جب لی صبیوں سے بندھتی ہے تو اسے کد فاسق ہے تو اس کا اسق جی و جب بند
 اگر ساج ہے تو اس کی نیکی بھی و جب ہے اور جب بالغیر کے لئے علت تامہ کی ضرورت ہے و
 بدیت مرشد جو کہ علت تامہ کی جزو ہے اکثر خصوصیات کا سبب ہے۔ پس تدبیر
 بعثت رسل و انزال کتاب کی مقتضی ہوئی جیسا کہ وجوہ تمام سبب کا مقتضی ہو۔ مقتدر
 اس سلسلہ میں کہ بعض آدمی باوجودیکہ شہرہ نہیں ذوق متساہد رکھتے ہیں ذائقے سے
 کہ جب اس کو ذوق مشاہدہ حاصل ہو گیا تو وہ کسی معصیت سے رکن نہیں ہوتا جیسا کہ شہرہ میں مذکور
 ہے۔ انا ہمارے نزدیک بھی ورنہ ہمارے نزدیک بھی ورنہ ہوں سے حفاظت ملتی ہے۔
تعالیٰ کے فضل پر مبنی ہے۔

فرماتے تھے کہ شیخ بائیزید یعنی بائیزید یا بائیزید نے مجھے بتایا کہ میں خدا کا نام سر سے
 دیکھتا ہوں میں نے ہاتھوں سے جو سے دیکھے۔ اس نے یہ کیا دوست کو دوست سے سزا کرنا
 چاہیے؟ میں نے کہا اس کا دشمن کون ہے۔ اس پر اس کا غصہ جاتا رہا کیونکہ وہی انصاف
 پسند تھا۔ فرماتے تھے ولی دنیا میں جہاد یا جہاد اور کلو رست قتل ہو جائے کہ کیونکہ وہی پیر خدا
 کا غلبہ ہوتا ہے مگر عام آخرت میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہاں سپکا کے کی کہ جہاد
یا مومن فان نورک اطفاء۔

لیکن یہ حال اہل ماں کا ہے جن کے سامنے سے مٹان کے پرشے مرتفع ہوئے ہیں۔
 فرماتے تھے کہ ایک فاضل نے صوفی سے سوال کیا کہ صوفی پر سب ریاضتیں و ثبات ہے
 کیوں کرتے ہیں اس نے کہا کہ اگر تجھے کیا جانتا ہے کہ اگر تو اس میں مستغرق رہے تو تجھے کتنی

کے معنی کے بیان میں فرماتے تھے کہ اس دنیا جو دوسرے تہیں ہے درحقیقت اس کا وجود ہی ہے
یہ صرف قدرتِ الہیہ وجودی ہے مادی و تعلیمات و امور غیبیہ و دنیویہ
حقیقی تمام دنیا میں ساری ہے اور تعلیمات غیبیہ میں ساری ہے جو حق ہی نہ تو حقائق سے
مستند زیادہ دوسری میں سے ہے یوں کہ جو حق ہی و دوسری میں سے ہے جس میں تعلیمات ہیں
اور ان کے میں کوئی سی چیز نہیں پائی جاتی جو ان کے ساتھ ہو اس کی مثال یہ ہے کہ سب
مستند سے دور ترین شے ہیں سے ہے یوں کہ اب شعلہ فتاب کے پر قوت دریں صورت
اختیار کے جو ہے حال میں ان کے درمیان مخالفت کلی ہے اس طرح فتاب و حیات
پہچہ تو نامہ وجود ہیں یہ اور ہے جو اس کے ساتھ ایک نامہ بہت ہیہ تو کوئی نامہ تو
فی ذاتہ معدوم محض ہے۔

شیخ کہنے سے کہ حق کے حوالے سے حال میں مستند شے کے معنی ہیں کہ ان کے ساتھ
اس حوالے سے کہ برین کے نزدیک یہ بات سرت کے غیر حق وجود نہیں ہے سب
کچھ غیر کو غیر کو نفس غیر سبھی لے دے نامی وجود
یہاں غلطی محول پر ولایت کے ساتھ و ساتھ در میں سے شیوات کے نامہ معدوم ہیں
اس کی ذلت اور صفات غیر میں سے ہیں کہ یہ غیر سے صرف کے ہوئے حق ہی نہیں ہے کہ
یہ دونوں متضاد ہے پس ثابت ہو کہ حق کوئی چیز اس کے غیر میں نہیں ہے جو اس کے غیر
کی کوئی چیز میں نہیں ہے پس یہ خصوصاً اس کے حق کا حق ہی کہ اس کی ذلت سے
کلا درستی سے سو لا پر نہ ہو کہ یہ دونوں جہاتیں وحدت وجود کی ذلت میں ہیں
فرماتے تھے جہاں غائبین نے جہات کے لئے سمجھ چکے تھے کہ صورت میں اس کے دور
اس کی تہ و جہاں کی مانند میں نے یہ کیت پر قوت کیا تو مجھے میں بے شمار معانی سے
اور میری دل میں یہ بات ہے کہ اس کی ذلت سے جو ہمہ جہاں کے نامہ معدوم ہیں جو حق
تو مجھ پر ذلت کی عظمت و حق کی ذلت میں سے کوئی حق ہی نہ تو حقائق ہی ہاں ذلت
بعض جہاں کے اس کے یہ ہے کہ اس کے متوجہ ہوتا ہے تو اس کی ایک یہ دونوں
کے ساتھ اس کے سب مکتوب جہاں کی ہیں

فرماتے تھے جب وجہ و مسائل صورتوں میں جلوہ ریز ہوا تو صفات و حجب مکان کے پڑوں
میں چھپ نہیں جیسے وہ کارٹر جس نے بھی نشہ نہ کیا ہو چاکلک شہکھانے قس کن کا تیری
کے صاف غائب ہو جاتے ہیں قاتل جو ف کہتا ہے کہ خدا برکت میں وجہ جلوہ ریز ہوتا ہے
نہ کہ اس کے سبب صفات کا مدعا نہ ہو نہیں ہوتا

جو حق صوفیہ کے مقلد صاعد مقام الہی
وصلہ لا مقام ہیں مقلد تک مقلد تھے

صوفیاء کے اقوال میں تطبیق

ہیں اس سے بعد ان کی تائید نہیں۔ ورنہ اصل دوسرے صوفیاء کا قول کہ فوق اس مقام مقام مہلا
یہ نہ تھی (سوائے اس کے) ایک دوسرا ہے ورنہ سلسلہ لا مقنا جی کے کہ حقیقی میں نہ رہتے ہیں
کہ یہ دونوں شہیدوں نسبت ازت شبہ مثلاً شیخ بہت جوں کے ذہن و درجہ بعد دن قریب
اور ایک منہجی پہلے عبادت کے کوئی قریب نہیں دیکھ سکتا کہ اس طرف تباہ ہے۔
وہ دوسرے قول کے خلاف کہ درخشاں سما میں یہ تباہیت نہ کہ مادہ مثلاً اور مادہ
اور اس کے خلاف یہ بات کہ یہ نہیں کہیں نہیں ب اور عارف ذات تک پہنچنے کے بعد ان کی
حالت غائب نہیں ہوتی۔ مادہ شدہ و زخا کا غلط فہم فہم نہیں ہونا۔ مرقا وچ و چشمہ پیش سے
وہ اس کی مدد دینے والے خصوصیات کے بعد بھی نقاد غیبتنا دیکھیں۔ یہ میں موجود ہیں تو
یہ صریح زیادتی ہے۔

شیخ فیہ دین کی رسم میں شعر ہے

عشق را با کسی تو شیخ بود کافر کی مرغ درویش بود

کا صدمہ ہیں کہتے ہو کہ اس کے لئے کہ میں کہتے ہو کہ سب درویش کی خدا فیضیوں
پر شیعہ صمد ہے آج بہتر مقلد و شیخ با سعید خدائے مقلد کہ کتا عارفین حلق
کی بہت حد تک شیعہ و شیخ انشائی ہیں یہاں ہمارے عزیز میر جلی و احمد رحمہ اللہ میں فوت
ہوئے ہیں جو جہ میں فرماتے تھے کہ ہرگز کسی کی بقا و دوکان و حیرت کی نسبت ازت بود و
تلافی ہر مسئلہ میں سن رہتے ہیں کہ خدا کی درخت پر یہ درخت میں شدہ ہیں کہ
میں خط پر یہ درویش ہیں میں مستعد ہوں کہ میں کہتے ہیں کہ میں یہ صفت ہے کہ یہ

کے سامنے تہ نہ پر دوس کو بٹا دیا اور اسے قبا عطا کر دی وہ اپنے رب کی انکسوں سے دلچسپ ہے
 ورس کے ساتھ ملتا ہے۔ ہم نے اس کو بڑی جتنی برائی عطا کر دی

ایک دن مشائخ میں سے ایک کا نام ہے کہ فریاد کیا کہ خدا معشوقیت کا ہے اور میں
 مقام میں ہوں کہ شقیقت اور عشوقیت کا وہاں کوئی دخل نہیں۔

فریاد کرتے کرتے تین شخص نے یہ کہا ہے کہ شقیقت میں وہ لذت ہے جو دوزخ سے ملنے جاتے
 ہیں نہیں ہے۔ اس نے فرمایا کہ یہ یونکہ وہ شوق دوزخ کے سبب آتش عشق میں جتا ہے اور وہ شوق
 خلق کا مزہب ہوتا ہے۔ یہ مزہب اگرچہ سنات لہذا میں ہے مریات قرین میں شہادت ہے۔
 صاحب ہوا کہ یہ استغنا اور حیل و ہجر سے لذت حاصل کرتا ہے۔ ورس لذت کا وجہ
 عاشقیقت کے مرتبہ سے بہت بلند ہے۔

فرماتے تھے کہ جس کے سامنے سے پڑے تھ گئے اس نے اپنے پروردگار کو اپنی روح کے
 پیار میں دیکھا۔ ان کی کشف و کشف سے اس وقت عارف عدم تنہائی کے حرف توجہ میں ہوتا۔
 یونکہ یہ صفات میں سے ہے کہ تب حروف کہتا ہے کہ عارف کا علم حضور کی ان سے ملتا
 حقیقت حقائق میں نذر ہے۔ ورس کہ انا محمد و صلی و حقیقت عقائق یہ خدا ہے۔ ان دونوں
 میں کوئی منافات نہیں کیونکہ اس کا خود حقیقت عقائق میں تا مقبالت کے تابع نظر کرتے
 ہوئے ہے اور تنہا ہی و تنہا ہی دونوں مقبالات میں سے ہیں۔

فرماتے تھے کہ حدیث قدس کے واقعات ہیں ایک وہ بت جبریل علیہ السلام نے کر
 قرآن میں دخل نہیں ہوا کیونکہ یہ جو معجزہ نہیں تھی اور کابلین کے ساتھ خصوصیت قرآن
 مجیدہ کو وضع قدم کے لئے شفاعت ہے۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے اسے جس صلی علیہ
 وسلم پر بلا واسطہ بھیجا۔

حدیث: ذبحہر لہ فی زہور مستعینون صاحب انصوار اجب تھا
 میں حیران رہ جاؤ خواص صاحب قبور سے مدد کو کشتہ میں فرماتے تھے میں یہ بھی تھا کہ
 کہ مستعانت سے مرد و مراد کے مال و یاد کرنا اور ان سے بہت حاصل کرنا دعویٰ نور
 سے توجہ کو چھ دیتا ہے اور غرض حال کو مکر دیتا ہے۔

محمد بن یوسف علیہ السلام نے بوب ہونے کو استغناء دیا ہے میں حقیقت لازم دہی ہے جو جی کی ہے۔
فرمانے کے کہیں کلمہ راہ لا سنا کی تقریر یہ ایک نمونہ ہے جو بہت توحید شہودی کا تصور حاصل
ہوتا ہے اور اس کا کوئی عقبار نہیں مین قصصہ محمدی کی اس شکل کے۔

”اس راہ شاخہ مید نید نزدیک امام محمد است علی اند علیہ وسلم و انہ شامی علی محمد علیہ
سپہ سلمہ نید نزدیک ما خدا است“ اسے محمد بنانے ہو ہرے نزدیک وہ محمد علیہ السلام علیہ
السلام ہے اور جسے محمد علیہ السلام سے جانتے ہو وہ باک نزدیک خدا ہے کی تو وہ اس کے قریب ہونے
فرمانے کے کہ شخصیت علیہ السلام سے جانی و معانی کے تینہ اور اس کے خطبہ تمہیں حقیقت
اس یقین میں رہا مع تعینات و دلیل ہر ہے درمجم کائنات اسے خور ہے جو پریری ہوئی ہے
اس اعتبار سے اس نے یہ بات کہی ہے اور نہ حضرت جو کہ فرم فرمیں میں جوہ مرتبہ اور وحدت حق
کے باوجود کلمہ لفظ محض لفظ عبارت ہے۔

فرماتے تھے کہ نفس یہ نہیں ہے کہ حق تعالیٰ جناب سے غفلت کرتے ہوئے اپنے نفس ہ
شعور نہ ہو کیا تو نہیں دیکھتے کہ حساب جب گوشت کائنات میں ٹخنیں پڑتا ہے اور نہ ہائی روئی کچنے
پیش خور ہوتا ہے تو اسے اس حالت میں یہ شعور نہیں ہوتا۔

فرماتے تھے کہ جو بندہ شیخ کو آج سے اس سال ہوتا ہے اس میں شیخ نے عقاب و قوی القہر
میں مزاج کی صحت ثبات و روشنی کی وضاحت نہیں ہوتی۔

فرماتے تھے کہ انسان روح میں وہ قوت ہے جو روح مغیبات ہے تا بنی دہان سے معلوم
نہ کرنا تو فو شتہ وحی کا توسط دہان میں ہوتا ہے جس سے ہمیں نے جی اس کی تصدیق کی
ہے جب دلی دہان چپا ت تو فو شتہ کی ضرورت نہیں ہوتی میندے وقت بچوں انسان کی
روح اس قوت سے ہتھی ہو میندے ہو جاتی ہے جس سے اس کی چیز پر صاع ہوتی ہے جس سے اس
معنی کے خیال کو منہ سب تغیر نہ کرے تو جیسا اس نے دیکھا اسی طرح وقوع پذیر ہوتا ہے
اور اسے اشفاق ہو جاتی ہے اور نہ سب صورت میں تبدیل کیا تو جیسا کہ وہ علم کے خیال
میں شعور ہو تو کہیں مشہوب کی صورت میں متمثل ہو یا رمضان میں اذان فوجی اس کی
رون و معنوں کوئی تو انہوں نے کھانے پینے اور نہ مکہ ہوں پر نہ رکائے کی صورت میں متمثل ہوئی

تو سق تیسرے و تارویل کے ضرورت ہوتی ہے اور اسے شرف خلیل کہتے ہیں کبھی سونے و ناک
روحی میں نہیں پہنچتی جاتی ہے مگر اس وقت تک نہیں پہنچتی پس وہ محض دنیاویہ دیکھتا ہے
بعض وقت یہ اس میں غلبہ انداز و سمیت شکل ہوتی ہیں جیسا کہ انہی میں جہتین ہیں
پہلے پانی کے تو وہ بخارات دیکھتا ہے و اگر مریض ششیں میں بھیجے گا تو وہ اس میں
وہ اسے جھٹکتی ہوئی دیکھتا ہے یہ تمام انہی کے اسے خوب ہیں۔ ان کوئی تیز بہاؤ و اس کے
حرف کوئی ستھات نہیں کرتی جاتی ہے۔ اور تیسرے سے وہ کوئی جھٹکتے نہ خوب دیکھتا ہے وقت
شدت میں اسے یا جھٹکتے ہو و اس تیسرے سے اسے پاس ثابت کو ہیں اسے کا وقت و خوب
دیکھنے کے اسے اسے وہ برقی مریض کا شہار تھا یا نہیں بخونہ و غلیظ یا نہیں و وہ مریض
بھی طرح احتیاط کرے بعض وقت اسے طے عدم وجود اسے باوجود اسے اسے وقت
قد تیسرے وصل ہو جاتی ہے جیسا کہ غار کے لئے حقیقہ کی جاتی ہے۔

عزیز یہ روایت و سنت سے مستنبط ہے اس میں بڑی عمدہ کتابیں و اسے
بڑے ائمہ نے جیسے جعفر صادق بن سیرین ایسے ائمہ ہرگز نہیں۔

اس میں مابعد خواب دیکھنے و سنی اس خوب و بین دیتا ہے کہ وقت مقدس
کہ درمیانی وقت قدس میں علوم و اخبار کے زوہ سے شہادت کی وجہ سے گریہ وہ سے حمل
چکا ہو۔ ان کلمات میں فرماتے ہیں کہ مریض روح و جسم اس وقت خوب میں غلبہ خیرات
کے مظاہر کے لئے جدا ہو جاتی ہے۔ ان وقت اس کے لئے چار گز، شہور ہو جاتا ہے۔ اور
وہ صاف بکرتا ہے کہ کہتے ہیں کہ اس میں پہنچ گیا ہے پھر فرمایا یہ بعض وقت
مقبول ہیں ایسا مہر ہو جاتا ہے کہ موشیں گناہ شہور ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے در وقت اسے
کے لئے قرب و معیت در حد پندرہ نہیں ہے کیونکہ وہ دو فیصد تقسیم ہیں و ایک صر
مساقت پانی جاتی ہے لیکن نہ تقسیم نہ ہو ہیں و پھر اسے سب تو در و اور این کہ تین عشر
چوت بیان کی ہے آپ نے فرمایا ان مقامات سے دو تا قرب میرت در حد نہ تیر ہفت و پانی
میں موجود ہے یعنی ان صورتوں میں وہ ہوا ہے۔

صوفیہ کے ایک روئے کے مقرر کہ ان صفات شخصی مستفیدات و ہریت ان صفات

پہلے باقی ہے اور قصبہ نویں کو سفائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس طرح چھ سکائی باقی رہ جاتی ہیں۔
 بہت سے چرچوں میں باقی ہے شکم میرا، غصہ و شہوت

فرماتے تھے کہ خورق عادت کا مہو صرف نشان رہا ہے یوں کہ صرف کا مہو صرف تھوڑا ہوا
 و صورتیں تب ٹھیک رہیں جو اس حالت سے تھیں۔ اگر اسے تو اس سے وہ پتہ چلا کہ ہوتا ہے جو خورق
 چاہتا ہے۔ فرماتے تھے کہ صرف خورق پر غور کرنا کافی نہیں ہے بلکہ یہ نقصان ہے اگر وہ زیادہ ہو جائے
 کہ اس نے تجھے قوی بنا دیا ہے یا نہ ہے۔ یہ خورق خورق نہیں ہوگا وہ اس کی طرف توجہ نہیں دیتا اور
 فوراً اس کو کہہ گا کہ ہاں خوب ہے اور اس میں وہ اس کے سہارے نہیں چھوڑتا۔

فرماتے تھے کہ اگر وہ اس میں شکم میں چاہے کچھ کھائے ہو سکتے ہیں لیکن اس کی حقیقت اس کی
 طرح باقی رہتی ہے۔ مثلاً جہاں علی علیہ السلام اپنے قدم پر قیام میں اس کے باوجود مسالست پناہ
 میں نہ ملیے مگر اس نعمت میں دھیان کی صورت میں متوجہ ہے۔

اگر کوئی صرف اس کو مسخ کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس شکل کی طرف توجہ
 کرے کہ اس کا توجہ ہو تو وہ اس شکل سے نہیں نکلتا۔ اگر وہ یہ کہہ دے کہ اس کے طرف توجہ
 کو متاثر کر کے اس کے اس شکل میں شامل ہوا ہے اور اس طرف اس صورت کی طرف متوجہ ہے
 تو وہ اس صورت سے اس میں نکل سکتا لیکن جس بار اس کی صورت کو اس کے ساتھ پروردگار دیتا
 ہے اس طرف اس کی طرف توجہ ہو تو وہ اس سے بند کر دیتا ہے۔ اس کے اس صورت کی
 طرف توجہ ہو جاتا ہے نہ وہ اس میں یا اس توجہ میں فتور واقع ہو جاتا ہے۔ درود جن دہائی
 صورت میں نکل جاتا ہے۔

فرماتے تھے کہ سورہ کی تک کو اس وقت تک کہ آخر تک اس حمد سے جاری ہے۔
 اس میں ایک ہفتہ تک کہ تیس بار پڑھتے تو بعض غلام اسے حق سے جدا کر دیتے ہیں۔
 جانتے ہیں فرمان خداوندی۔ فوق اسی حد سے علیحدہ نہیں ہوتے تھے۔ یہ علیحدہ
 بلا خدہ کا بیغ ہے۔ کثیر علم ہے اس میں ہے اور وہ اندھوں کے دستہ سو کوئی نہیں پس
 مشنہ کے مقدر کے بغیر معنی درست ہو۔ اس کا تب اس وقت کہ یہ ایک بار ہو جاتا ہے
 مشنہ یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ شہید و وحدت کے اور کوئی مشنہ دیکھ نہیں سکتے۔ اس وقت کا

و جس کی وزیر حاسما میں ہٹی یہ رہے تھے پانچواں وزیر میر سے اہل سے بنا۔ جو شیخین
یعنی حضرت بوکر صدیق کبر اور ناریق غفرہ اور دو فرستے یعنی جبریل و میکائیل پہنچے آپ سے
وزیر راتھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وجہ کے شریکوں رات رات بوقت نماز
نہل رہا رہا فقار اسائن کیف رایتہ فقال لہم قود عیون ہمہ ہذا
العین وکن رتہ القلوب بحقائق الا یقان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا
آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا میں نے کبھی دیکھا بغیر اپنے رب کی عبادت میں نہ اسائن
نے پوچھا آپ نے اسے کیسے دیکھا فرمایا سے انکھوں سے نہیں دیکھا لیکن قلوب سے نہیں سے
ساتھ دیکھا کئے متعلق کا رب تروف کہتا ہے کہ اس توجیہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ کام دنیا میں
اس طریق سے روایت جو پہلے سے متور ہے کے متعلق نہیں ہے عیون سے مراد سی عیون
ہیں جو بہت اور اون کا متعلق ہوں مطلق عیون میں نہیں ہے فرماتے تھے جی دنیا ہی تک نہیں
جو بہت و لون اور شہار کی متعلق نہیں ہیں انہوں نے سے نہیں دیکھا بدوہ متعلق یقین کے ساتھ
دیکھا گیا پھر فرمایا علم یقین یہ ہے کہ دھوں دیکھنے کے بعد گ کے وجود پر استدلال کیا ہے اور
میں یقین یہ ہے کہ خود گ کو دیکھا ہے۔ درحق یقین گ کا علم ہے۔ پٹھان کے ساتھ شاہد
عین یقین میں ہوتا ہے۔ اور دھوں گ ہو درحق یقین میں ہے لیکن سننے کے ساتھ کہ حانہ
سے مراد معرفت علم یقین نہیں ہے علم یقین یہ ہے کہ کشف حجابات پر اس طرح غائب
آجانے کہ شک کا ختم نہ رہے۔ یقین عرفی جو عین قلب ہے۔ اس طرح کے امور سے
حاصل ہوجاتا ہے۔

صوفیائے حق قول کہ عرف کا ہدف یہ کہ شہرہ گت ہوتے فرستے تھے عرف
نہ توجہ انہی خورقوں طرف نہیں ہوتی بدوہ قدرت حق کی طرف درس کے مکمل کی طرف
پھٹتا ہے۔ گزرتے وقت اس کے قصد واروہ کے بغیر خورق کے ساتھ اس میں ہموہ زیر ہوتا ہے
تو کوئی بہرہ نہیں لیکن عارف کامل کو یہ قدرت دی گئی ہے کہ جب چاہے قبر و غضبہ
نہل کرے جیسا کہ یک مرتبہ ایک بادشاہ عارف کامل سے گھر میں مہواری کی حالت میں
دھنل ہوا۔ لوگوں نے اسے ہانک دیا کہ بک کشف ہے۔ اس نے توجہ کیا اور کہا ہم نے جہت

فقر، بودیمھا ہے کسی شخص میں کوئی تاثیر نہیں ہے۔ صاف کو غیرت ہے۔ اس طرف غضبناک ہو
 رہا تھا اس وقت اس کے گھوڑے نے کمر میں در پھیلے پاؤں پر چڑھ کر بادشاہ میں پرگر
 رہا۔ عداوت نے بایک کام ہمہ کے اس نے کیا ہے تاکہ فقر کو تعمیر کجائیں لیکن بعض کامین باوجود قدرت
 سے قیام بہ طور کے طرف رتقات نہیں کرتے چنانچہ فیروز فرید الدین عطار عین انقضا، و حیدر بن
 منصور نے ہایت کی ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل و قدر پر خوش ہوتے ہیں اور اس میں نقص نہیں
 پہنچتے تھے شیخ عطاء اللہ، پندتال کے ہاں تیرا ہے اس نے تجھے خوب پہچانتا ہوں خود کسی روپ
 میں آؤ۔ دراپنا سر سے ہاتھ میں لے دیا۔ یہاں تک کہ اس نے اسے قاتل دیا۔ ان اور سے خود فرہ
 ہونا لگے انسان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہاں اس کے وقت ظاہر قہ کو مقابلہ نہیں کرنا چاہیے۔
 فرماتے تھے کہ بلی ذاتی میں عملی ذہنی یہ بھی وجود سے نہیں بلکہ نور وجودہ وجود خارجی سے
 مشابہ ضروری ہے۔ کاتب حروف کہتا ہے۔ بلی ذاتی سے مراد یہاں ظہور مال تملی ہے جیسا
 کہ خدمت مومنی علیہ السلام کے ساتھ ہو۔ بلکہ اس کی صورت میں تجلی وقوع پذیر ہوئی۔
 دہاتے تھے جو شخص یہ کہتا ہے کہ اسے رادش خبریت اور بقا سے مراد ثبات علیت
 ہے۔ اس نے دل و لہجہ کے روستے لاش غصہ کی ہے۔ اس کی شکل اس شخص کی سی ہے جس کے
 پانچ رنگے لہجہ میں ہوں اور وہ خود نہا سفر کر رہا ہو اس حالت میں وچوڑے اس کے سر پر آن
 کھڑے ہوں وہ اپنے رنگوں کو یاد کرتا ہے در زبان سے کہتا ہے کہ اسے بیٹھا، آؤ اور اس
 چور کو دور کرو۔ یہ حضور صلی علیہ وسلم سے چوروں سے نہیں چھڑا سکتا اور نہ ہی خوف و ڈر سے نجات
 دلا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھا ہو اور وہ پانی کی حقیقت و ربودت بہاؤ سیاسی دور
 کرنے میں مصروفیت و کپڑوں کو صاف کرنا وغیرہ پانی کے وصف سمجھے ہیں بانی دنیا سے
 مینہ نہ اسے تو اس کی پیاس قح نہیں کچھ بکنتی اور اگر یہ سب کچھ جانتے ہوئے کسی شخص کو
 ہتھیائی گھانے کی ضرورت تو مرے ہیں نہ دیکھا ہو لیکن اس کی پیاس کی کیفیت اور اس کے
 وصف و تاثیرات سے ہونے میں وہ ہتھیاس کے وصف بیان کرنے میں پنے کا ہتھیاس
 سے فاق ہو کر بھی سے ان تمام باتوں سے کوئی انفع نہیں۔ کسی طرح وہ شخص جس نے توحید
 نہیں پہنچایا اور شریعت کی کاشتیں اس کے دل میں ہوتی ہے تو اسے کوئی انفع نہیں ہوگا۔

پھر فرمایا کہ توجہ تعلیمات کے آثار وصول کسی کے ساتھ نہیں بلکہ وصول شہودی کے ساتھ ہی حاصل ہوتے ہیں حسین بن منصور کا ہاتھ کاٹ دیا اور وہ مسکرا رہا تھا اور اس کی ہر لگائی سے اناحقان سوڑاؤ تھی۔ اسے مولیٰ پر لٹکا دیا گیا، اور وہ اناحق کہتا تھا کہ اسے جلا دیں گی اس کے لٹکے سے اناحق کی دنیا بھر کی تھی تین روز کے بعد لٹکے کو دریا میں پھینک دیا۔ وہاں سے اناحقان کو نہ مانی دیتی تھی۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ سنن توحید کسی پر کتفا نہیں کی تھی بلکہ توحید حالی سے مشرف ہو تھا۔ پھر فرمایا توحید حالی کے آثار میں توحید ذاتی میں نور موجودہ کا وہ ذخیرہ ہے ساتھ ظہور نورانی کی رویت اور سی چیز کا ظہور ہے جو پچھلے سین بن منصور سے ظہور پذیر ہو۔ اور توحید صفائی میں خشوع و خضوع اور انسانی سرور ہوتا ہے۔ توحید فعل میں توکل و درود و ذم کا برابر ہوتا ہے۔

فرماتے تھے کہ اصل حق مجذوب سے غالب خوارق عادات اور کشف صادر نہیں ہوتا کیونکہ وہ وحدت ذاتیہ میں اس قدر متغلق ہوتا ہے کہ کائنات کی طرف توجہ نہیں ہوتی بخلاف سادک کے۔ وہ اس سے مختلف ہوتا ہے۔ مجذوب کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو ایک شہر سے دوسرے شہر وراثت کے بودج میں بھیجا کرے جائیں اور اس طرح وادیوں و راستوں کو کسی طرح طے کریں۔ اگر اس کے کسی سستی کے متعلق سوال کریں جس کے پاس سے وہ گزر رہا تھا تو اسے پتہ نہیں ہوگا۔ بخلاف سادک کے کہ وہ ہر مقام کو بالتفصیل جانتا ہے۔

پھر فرمایا اصل حق مجذوب اگر کشف کائنات چاہتا ہو تو اسے زہ سلوک کے گڑھا چھینے اور کوئی شخص اس مقام کا دعویٰ کرے تو اس سے معرفت ذات و صفات کے متعلق تنقبا کرنا چاہیے تاکہ حقیقت ظاہر ہو جائے۔ ورنہ بھروسہ مدعیان شیخوخیستہ بنی وہاں پہنچا کے لئے اس بات کو نوک زبان کر رہا ہوتا ہے کہ کہتے ہیں کہ کرامات تو معمولی چیزیں ان کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں یہ بات عرفا کا عین کے حق میں تو بلا کل درست ہے عین ان پہلائے حقیقت ذات و صفات اور توحید حالی کے شیوہات کا کوئی علم نہیں ان کی طرف سے یہ دعویٰ ناقابل التفات ہے۔

شیخ محب لدالہ آبادی صاحبؒ سو یہ کہ مشرب کی تحقیق میں فریاد تھے کہ جہوں نے

حق صفت وجود کا نام ہے اور یہ اس کے اپنے اس قول سے صاف حق معقول محض ہے مگر اس سے
ان کے وہ یہ ہے کہ عقل اس کی حقیقت کا تہہ کو پہنچ سکتی ہے تو یہ قول باطل ہے یوں وہ جب کہ نہ
کا کوئی عقل اس کے نہیں کر سکتی اور اس سے وہ معقولیت کا نام نہیں میں جیسے اس صاف و سبکی سے
پر دلالت کرتا ہے تو یہ بھی نہ ہی کہ نہ ہے جو کہ وہ نہیں کہ اس مذہب کے طرف بانا قدر اس
سے ان کی رد وہی ہے جو شیخ کہتا ہے کہ اس وقت بہت عقیدہ رکھنے والے عقول محض اس کی چونکہ
اس کا کائنات سے محال ہونا اور اس کا ہر عقیدہ منسلک ہو جیسے سے نیرودہ ثابت نہیں عقل اس پر
مقابلہ کا نہیں ہیں تو یہ موجود صفت حق ہی ہے سینہ کے ہر یہ ہے جو وہی حقیقت اس کے عقائد اور
حقیقت میں اس وقت اس کے عقیدہ کے معانی ہی کے قرار دے میں یا اس سے اس کا مطلب
یہ ہے کہ اس وقت حق جو زمین سے جس سے بلند ہے تو یہ بات درست ہے سینہ کی خود اپنی تصدیق
اس کے خلاف ہیں اس کے عقیدہ کے خلاف ہے اس کے عقیدہ کے خلاف ہے اس کے خلاف ہے اس کے خلاف ہے
میں الحاصل ہے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے
موجود ہے اور اس میں نہیں کہ اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے
کے نہیں کہ اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے
میں شہود ہے اور اس کی حقیقت کے ساتھ وجود ہے جیسے کہ اس کی طرف سے اس کے عقائد کے
اختلاف کے باوجود اس کی صفت پر اس کی ہوتا ہے اور اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے اس وجہ سے
کی ان شکوک و دودھوں کا بہت جو ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل ہوتی ہے
اس کفر و فسق و زبانیوں وغیرہ اس چھٹی وقت کے کائنات میں سینہ کی حقیقت وجود کے
ساتھ اس کی تعلق نہیں ہے یہ وصف اس میں اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
کا وہ قیوم نہ ہر قانون کا وجود کہاں سے آجیگا اس کی حقیقت وہ تو یہ یوں اس وصف اس سے
میں یعنی یہ بدلنے والی شکلیں اور صورتیں حقیقت وجود کے وصف میں سے نہیں ہیں اور
اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کے تعینات اور وصف اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
ذات کے عقائد اس نسبت میں اس ذات ان تمام میں اس کے ہر وہی تمام اس کے ہر وہی تمام
فرماتے ہیں کہ خود اس کے وصف کا کوئی دوسرا یہ شے نہ نہیں ہوتی خود اس کے

ہوئے عارف و متصف کے مزاج کی مثال نبی علیہ السلام آپ کے بل ہیئت کے ہمارے سلسلہ میں
موجود ہے متصف میں بی طاقت نہیں کہ عارف کے ساتھ مکالمہ کرے۔ ہم اس سے گریزاں رہتا ہے۔

ڈرتے تھے کہ مکاتیب کا حقیقہ یہ ہے کہ حجابات دور کر دیتے جاتیں وہیں کا مصلح بہت ذاتیہ
جسے دونوں جہانوں کو اس حد تک ترک کرنے کہ بلوٹ غنیا اور قیام دنیا کے لوگ کتوں غنیزہ ریں
و سب لوگ بنائیں گے۔ منہ سے دکھائی دیں۔ اس وقت جس تاملے بینی ذوقی محبت اس کے
میں ذاتیہ و نفسی مبادیات ہوں سے بنائی ہوشت ہے۔ ورتوں کو مراقبہ ساتھ زندہ
رکھنا پھر یہ آپ کے فانی و زندہ کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے اس کے بعد کثرت شاہدہ وحدت
کے ساتھ ہواوت نہیں ہوتا ورجوٹ خلوت ہو جاتی ہے عینہ بیداری و چشم جہیت عنایت زلیہ
کے سہ سے سرلیں ہو جاتی ہے۔ ماریک عقل کی عنایت ادا رک یہ ہے کہ معدنوعات کیسے کسی مبالغہ
کا مل کی ضرورت ہے لیکن وہ ذات و صفات اور تیزنات ذات کو یا پہچانے گا

ذات تھے جہاں صوفی صوفیا متعین کے معنی نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ حق کا ظہور
منہ میں سورج کے شمس میں ظہور کی مانند باریکے وجود کا مختلف ٹینوں میں ظہور کی
مانند ہے۔ اس میں کوئی شب نہیں کہ اس طرح یک جزئی محدود و محدود ہر سے جہات کا تصور
پیہ ہوتا ہے۔

حاشا اللہ عن ذلک۔ ہاں بعض سلاف نے ہمت یوں کو سمجھانے کے لئے اس قسم کی
شب میں وہی میں خدا تعالیٰ بہت عام کا سایہ ہونا شمش کی کامرتبہ ثانیہ میں ظہور کے معنی
ہیں۔ اس سے بہرہ نہیں جیسے دیوار پر درخت کا سایہ پڑتا ہے تعالیٰ اللہ عن
ذات مشہور شمس

چوں نورانی شہی نہ ذکر بزرگ ذکر خفیہ کہ غفہ اند آست
اہب تو رکے اریح ذکر میں فنا ہوگا تو یہی ذکر خفی ہے) کا معنی بیان
کرنے کے نامایا فانی سے شمس مکان کے پرے پوشیدہ ہو جاتے ہیں ہندس کا نام ذکر خفی
بھی ہے۔ فرماتے تھے۔ بل شہود سانپ بچھو شیر و جیروں سے نہیں ڈرتے کسی لئے
بعض عارف نے خود کو زلیا و ریتے بکھ میں جہاں درند بہت تھے اور بٹ دانہ میسر

میں نہ جاتے۔ جب ان کے الیں کو خوف پیدا ہوتا تو انہوں نے ہمیں یاد دہ کمال میں
کاتب حروفِ اہتمام سرورندوں وغیرہ سے ان کا نہ کرنا اس وقت ہوتا ہے تب یہ علامت
سے بے خبر ہو کر ذاتِ احدیٰ غیبت میں متفق ہوتے ہیں اور بالکل وقت کو گوری
طرح ہوتے ہیں۔

کان الشیخ عبد الغفار یحضر مجلسہ لاندیا ولایہ تیغیہ عارفہ
کی مجلس میں بنیاد و دیار کا تصور ہوا تھا اس شریعہ کی ملت فقہر آبِ خش تہذیب
روشن ہوئے تمام کائنات جاری و ساری تہ سے مکمل تھے اس آیت سے مراد اس کے
کرتے تھے یہاں سے دوسرے نبیہ ویا حتم کرتے تھے اس بات کو اس کے ساتھ
طرح تعبیر کیا گیا۔

قوله تعالیٰ اذ قاتل قحطان فاستغذ منہ من ستمہ
کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ تو سیدطان سے نہایت براورس کے تھے اور اس دور سے
کہ مدتوں اس کے وقت ان کو یہی متوجہ ہونا چاہیے اور اب و آخرت سے روئے
در حقیقت جن نمود مبینہ ہے۔ اگرچہ غافل نمود متعلق ہے انہیں۔

خدا بن سنان کے من قصہ انہوں نے صحبت کی انہیں اس دور میں رہا ہے
قبرت انہیں جاتے تاکہ وہ عامہ بنیخ کے متعلق بنائیں۔ اسے تعمق کرتے ہوئے
عامہ بنیخ میں پہنچ گیا اس کا اس ناموئی جسم سے ساتھ جو کہ قبل کی تہذیب و عرفان
ہے۔ وہ بدتہ نام ممکن نہیں۔ بہت اس کا مثال بدن کے ساتھ جو کہ قبل کی تہذیب و عرفان
نہیں ہے وہ اس کا جائزہ جسم روح روح اجساد حصص عملی اطلاق درخیزان
مختلف صورتوں میں ذواتِ مجردہ جسمانی مشاعر میں سمجھتی ہیں جیسے جو اس کے ساتھ
کلیں کی صورت میں متشکل ہونا ہے اس طرح نبیہ و سید سلطان دریا کی متعلق ہیں اور
مشاہدہ خفہ حیرت و غیرہ یہ نام عامہ مثال کی ہیں اس میں اس کے مختلف
میں خاص ہو سکتے ہیں تو عامہ بنیخ میں بھری ہو سکتے ہیں کیونکہ ہر وقت اس بدن کے
تغذیٰ وجہ سے زیادہ ہوتی ہے پس اس بدن سنان و مرد بدن سنان کے ساتھ

جسم غصہ کی کہ سنا تو نہیں۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ قیمت سے پہلے میں دنیا میں روح کا بدن
عنصری میں لوٹ سنا تو وہی جہوت ہے جس کے باطن ہونے پر اہل ملت کا اتفاق ہے کاتب حروف کہتا
ہے کہ بہتہ میں نہ یہ کہہ دینے کا یہ محمول ہو۔ عارف میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ تدریبات ارواح کو ان
کی مشایخ صورت میں راسخ کرے اپنے مقام سے نروں برہنہ ان تدریبات کو مثال ان صورتوں کی
حج ہے جو جینوں کے حاشیہ میں تیسرے میں آجاتی ہیں چونکہ پنجاب شیخ عبد قادر سیالوی ضعیف تدریبات
کو ارواح میں کس تئیں حد یہ تھا کہ اس لئے تدریبات ارواح انبیاء و اولیاء اپنے آپ وجود مثال
سے آپ یزیدوں کو کئی تکفیل

فرماتے تھے آج سے پہلے میں پہلے ہمارے کیا کرنا ہے۔ اور تمہاری رمت کی امید پھانسی پر ہے تو تمہارے رمت کی اور کیا ہمارے رضا کا غلوشی ہے تو تمہارے تہہ رمتی ہوئے میں نے عرض کی غم و اندوہ میرے مقصد تو تمہیں رشاد ہے درس یکن با دوسرے معاملہ ہے پھر فرمایا۔

صوفية عبد الوهاب بن حور البياض

فرماتے تھے میں شہر و دیہات کہہ کھلف نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے یہودیہ میں قائم رکھنا ہے
وہ جو انہیں بکھڑا کر رہا تھا خدا کے پیچھے میں اس لئے نہ تھا شراب نوشی کی برائیوں
کی طرف سے یہ نہیں ہوتا یہ خدا کا کچھ عقبار نہیں

صوفی کے طور پر عقیدہ کفر و لوکان بالکفر کا تاویل میں اثر کرتا ہے کہ عیوبیت دونوں کا مقتضی ہے۔ نیز ان شہود کی جہوت ختم ہونے کی قیامت اور اس کے تقریف سے ہوتی ہے۔ پس محبوب کی یہ سہ قد عہدہ کہ کتبہ حقیقت ہے اور اس کی تین صوفیہ کے ہر قسم کی عجبیت مند اس کی حصہ بنائیں۔ ہر جہاں سے کیونکہ محبت و محبوں کی مقتضی ہے۔ اور دونوں کے نفس سے ایک روح ہے۔ اور حقیقت تمام خواہشوں سے نجات مانجہ وہ خدا کی محبت کو پہنچانے کے لیے۔ اور اس محبت سے تیار ہونا چاہئے کہ تم تیار ہو کر وہاں وصل کریتا ہے۔

کتابتِ روضہ متا ہے کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عبادتِ عارف اور مبتدی دونوں کرتے ہیں
بلکہ ان کے تلبیخ و تہذیب یہاں سے پہلے مقرر ہے حضور کریمؐ اور شہرت و دنیا کو چھوڑ
یہ شیعہ کے لئے ایک نکتہ کی توجہ اور اہمیت ہے جو شیعہ کے غیر شیعہ کے امتیاز کے ساتھ عبادت

لے کا درجہ ہے اس کے بعد اپنی قوت و طاقت کے ساتھ نہیں بلکہ سب قوت و طاقت کے ساتھ ہوتا
 کرنے کا یہ وقت تمام ہے اس کے بعد سب زیادہ دقیق مرتبہ عبادت ہے جو مومن کی سمجھ سے ہوا ہے
 حاصل کر یہ کہ حضرت وارا کا اشارہ ان مرتبہ کی طرف ہے معاذ اللہ عبادت کے معاملہ میں تساہل
 مرنہیں۔ اس کا فریضہ یہ ہے کہ حضرت وارا شریعت کے اس قدر پابند تھے کہ تخری حتمی سے پہلے
 کوئی ادب و سنت ترک نہ کیا ہو۔ اور دوسرا فریضہ یہ ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ نبی علیہ السلام کا
 نہ ہر کسی عمار کو دامنِ خیریت کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ حق تعالیٰ کا فریضہ نہیں ہے اور اقتداء کی
 جائے کی معلوم ہوا کہ خیریت کے ان کی مروت معنی میں جو بنیادیں جوہر تر پسند جاتے ہیں۔
 یہ ہر ت کے قول سے

نہ غنی و ثبات بروں صبر نے مست کیوں جانے زور میں میل سوئے مست
 اب دومت چو عاشقے درں جا برمد نہ نفی نہ ثبات نہ مو را بے مست
 نفی و ثبات سے آگے ایک صفا ہے جس میں یہ گروہ سرردن ہے لے دومت ہے جب کوئی شہق
 وہاں پہنچتا ہے نفی و ثبات تو جا ایک ہال کی جلی بنائش نہیں ہوتی
 فرمائے تھے کہ اصل شہو یہ ہے کہ ثبات کا ثبوت اس طرح ہو کہ مثبت اور مثبت ایک ہو جائے
 عشق عاشق و معشوق غیبوں ایک ہیں یہاں باب وصل کی گنجائش نہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے اور بل
 سوئے کے ہر نفس اور صل تو سر غیر میں لے لے نفی ہوتی ہے جب یہ وہم متفی ہو تو عین کی نفی
 ثابت ہوئی و لفظ "نہ" اور اجات مست تسلط اور سرفرازی کے کنایہ ہے۔

خود قبیلہ نے بعض اصناف کا جوہر قول "الوجہ کوچہ تنگ است" نقل کیا ہے کہ یہ
 میں فرماتے تھے اس وقت اس کی نظر سے جمیع شہرہ صفاتیہ اسمائیکہ پوشیدہ ہو جاتی ہیں اور
 وحدت ذات کے سوا کسی چیز کا تصور نہیں رہتا پس یہ کوچہ تنگ ہے لیکن بقا کے بعد جب سے
 وحدت میں گنہ گار ہو صفات میں سر نہا تو اس جہد غلبہ و معصیت ہے لہذا طرہ یہ ہے کہ
 بعض وحدت پر متفکر نامان نہیں بلکہ اس توہید میں وحدت میں کثرت کا محال ہے
 بعض صوفیہ کے قول "قبولت واجب نمر شہاد" سے مراد ہے کہ ہر صوفی کے قلوب
 حقیقۃً سو جب لایید سے حد کے بین میں فرماتے تھے کہ ہریت میں غلبہ رکھتے

محال ہے۔ لوگوں کا صوفیہ کو کافر کہنے کا سبب یہ ہے کہ وہ ان سے سنتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے وجود مطلق ہے اور وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی اصطلاح میں وجود اور وجود کے معنی میں ہے اور مطلق سے ان کی مراد یہ ہے کہ ذات حیثیت نہ تھیں کوئی عیناً مانعہ نہیں ہے نہ کھیت نہ جزئیہ نہ عموم ہے نہ خصوص بلکہ اس میں مطلق کا بھی عیناً نہیں ہوتا۔

صوفیہ کے قول میں کلی نبی ولی والا عکس کے معنی میں فرماتے تھے کہ وہ یہ اصطلاح نہ نبوت کے لئے شرط نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ کوئی شخص محبت یا غیوریت میں پروردگار سے اسے نبوت تبلیغ سے سرفراز فرماتے۔ بلکہ کل (نبی) کو دلالت ہے مطلق سبب اور نبوت دونوں سے نوزدینا ہے جیسے اسی صلی اللہ علیہ وسلم و زکریا و العزیز پینہ علیہ السلام۔

حضرت بائیزید کے قول انصاف بخلاف اوقف الانبیاء بسا احوال میں سمجھیں کہ اس کا اور نبیاء کے ساتھ یہ کچھ ہے تھے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: انبیاء کے متعدد کام میں قریب استعداد ہوتی ہے کیونکہ وہ وہمیت محضہ ہے نہ دنیایتہ بیفتے و وسوسہ تہمتیں نہ قریب ہے کہ اس کا ردغن آگ کے پھوٹے بغیر روشن ہو جائے اور وہ حقیقی اور شہود میں سے ہیں۔ ایک حکمت شانہ کی وجہ سے حد حق نہیں مقدر مشاہدہ میں تارک ہے پس بائیزید کے قول کا معنی یہ ہے کہ وقف بعد انحواض وغیرہ کانے کے بعد حاصل کیے ہوئے تھے کہ بہت مراد مشہور و حدیث اور ساحل سے مناسبت ہے۔

فرماتے تھے کہ ترجید افعال کے حصول کی علامت ہے کہ سبک حیات کی تعبیر چھوڑنے سے لوگوں میں حاصل ہو گیا اور ضرب و ضرب موت کی نیز و منہ کے نوع و نوعیت کی نوع کی طرف منسوب کرتے۔ و ترجید صفات کے حصول کی علامات ہیں کہ بالخصوص سبک اپنے قیاس و سماعت اور بشارت کو مایہ حقیقی کے بہرہ کر کے موٹے سے، ت کے کہ حضرت و توبہ تعین و قید میں حضور تعین صفات کا مورث ہوتا ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص سمندر کے بہاؤ کو نہر یا جھوٹے ناموں پر مشابہت کرے خود ہی نہیں کہ وہ شخص سمندر میں موجود اصل و جہرہ و تہذیب و تہذیب سے ملے ہوئی طرح و کیفیت ہے کہ سمندر جیسے بنیاد میں ذات حق کے نشہ و زہری ہوتے ہیں۔ اور تمام موصوفات اور بہت پر جمع یہ ہوتا ہے کہ یہ وجہ موجود حق و خدا کی ہے

نور میں سے ہے۔ حدیث ما تقرب الی عبد الخ کا مفہوم حدیث ما تقرب الی عبد حب و ما افترقت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنواحل حتیٰ کون سمعہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے تھے۔ توحید میں قرب فرشتے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے فعل کے بے مثل و یگانہ ہونے پر ایمان لائے اور اس بات پر کہ عالم میں اس کے بغیر کوئی شے نہیں ہے در قیوم نہیں ہے اور جسے یہ ایمان حاصل نہیں ہوتا وہ آخرت میں ماخوذ ہوگا۔ توحید میں قرب نوافل یہ ہے کہ عبادات کے ہٹانے کی کوشش کرے اور یہ قرب نفس ہے اور بندہ سے حاصل نہ کرے تو اس پر پروا خدہ نہیں ہوگا۔ اس تقدیر پر حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ کوئی شخص بھی اگر خدا تعالیٰ میں سے فرشتے کی داسی سے بڑھ کر حق تعالیٰ کے حضور قرب حاصل نہیں کر سکتا نیز اس سے نرا کر نہ پروا خدہ نہیں ہوتا ہے اور توحید تفصیل میں بندہ ہمیشہ ریاست شاقہ یہ پھل بناب قدس کی برکات میں توجہ سے فلیہ عبادات کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے ریاست کہ خدا تعالیٰ سے اس کی خودی سے پھیرتا ہے اور دوستی سی کا نام ہے اور حب بن ہٹس صورت پر اس مقام کو حاصل کریتا ہے تو جس طرح اس کی ذات فنا ہو جاتی ہے اس کی صفات بھی اٹھ رہ جاتی ہیں۔ اور جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی صفات سب جاتی ہیں اور ذات سی طرح رہتی ہے۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ تمام انسانی عبادات مرفوع ہوجاتے ہیں پس کیسے کہا جائے گا کہ اس کی ذات باقی ہے کاتب حروف کہتا ہے کہ یقیناً جو شخص یہ کہتا ہے کہ صفات خدائی جاتی ہیں نہ ذات اس سے اس کی مادی ہے کہ وجود منفری اس میں نہ رہے اور اس طرح تمام حقیقات فنا ہیں مگر حق پر کہ پہلے تھے۔ توحید کے بعد بھی میں اور اگر بعض آثار ظہور و خور ہیں تو بحالہ یہ تبدل صفات میں سے شمار ہوگا۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ ذات جاتی ہے ان کی مادی ہے کہ ایسی فنا جو صوفیاء کے نزدیک معتبر ہے بس نہ میں نہ اس ہے۔ ذات تھے کہ جب ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ وصول حاصل ہو گیا لیکن بعض پسند و تمیز میں جاتے ہیں تو اس پر غم اور رونے کے آثار ظاہر ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو اس میں تجویز کی طرح ہو جاتا ہے لیکن وہ با خدا جس کی سبائی لطائف حقیقت تک نہ وہ نہ وہ نہ وہ ورنہ فی نہیں ہوگا نہیں پڑتا۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ یہ حجاب جو بجا

نہیں۔۔۔ فرماتے تھے کہ یہ دورہ میں جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ شیونہات کو سید فرمائے تو پہلے
ملائکوں کو پیدا کرتا ہے جو کہ یہ نسبت تعلق درمیان و ذات سے عبارت میں وریہ انواع
میں ہوتا ہے۔ جیسے دوخت پتھر انسان ہو اور وغیرہ پس نوع انسانی ان مثال میں ظاہر
میں خدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ دورہ ختم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ روح بھی فنا ہو جاتی
ہے۔ اس کے بعد مذکورہ ترتیب سے پیدا فرماتا ہے۔

حق تعالیٰ کے افعال و صفات میں ہر چیز میں ہے پس جو بعض صفات کا ذاتی نہیں ہوتا اس
سہ دیوں کی صورت پر ہوتا ہے۔ یا اس اعتبار سے کہ خدا تعالیٰ ہر چیز میں ہے پس اس کے لحاظ سے
ہر شے میں ہے۔ اور ان کے اندر ان کے اندر ہر شے میں ہوتا ہے کہ ان کے اندر ہر شے میں ہوتا ہے کہ ان
فقر کے نزدیک اس کو کہہ سکتے ہیں کہ ان کے اندر ہر شے میں ہوتا ہے کہ ان کے اندر ہر شے میں ہوتا ہے کہ ان
ہے۔ اور یہ یقین شتقاق صورت ان کے اندر ہر شے میں ہوتا ہے کہ ان کے اندر ہر شے میں ہوتا ہے کہ ان
میں وہی ہے۔ اور ان کے اندر ہر شے میں ہوتا ہے کہ ان کے اندر ہر شے میں ہوتا ہے کہ ان کے اندر ہر شے میں ہوتا ہے کہ ان
شتقاق راہ قدیمہ و جدیدہ میں ہے جیسا کہ وہ مناسب ہے جو حوض میں نکس ریز ہوتا ہے جو حوض کا
پانی خواہ نہ شعلیں تبدیل کرتے سناں ویسے کے ویسے ہی رہتے ہیں۔ وائے اعظم۔

شیخ اکبر کے قول کی تشریح
شیخ اکبر کے قول بعد عبد وان ترقی و توب
دب وان تفسد ان کو تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے

تھے کہ بندہ اگرچہ اتب عالیہ پر ترقی کر جائے۔ مگر عین کی تقدیر سے خاص نہیں ہوتا پس تمام
کائنات اس کے عین کی متعدد کے اندر کے مطابق ہیں۔ اور حضرت حق اپنی صفت دراطلاق
کے ساتھ ہے۔ اگرچہ اس نے مضاف میں ظہور فرمایا ہے۔ اس فقیر کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے
کہ جب خدا تعالیٰ شیخ یا کسی انسان کے لئے قبل فرماتا ہے تو یہ وہ تہی تہی نہ کی متعدد
کے مطابق ہوتی ہے۔ مصلحت تسخیر اور تہذیب اس میں نمایاں ہوتا ہے۔ ورنہ مضاف
فنا میں نہ رہتا۔ علیٰ تب پر تہی ہے۔ انفعال اور تاثر میں اس میں ظاہر ہے

واللہ اعلم

استہ پر امن سے خوفناک نہیں میں مقام پرنگے پوں ہونے کی انجائش نہیں۔ نہ سی سہاری کی
اور نہ ہی میں مبتلا ہوں ہستی کا سوا ہے سبکہ وہ اپنی ذات میں قائم ہے مگر دلوں میں اس کا
ظہور نہیں پس پاک سے وہ ذات جو اپنے لورں شعاعوں میں محبوب ہے ورپے تھوڑے استغفر قیں
مخفی ہے سے

تو حلت قدماء میں تبدیقت و ن لنافی لبین مایمتنع لفقاد
فلاح نلا واللہ ماثہ مانع سوی ان عینی کان من حسنھا اعلی
رقہ ملائیں شبہ لعلی نے برقعہ ڈھک رکھا ہے۔ گھر بھائے سامنے تو ہیں بدلتی ہے کہ جو تاج بان کر
بوت مانع ہے جب مجھ کو نہ پنا چہرہ ہی ہر یانوس وقت کوئی چیز میں سے دیر سے مانع نہیں تھی
گرم مارسی اکھیں احسن کا بیوہ نہ دیکھ سکیں سے

پر دہ برخاست تا بدید ستم دوست با دوست کردہ در خوش
کشتن مسد حدیث میں دل مست کہ انیس بارہ کردہ باشد خوش
ا پر وہ گستاخیں نے دیکھا کہ دوست نے دوست کو خوش میں لے رکھا ہے۔ دل مست کی بات
وہ شخص سمجھ سکتا ہے جس نے اس شرب کو پیا ہو۔ رباعی سے

وغنی بی منی قلی فغینت کما غنی و کنا حیث ما کانا و میث ما کنا
رویاں تو بودم و نمی دانستم شب با تو خودم و نمی دانستم
ظن بودم من کہ من مبتلا منم من جلد تو بودم و نمی دانستم

مکتوب میں یہ بھی لکھا جو تھا جو حق ہے وہ بیان میں نہیں سکتا۔ میں نے خواہم یہ قویہ
جہاں سننے والے سے کہوں یہ قصور سے میں نے بیان میں نہیں سکتا ورنہ سخن گزشتگی سے قویہ
عین کشتہ سے رہا کشتی ہے خدا من عیدان الا وہ بیان۔ دوبارہ

کہہ داکر سہا ہی جہاں سے کی سبیل دشت با تو پس کی سوداؤں کی بیل
و سدا صلی اھل منہ سکوم۔

بیشمار ہاں سے ارمی نیچا تر شہر عبدنا حد سے یک انتہائی نفس و بیہوشی میں
جس سے موت جس سے وعدہ نہ تھا میں تو بیان فرما رہا۔

مکتوب شیخ عبدالاحد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم احمد علیہ السلام علی
عبدہ مدینہ صحیفی مقاعد کرنی امام جواراہ شفقت و معرفت اس کی یہ کتاب مکتوب
اس کے مطالعت پر وہ مکتوب بائیکیموں سے پر یک باب اور معارف و اتفاق کے
بہرہ و ایک کتاب فقہی اس کے لیکن جن میں پاکیزہ و اس کے طیف اشارات اس سے
مکتبہ نشیہ تہہ نمس چمن کردہ ہر دفتر کل شوق معین

اس کے نام نہایت باغی و طرح ترقی نہ فرمیں تھے گویا پھوٹنے والے غنڈے پشیمانی کی تھی
لہٰذا سبحانہ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے و رہتی بہترین خوشنودی سے خوش کرے
میں تیرے بقا کہ جو میت ذاتیہ کی محبوبہ سعادت تک سیستہ طویل کے ساتھ صواب و حصول
حق سبحانہ تعالیٰ تو شاہ رگت سے بھی بندوں سے زیادہ قریب ہے یہ آپ نے وجہ دیکھی ہے
لیکن وہ جان میں حق سبحانہ و تعالیٰ درالہ اور ہے بھی ورا اور ہے۔

برگ بیرنگی بسا زائے عند سبب ہے نور کبیر گل باز تاب ز نزائت زینت

دو ہفتہ

پنپ نکت سنگم کم بکریا جیون جہانہ چکے اکیں مکہ بن رہی ملنے بہرہ مانہ
شیخ عہد رستہ اللہ عید نے فرمایا ہے۔

بائیں ہمہ نزدیک جاناں چہ پس دور سی در عین وصال توشت میں تہہ مجوری
تھو یہ تھا کہ اس کی طرف کوئی راستہ نہیں جاتا تھا تہہ پر من اور نہ خوف کا برتنہ پانی ور
تھی تھی کی وہاں گنجائش نہیں ہاں وہاں کوئی راستہ نہیں لیکن اس سے جیسے پاٹوں کی چوٹیاں
اور ان سے جسے نشیب و فراز ملے ہیں وہاں رہ حقیقت کشادہ و مضبوط ہے ورتوں
کی قومیں میں رواں رواں ہیں۔ سبحان لہٰذا سوری بعد ۶ ٹیلا میں میں کی
طرف ایک ریزہ ہے اور انی ذاہب لی رقی میں میں طرف اشارہ ہے۔ قل ہذا سبلی
وعدو ای اللہ ہے یہی مردب ففرونی اللہ ای معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ
دو شعر جو آپ نے نور مطلوب کے ظہور اور ہاب کی مہمانی کے متعلق تحریر فرمائے ہیں ان سے
بہت منظور کیا۔ لکھنے و کہنے والے نے کیا حال کیا ہے۔

نه دوست ره عشق که عجب نجات هستایی
 شبی که در پیامه کو پهل لب لب از منما
 یزدانی روز آن بتو بودم و نمی دانستم
 نغمی بود من که من بدم منم
 از پهل لب لب از من است شیر ز جفا ناسته
 بیکه که در پیامه کو پهل لب لب از منما
 شب با تو نمودم و نمی دانستم
 من بدم تو بودم و نمی دانستم

چند لغات ہوتی ہیں ذہن کی طرف سے گوئی یہ غلط ہے اس میں ہر ایک سے
 ہٹے ہیں ہر بات پر شید ہے یعنی لذت کے متعلق بحث مت کرو کہ نہ مرغ سیریت سے
 یزدہ ٹھانے کی حالت نہیں رکھتے کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے

ہر چہ نوئم عشق شرح و بیان چون جہنم جہل ہر شہ زار

مکملہ۔ حشر میں چونکہ نماز میں سے سب سے مقرب علی و رجبیت و مشاہدت کا نور
 ہے۔ حاشیت خیس خصوصاً معراج نمودن و خبر معتبر فرب ہا کیوں جہل
 من سب تقاضی فی سجدہ اس دعا میں وروغ و دیل ہے۔ کثرت پر تاجہ
 کہ اس کی دیکھ کے وقت سبک ہے جی ہاں یہ غشوش اور بے نقاب محبوب کی ہر دوستی کا ہمیشہ
 ہوتا ہے در فطر عشق و غلب میں منہر و ظاہر و صورت و حقیقت میں فرق نہیں کرتا کسی نے
 نازکے تمام رکاز میں تکبیر کا حکم دیا کہ یہ ہر فرمایا یعنی اسے سبک تیرے دین میں
 کا جب کوئی خیال پیدا ہو تو جان کے لذت باری تعالیٰ اس سے نہیں بلند و بتر ہے و وہ جی نہ
 تیرے خیال سے منزه ہے۔

حافظ شیرازی نے سادگی کے وصول کا ترجمہ خوبصورت و مشابہت کے درمیان پیرو

جاتا ہے حالانکہ دراصل وہ ایسا نہیں ہے اس شعر میں خبر دی ہے

عکس روئے تو کہ در آئینہ جب م فتاد عارف زندہ ہر در توحید م فتاد

یعنی چون در عارف جو محبت کے پیروئے کن گم ہے راسخو کے نقوش و مٹا سبیل ذاتی پر
 کی ذات سے گناہ ہے کامر کن ہوتا ہے اور باطن کی کیفیت سے پہلے سوسائٹی رجحانی ہے
 وہ ہے پائیل شفق و مسرت ظہور پر ہوتی ہے تو اچھا عارف خداں کے پردہ کے بغیر ہل کے
 ساتھ و صوفی و صوفی کے پڑ جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ جی جی کن کی شامیہ
 نظیت سے خانی نہیں ہوتی کیونکہ وہ مرتبہ ثانیہ یا شہ ظہور شفیق ہے

خلق را روئی کے مساید و در کہہ ایمسنہ را یرو

پس کہہ جا جائے تب تو ذات تک رسائی ہر ممکن نہیں حالانکہ شائع بہار

اس حد تک رسائی مفقوت ہے بعض صوفیاء نے کہا ہے

ذات من عیلت جسز تجلی ذات ذات بر من زده است راه صفات

در ایک دوسرے نہ جاتے۔ حق تو یہ ہے کہ میں اس صفات سے گزرتے بغیر ذات تک پہنچا ہوں، اس سلسلے میں مشائخ کے اقوال اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم وصول الی الذات سے طے قفاً انکار نہیں کرتے۔ بلکہ اس کی ذات کو ختم تک پہنچنے سے انکار کرتے ہیں۔ اور حصول کے طریق پر اس کی کیفیت کے اور اس سے انکاری ہیں لیکن بلکہ یہ کیفیت وصول اور ادراک تو وہ ممکن ہے بلکہ وقوع ہے اور اس کے برہنہ و دلائل میں جیسا کہ پہلے باب میں ثابت ہوا ہے اور حقیقیں سے ایک یہ بات ہے کہ اس حصول کے ساتھ ابتدائی قدرتی حاصل ہو جاتی ہے اور اس حصول کے باوجود دنیوی حزن و اندوہ جیسا نہیں ہوتا۔ اور یہ دو امور کی وجہ سے۔ ان میں سے ایک تو ان دلائل سے جو اسے اس سے پہلے تعلیمات و صفاتیہ میں حاصل تھا اور اس کا باطن اس کے ساتھ پہلے عمرہ مانوس رہ چکا تھا۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ اس کی تشنگی و شوق سے ہوجا۔ اس قدر کی وسعت کے سبب اس کا حاطہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ اگرچہ بسیط ترین مولات لیکن ذات حق میں سے ہیں یعنی ترجیحاً اور یہ سبب کچھ بلا کیفیت ہے اس مقام میں عارف مستحق سے علم میں ہوتا ہے جو جس میں اس سے نیچے نہیں ہوتا نہ اس مقام کا کوئی کنارہ ہے اور کوئی اس کی سمتا ہے نہ وہاں انبیاء نہ ختم ہوتے۔ میری دشمنہ مستحق و دریا بچھاں باقی۔

شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں بین کہ شاہی چوں سیمبر ندیدہ قلعہ کی تو رنج مہر

یعنی میں متاہر پر رسائی میں نہ آیا کہ کوئی مہر نہ ہوا اور خزانہ جبروت میں کوئی نیسا ہوا جس کی طرفت باقی نہ رہے نہ مال ہے۔ و فوق کل ذی علم علیم۔

در رہیں نہ تے نہ جانے میں نہ پہچانتے ہیں تنہائے طلب کرت اور میں سچے جگر کیسے باب اللہ کھنکھ پانی ایک جاتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ جانا اور پہچانا طلب کی شرط نہیں ہے۔ روزہ حسن مستحق حریف عشق کو لیے قرار اور ہے کہ کر دیتا ہے اور جہاں محبوب کی باتیں درخو شہود دنیوی عاشق کو بخش میں باقی ہے۔ اس قسم کے پھول اس دنیوی میں بہت کثرت سے درختوں میں نہیں رہتے۔ شہدائی میں عشق بازوں کو دیو نیکیاں اور

میں کد نزل کی شیفٹنگیں میں عشق میں آتی تھی بوالعجبیاں پیدا کرتی تھیں

مولوی عبدالرحمن جامی فرماتے ہیں :-

نہ تنہا عشق از دیدِ خمیردوست بسا کہیں دوست زُست و خست

ہر اس کا تھا ضایہ جو درِ بوسہ کی کبریائی کے رقیب کی ہے

عشق ز عارفانِ بویا نیست معشوقی شد ہی ز عارفان

پہم بانہا چاہیے رذات ہر سی حالت کو جس طرح کسی عبادت کے خمیر میں رہا

نہ توئی اشارہ یا جو سکتا تھے وہی صورت اس تک رسائی کسی عبادت کے خمیر میں رہا

نہیں کون اشارہ کیا جاسکتا ہے جبکہ نہ رویتِ خروید ہمیں یہ مان لیتے ہیں کہ

کیفیت بیان میں شغفوں نہیں توشہ - مع بلا ہوس کی گریں گے

رہیں کہ پہم ہتھ دی اور فتی میں بلوق جب یوں کہ دووں و رہا

دونوں میں رہو یا نہ رہو اب ہیں اگر دونوں میں فوق کرنے و رہا

تو یہ دونوں میں نہ ہوتے اور گزرتا نہ وہ ہے تو دونوں رت ہیں نہ کہ رت

عام و صوفی تھیں تھے درفتن کا ہوس و رست ہی کا رہا رہا ہی نہ رہا

منتہی کا یہ غمیت و کبریا کے شاید کئی وجہ سے ہے وہ امت کی اعلیٰ تہا رہا

میں ہے وہ یہ امتیہ نور کی تعافوں میں پھر رتہ بہ رتہ ہے اس میں رہا

جسکی کو اپنے منہ حلوں سے نہیں تارا رہا اس کی عظمت کا بوجھ تھا نہ رہا

نہک باس مائی خوش سے باہر نہیں نکل گئے محبوب و جوں خلعت سے مرعوب رہا

خیالوں اور سالیوں سے نہیں چھوٹ سکتا وہ یہ سایہ سے زور رکھتا ہے رہا

بکرا نہ دین بکار شین کے مقام پہ پہنچا ہوا رہا

محصلِ حرم کہہ کہ میں جانِ جہان کے لئے جان بھولوں میں رہا

گزر کر و زخم و نشان سے زور کہ یہ فائدہ تو یہ تھیں یہ عشق و غیب صوفی کو رہا

ن نہ عجب معنی الہیہ جو تہہ نہ بندہ عروہوں و دودہ رت رکھتا ہے رہا

ہے ع کس غم کہ در دھار کے تھو

حضرت والا نے اس کے بعد یوں تحریر فرمایا:

جواب شیخ ابو لرضاء۔ تمام قد میں اس بات کے غم میں جس نے ہمیں پریشان کیا اور
افغان سے اس کرہی بات قدس کے طرف جذب کشیدہ ہیں ہم نے اسے بغیر کسی حیرت و
عجیبیہ کے بنی شاہ رگ سے قریب پایہ دربر مارا اور جس نے اپنی جہالت و حماقت سے
نہیں پہچانی اور وہ یہ بات کہ اس کے طرف سے باتیں و واقعات نہایت درجہ کی گہرائی

وسلام ہو

سورۃ عبیدہ و زمرہ و بقرہ و آل عمران و اعراس مبارک سے اس قدر غیریہ میں اس موصوف
ہیں اس باتوں سے اس کے ہمارے دعا و دعوت و امور عبادت کی وجہ سے اس کے لئے اس کے لئے
یا مہربان! اس کی شہین و شہادت شہادت سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
شبہات بات و اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

۱۔ کعبہ اسوہ صوفی سعاد و دودھ قل جہاں دوہیں جیہ ف

۲۔ بچہ حافہ و صوفی مرکب و صف صوفی صوفی صوفی

۳۔ کہہ ہوں کہ یہ شعارہ سے اس بات اور شہادت و امور میں اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۴۔ قتالہ ہویت ذہنی کے سعاد مہربان کہ اس کی یہ شہادت و امور میں اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۵۔ پہاڑی چٹانیں چٹانیں سے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۶۔ اس میں قہم سے وقوع کا بیان ہے مفہوم و امور کی تاویل و امور کی تاویل و امور کی تاویل
۷۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۸۔ شہادت کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۹۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

۱۰۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۱۱۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۱۲۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۱۳۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۱۴۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
۱۵۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اپنے لکھا تھا کہ مقررین بدگاہ کو بدی حزن و غم و امن گیر بتا دے میں سنتا ہوں کہ
 حزن و اندوہ انی خدا تعالیٰ کا عذاب ہے جو دشمنوں کے لئے ہوتا ہے کہ دوستوں کیسے ہتھیار
 کے لئے ہمیشہ از و نعمت اور تقویٰ کیلئے آرام و راحت ہوتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ
 کان من التقویٰ فی روح و یحیون و جنۃ نعیمہ (روہ بندہ تقویٰ میں سے ہے
 توں سے ہے آرام و رحمت و رحمت ان میں سے ہے)

درد و غم و حزن از مسلسل حبیب نہ ہمہ فوق است تشویش و غم

خط میں تحریر تھا ہے

وہاں میرے آپ شہد و جان ہر شہنشاہ تمام ہیست حقیقت زہر پر آہ بڑوں
 میں سچ بہتا ہوں نہ پردہ سے بچے جان و دل باقی ہے دشمنانی کی حالت میں باقی
 یہ ہیں آپ کوئی جان و دل سے رہ جائے تو پردہ سے غریب جانست و یہاں غمت سے
 زار و درویش پر وہ اندون مست پر میں حال نیست از بعد از قحط

اپنے لکھا تھا۔ دھرا

خون را یہ سپاس چہاں زیبائی دیکھو تاراج نہ دیکھو کھٹائی
 میں دوست کے حسن و جمال کے تعریف کھوں کہ تیرے دل میں یہ دوسرے ہے
 سات نعمت پر اپنی نیت اُمید پر پختہ ہی برائی ہر سہرائی روز
 آپ نے تو بروایہ "لا یصلیو اللہ امثالہ" میں کتابوں میں سے اس کا

اور اس شعر کے متعلق ہے

غنی ہوں غنی نصیب کب غنی و نہ نصیب ماہ نہ بیت ماہنا
 اہل نہ کہ جس سے غنا مقرب ہوئی میں غمناں جان و تنہا ہر شہنشاہ
 جہیں بیسار کھنٹے تیرے حمد و مہموتوب یہ کہ اور غریب میں کہ غلباں میں ہیں
 یہ وہ باوجود زمر غنی نہ یہ غنا بدوہرہ مسکینہ
 یہ غنا ہرست ان کی پیسہ مر تو غنی ہوں نہ ہر مر
 یہ کہ غنی سے وہ میں روغن کے ہندے تیرے غنا کے کہ غنا ہرست میں ہے

انما سب میان کسے سے ہے وہ بین کسے ورت س کے لئے ہے جو صاحب عیان نہیں ہے یہ اور ہے اور وہ آپ کے سقوں ۔ انما منع لوصف کمال لذت و لذت کیفیتہ کہ نہ اس کی کہ تک ہوں ورس کی کیفیت کے اور ک کے قائل نہیں اسے متعلق ہیں کہتا ہوں کہ عطف اور زیادتی وجہ سے ثبات کیفیت لایم ہوتا ہے وہوں اپنے جو لذت میں آپ نے کہا فقال کس لیے تہہ تک پہنچ گیا کہ اس سے وہ کوئی تہہ تصور نہ ہو سکے محال ہے ۔ درست ہے موصفات و میر میں یکن ذات بلا اعتبار کے و موصول کے کہ تو کوئی مقررہ مقصود نہ نہیں اور یہاں عارف پہنچتے ہیں ۔ وہیں وہاں بعد دن قرینہ

مکتوب میں تحریر فرمایا کہ یہ شوق بازوں کی دلیو کیا ہیں " میں کہتا ہوں کہ نتیجہ شوق تہہ کامیوزہ شوق جواب ہے اور عاشق و معشوق ربح حقیقت کے قلاب میں اس کے جوہر شوق دلوں میں ایک آگ ہے جو محبوب کے سوہر خیر و جلا دیتی ہے پس کیا ہی سبک جنوں تہہ و ر کیا ہی خوب جنوں کلام قدسی میں ہے ۔ انت عشقی و نا عشقت با محمد صلی اللہ علیہ وسلم : سد

در عشق آمد دوائے ہر دلی

گر عشق ہمیں مونس و ہم نازدست

بہ عقل فرو گزرد کہ در عام عشق

و نیز غلام دل دیو نہ راست

لیکن آپ کا قول رویت اخروی کی طرح کہ ہم اس پر بیان تو کرتے ہیں لیکن اس کی

کیفیت میں مشغول نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کہ کیفیت رویت کے متعلق صحیح ہے اور موصول کے لئے مثلیت کو مستلزم ہے اور یہ دونوں کیف ہیں ۔

آپ نے کہا تھا کہ اسم و رسم سے گزر کر تنزیہ مطلق اور غیب کو پہنچنے تو میرا ہی ہے

اللہ تعالیٰ عزائم کی بند یوں کو پسند کرتا ہے ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تہید میں

مذہب گئے پس جو اس راہ کا وسط ہے اور مغلوب اس ہو گئے ہیں ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے وہ

کوئی چیز نہیں مزید ترقی کی کوشش کیجئے ۔ یہ میرا اور میرے بلند بہت صاحبزادے کا مشرب ہے

اسم و رسم سے بے نیاز ہو کر تنزیہ مطلق کو اپنی توجہ کا قبلہ بننے کے متعلق چنے ہوئے ہیں ۔

اس لئے متعلق میں ابتدا ہو کر اور دوسرے غیر متوجہ کا حاصل ہونا ہی محال ہے کیونکہ توجہ کے لئے متوجہ اور
متوجہ کی یہ ہونا ضروری ہے جبکہ متوجہ کی ذات بان اتفاق سے اور خود لفظ متوجہ استعمال ہے تو یہ
کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اسم و رسم کے بغیر توجہ کو مقام تنہا یہ بہرہ کو نہ دینا چاہیے و اسی طرح
تشریح اگرچہ ذات کے قریب تر میں مقامات میں سے ہے مگر حقیقت نہ تو ذاتی مقام ہے اور نہ
مقیم ان ملک محب معالی ہمہ سین آپ ہ یوں کہ مقصد تو وصول ہی ہے حصول نہیں۔
آپ نے ہاں ممکن ہے یہ بات صوفیاء کے قول صعب الحصول سے سمجھ جاتی ہو تو میں کہتا ہوں کہ یہ
تو وصول کی خبر ہے۔ ورجہاں شیخ میر قدس سرہ مجدد لفظ شان سے علم کا تعلق ہے تو
وہ بلاشبہ معارف دقیقہ و حقائق غریبہ میں سے ہے لیکن ان کے کلام کے آخر میں آپ ہ
یہ جملہ استغنی کلامہ تقدسی دان کا قدسی کا منہ ختم ہوا یہ لفظ کلام الاقداسی کلام ستر
کے ساتھ مخصوص ہیں اس کا طوق نبیاء و صفیاء کے کلام پر بھی جائز نہیں تو ایک دو کے
کلام پر اس کا طوق کیسے جائز ہوگا۔

میر سے دوست آپ پر یہ بات پر شبہ نہیں کہ تقدس کے لئے قیود ابدی زن دیاس
و جہان سرمدی کی عبادت کا استعمال جہدہ مخصوص اس کے مخالف میں ظاہرین کے جذبہ
المدب و مکرر رہا ہے ہمیں قریب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ استدلال کا فرمان ہے

اذا سئل عبدی عنی فانی قریب۔ اس طرح کلام قدسی میں یہ قول بونی فی
عبادی و لا تبعثنی مجھے عیبت بندوں سے قریب لاؤ نہجہ ان سے دور نہ کرو) سے

گفتہ ملک انتر عجب جویم من و خلعت و صف تو چہا جویم من

گفتہ کہ ام مجبور عیش و بہشت نزد دل خود جوئی نہ بر تویم من

میر سے دوست آپ نے جو چہا چہا کہ وہ محض نصیحت کی خاطر تھا اللہ آپ کو سزا دے
کے ساتھ باقی رہے میں نے بھی جو چہا آپ کو خدمت میں تو یہ یہ خصوص و یکا امت سے محبت
و دوستی کے جذبہ سے لکھا ہے۔

کہ تب حروف بہت بکریں کے قول اس دوہرے میں ہنسی کر دے جسے تقابل کے

ساتھ میں کیا موصول یہ آپ کے دعویٰ کے مخالف ہے۔ و ایک خاص صورت میں

بعض مشائخ نے مفید ہے ان حضرت شیخ ابو ایضہ کا یہ قول کہ دل ناقص میں یہ آیات سمندر تھیں۔ یہ دوسرے پیغمبر کے عکس فناء اور بقا دونوں کا حال بیان کرتا ہے ان کے کتبوں علی نقادیراعطف والا رجاء یؤمل الخ کی تشریح یہ ہے کہ کیفیت میں ضمیر پڑتا ہے دل شئی کے ذریعہ یا تو وصول کی طرف جمع ہے یا ذات کی طرف۔ دونوں تقدیروں میں تو ضعف وصول پر ہوگا یا کم ذات پر پس یہاں چار تقدیریں ہیں۔ ان میں سے ایک وصول کی کیفیت کے درک کو مانع ہے یہ ذات کی کیفیت کے ثبات پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری وصول کی کیفیت کے درک کو ممانعت مانع ہے اور یہ اپنی تقدیر کی طرح ہے اور چوتھی تقدیر کیفیت کے درک تک رسائی مانع ہے اور یہ دوسری کی مانند ہے۔ و اللہ اعلم

جب یہ مکتوب شیخ عبد الاحد کے پاس پہنچا تو انہوں نے پھر اس کا جواب لکھا۔ وروہ یہ ہے۔
مکتوب شیخ عبد الاحد۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جو اپنے باطن میں ظاہر ہوئی و اپنے فاسر میں باطن رہی۔ جس نے عدم کے اندھیرے کو اپنے وجود کے نور اور نور کے وجود سے منور کیا و صلوة و سلام اس ذات گرامی پر جس کا نور تمام مخلوقات سے پہلے اور جو تمام حمد کرنے والوں سے زیادہ حمد نیا ہے۔ میں۔ اور آپ کی ان صاحب و زما میں پر بھی ہو جب تک کہ انسان کو توفیق میں پیدا نہ ہو و نمازی رکوع و سجود بجا لاتا رہے۔ ابداً باقی۔

مقابلہ جناب و ان توفیق مکتوب گرامی موصوں جو جس میں عین کے خفا میں عین کی باریک بھنڈ تھیں عمدہ نکات اور بلند مقامات پر غلطیوں کے ساتھ ساتھ توحید و اسلام کی غایات جو غزوات کو انھیں تہ چو کہ آپ کے مکتوبات کرتی ہیں ہماری غلطی کے ضابطہ میں متعدد باتیں تھیں اس لئے اپنے قصور و غلطیوں کا عترف کرتے ہوئے ہم نے نہ مستحکم نہ معذرت کریں اور اپنے غلطیوں کو ذمہ و ماعلیہا کے متعلق غلطو کریں۔ و غرض ہرگز کہ ہاں مقبول اور صلح و ہدایت کا دستور ہے اسلام و مسیحیت و عیسیت کے بعد جو حق میں کہ ہمارے ہاں کو کہ مافی سوجدہ نہ فہو سبحانہ و ردہ و شہ و راء نور شاہ کل بہ خار بہ اور یہ ایک مکتوب ہے کہ خبر کے صدور و موافقہ ہوا کرتے ہیں ہمارے اور ان کے جس نے تعلق

سیدھا ٹھکانے فرمایا کہ وہ ایسی غایت ہے جس کے اوپر کوئی نہیں اور سیدھا لفظ وہ بزرگ میں جن کے متعلق شیخ آبرو نے کہا ہے کہ وہ طریقہ حق کی زبان میں اور یہ وہ بزرگ میں جن کے متعلق شیخ شیوخ نے فرمایا ہے کہ ”وہ ایسا سمندر میں جس کا کوئی کنارہ نہیں“ ورنہ مکتبہ یہ ہے کہ ”انوجد عند وجود الحق مفقود“ آپ کا یہ فرمانہ ہذا بالنسبة الى الاكثرين اس کے متعلق تم بتے ہیں کہ یہ تمام اعتبار سے ہے۔ کیونکہ میاں وجدان سے مردکنہ کا ادراک احاطہ اور اس کا ذہن میں حصوں سے جیسا کہ اپنی جگہ پر بالتفصیل ذکر ہوگا لیکن وجدان سازج جو اس قید سے مقید نہیں تو اس کا بالنسبة الى الاكثرين ہونا ممنوع نہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ آپ کی عبارت میں معانقہ متوقع ہے اور بیماری عبارت میں حاصل ہے، ہم کہتے ہیں کہ جس کی متناہو وہ اس سے بلند ہے جو حاصل ہو چکا ہو بہرہائے وصول کی طرح یہ آسان ہو گیا ہے تو ہم نے وصول سے اسی پر اتنا نہیں کر لیا۔ آپ نے کھانا ہے کہ وہ عبادتنا شتی وحسنتك واحد فكل الى ذالك الجمال یشیور

کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ علانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نہ اندام آن صل عنا چہ رنگ بودارد کہ مرغ ہر چنے گفتگو سے اودارد لاکھ میلی ایک پر جو دس پی پی ہوتی نا جا نو کس را نو سی کن سہا کن ہوتی ہمارے اس قول ”ما ملئنا قلبا“ کے متعلق آپ کا یہ ارشاد کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پاس ادب تھا اور تفضل امر آخبر ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہتر نمونہ ہیں۔ ویکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ہمارا یہ کہنا کہ حزن داند وہ ابدی مقربان بارگاہ کے دانگلیر رہتا ہے اور رصال مطلق سے یا اس و حیران خاصان درگاہ کا لازم ہے۔ اس پر آپ کا یہ فرمانہ کہ حزن ابدی خواہ کسی وجہ سے ہو مستقل الم اور عذاب ہے۔ یہ عامونین کے بھی لائق نہیں تو مقربین کے لائق کیسے ہو گا یہ تو نص کے بھی مخالف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں کسی بحث میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کچھ بیان کر دیں کہ عقیدہ پوری طرح حل جانے پس جاننا چاہیے کہ بلاشبہ ابد اور سر جس طرح جلود پر دلت کرتے ہیں۔ اسی طرح عرصہ حیات پر بھی بولے جاتے ہیں جیسا کہ لغت اور عرف اس کو بھی دیتے ہیں چنانچہ قول خداوندی ہے۔ ولا تقبل لہم شہادۃ ابدال۔ اس بنا پر

ہماری کشتی کا کلبہ بجا یہ ہے کہ وہ منہ بہ منہ جو نعمت کو لازم ہے وہ عین حلق سے
 یاس جو نیک نیت ہے کہ مشابہہ سے ہوتی ہے ہفتہ میں کے ساتھ میں وقت نام نہ ہوتی ہے
 جب تک وہ میں دنیا میں ہیں۔ اگرچہ وہ تجلیات و مشابہت سے کہ میں میں ہو تو وہ جو ہر
 تو و کس نہ اور قول خداوندی۔ و لا خیر الا فیہ الا فی۔ اور میں کہ یہ جو ہر
 وہ فان اجل اللہ لات سیء اشارہ کرتی ہیں پھر یہ منہ یاس بہتہ نیک نیت
 اصول کی طرف ترقی اور مدارج صفات سے حضرت ذات و اصل یہ منہ نہ عورت کے بعد
 حاصل ہوتی ہے۔ ان کا خاصہ ہے جو ان کے علاوہ سی اور میں نہیں پایا جاتا

فرعون را ندویم نے دوست درگاہ
 بے عارف بالشر۔ یہ سی مدح ہے جو مذمت کے مشابہہ ہے اور وہ کامل ہے جو نقص
 کے مشابہہ ہے۔ قول خداوندی۔ انما کان ظلو ما جھورا۔ اس میں سے ہے حیرت
 ہے کہ آپ نے اسے بعض مشرکت اسمیہ کی بنا پر دشمنوں کا حصہ قرار دیا اور دشمنوں
 اسے دور رکھ چھپنے کے آں پر سفین بنائے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے قیامت
 پیش کریں اور ان میں سے ایک یہ ہے۔ "یہ عبادی لا خوف علیکم یومہ" انتم تخرنوت
 ہم کہتے ہیں کہ لفظ ایومہ یعنی نہیں جواب ہے جیسا کہ ہم نے شروع کیا ہے اس میں اس کی طرف
 اشارہ کیا اور یہ آیت ہے۔ لا ان و بیننا اللہ لا خوف علیہ و وہ مجزئوں۔
 نے اسے بھی مر آخرت پر نہیں کیا ہے جیسا کہ مفتخہ اور معتبہ تفسیر میں آپ دیکھتے
 ہیں اور ہر تعلق سے ہی سے ثابت کہ مشرت میں سے شہادت یہاں تک کہ ہم کہتے ہیں کہ
 کے متعلق میں کہ میں و منوع قرار دیتے کہ یہ بات عبودیت پر لازم خوف کے لئے واجب
 بنتی ہے جیسا کہ تصدیق میں ہے۔ خداوندی فی ممان کان ہو مقربان ہوا
 و ریح و جنتہ علیہم نہ ممکن ہے کہ اس سے مشرت کی کوئی وجہ نہیں زیادہ سے زیادہ
 یہ کہا جاسکتا ہے کہ عام آخرت میں ریح۔ یہ جان قربان کے لئے حاصل ہے اس سے کہ میں
 انکار کرتا ہے؟ ان میں سے ایک یہ ہے۔ میں اس میں ریح نہ لا خیر الا فیہ ان
 ہم کہتے ہیں کہ اس سے ہے۔ خداوندی۔ "یہ کیونکہ اگر روح سے" ان کے لئے یہ ہے جو

ہوں تو اس وقت لے جس سے پاس کا کوئی نقصان نہیں اور اگر سب کچھ کے طور پر ایک ایک کر کے کل مراد
میں تو یہ بہت بڑا باطن ہے کیونکہ اس کے فرزند میں سے رسالت اور نوروں وحی وغیرہ بھی ہے۔
جن سے یہ اس وزن میں فی حق ویران کا حصہ ہے یا اس سے مراد اس کی عقل اقصیٰ میں توجہ تو
یہ عین میں نہیں ہیں تو اس کے لئے جان کی ضرورت ہے اور اگر غریب معین میں سے مطلق ہوں گے
اور وہ ان کا کوئی ناکارہ نہیں۔

نے صرف بات ہے جس طرح میدانے بغیر فیض یا اس آیت کریمہ نہ گورہ کی صحت سفر ہے
سب طرح میں صحت گذر ہے رشاد خداوندی ہے ریا میں مکر لہ لا عقوبہ بخاسون
اور قل خداوندی و خافین ان کلمۃ مومنین ہی نہ ملانے ہوتے۔ ریا میں بین
نحوہ و لیجاہد۔ اور اس سے پہلے میں نہ خط ملتا علیہ وسلم کے اس شہاد کی طرف اشارہ
اچھا ہوں۔ ان اللہ بحسب کل قلب حزیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا قول میں
ری اللہ خیر جعل فی قلبہ نایحۃ۔ اس حضور علیہ السلام کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ
نفاکات و انتہا خزون متوجہ ص فکر۔ وہ یہ بھی ہے کہ آپ نماز میں روتے تھے اور حضرت
ہمیں نہ جانتے تھے کہ یہ سیرت میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ تمکین موت میں ترش روتے تھے جبکہ
تھا۔ اعتدیل میں ہے۔ اور وہ علیہ السلام کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ آپ روتے تھے جب علی
علیہ السلام نہ جانتے تھے کہ آپ کا رب آپ کو سونپ چکیا ہے اور اس گریہ ذریعہ سبب
پر جنت ہے جانا معلوم ہے کہ جانتا ہے۔ تو انہوں نے ہمیں دوزخ کے خوف سے روتا ہوں۔
تھیجہ خدا میں ہمیں عبد سرگشتہ و روتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے دوزخ میں
دوستوں کے لئے نعرہ بانی اللہ و اللہ علیہ السلام و انسین خاص ہونی پھر عرصہ بعد پھر روتا ہے
کہ میرا تو جہنم میں جانا ہے کہ وہ جہنم میں آگ لگ گیا ہے۔ روتے ہیں جہنم کے شوق میں
روتا ہوں تو جہنم میں جہنم کے مالکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت میں نہ ہونے دوستوں کے لئے
تھے اس پر وہ جہنم میں دوزخ میں خاص ہوئے کچھ دیکھ چکے تھے کہ وہ دوزخ میں دیا ہے کہ جہنم
نے حسب سیرت کریمہ سبب پر جہنم میں دوزخ میں اللہ تعالیٰ کے شوق وصال سے روتا ہوا کہ اگر
جہنم میں جہنم کے مالکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہنم میں جہنم میں جہنم میں جہنم میں

زندگی کا باغ تو طے ہوئی لیکن عشق کے راستہ کوئی انتہا نہیں۔

مشائخ سے جو روایات نمونہ کے طور پر ہم نے بیان کی ہیں ان میں سے ایک خواجہ بندہ نقی عجمیؒ فرماتے ہیں کہ "کو معطر کھٹے کا یہ قول ہے کہ" سے بیٹھے میں تجھے لول درویش و صیت کرتا ہوں یہاں تک کہ فرمایا کہ تھا دل ہمیشہ نڈو گیس : نکھیں گریں تیر عمل خالص و تیراں دیا میں عاجزی ہوئی چاہیے کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

اسے خدا دردمرا در مان مکن ۔ درد مند ار نہ بید رواں مکن

حضرت مری قفلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : ہمیر سے لٹ نہ رت میں نہ دن میں خوشی ہے ، اس لئے مجھے دونوں میں سے کسی کی پرواہ نہیں کیونکہ یہ خوشی جیسے شریعت میں کجروی کا سبب بنتی ہے کسی طرح یہ ظرفیت میں تمیز کا سبب ہوتی ہے کیونکہ یہ حضرت حق تعالیٰ پر پردہ ڈالنے بعض اوقات پردہ داری سے کنایہ ہے ۔ آپ نے کہا ہے کہ ۔

سات سمندر پریم کے پنت کم اپار : کچھت تہی بہشتی بہر لا کی اروار

ہم کہتے ہیں کہ یہ جیسے بھی گزر چکا رہے ذات باری تعالیٰ سے استغناء و اس کی کمزوری کے اعتبار سے ہے اس پریم کے ذہن میں دو شعر آئے ۔ ان میں ایک تو اسی ذات پر ہے اور دوسرا اس کے جواب میں ہے ۔ باوجودیکہ اس سے پہلے میں نے ہندی میں کبھی کوئی شعر نہیں کہا ۔ دو شعر ۵

سات سمندر پار پریم ہوں کس فی نار نہیں نہیں بنا کہوتی کس اتروں پار ۔

پریم سمندر کی کبھی تباہ نہیں جس دھار پارٹی سے لاکھوں لوگ بے کس روز ۔

ہم نے کہا تھا ۔ لا تضربوہ اللہ الامثال ۔ اس پر آپ کا قول "نہ لعل الا علی کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ مکمل ہے اور سابقہ آیت کریمہ کی دلیل ہے ۔ آپ کا ارشاد کہ "لن تدری" سے مراد اس دنیا میں ان نکھوں سے دیدار کی محالیت ہے لیکن اس گروہ کے لئے ایک اور جہان ہے ۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ بات درست ہے کہ اس بلند مرتبہ گروہ کا ایک دوسرا عالم ہے جیسا کہ ہمارے والد قدس سرہ نے قول خداوندی "بل ہم فی نفس من خلق جدید" کی تائید کی ہے بعضی وہ حقائق و اسرار کے ادراک سے محبوب میں نشاۃ جدیدہ دلدادہ ثانیہ اور فنا کے بعد محبوب و وجود سے شک میں ہیں مگر چہ رذائل سے وہ بھر دیا جائے ۔

ناما غیر متکم ہے اور اس میں بحث کی گئی ہے جیسا کہ شرح مصباح کے حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے۔
 اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو یہ ہمارے مطلوب میں محفل نہیں بلکہ اس کی ذیبت ہے پس یہ
 ہمارے حق میں ہوئی نہ کہ ہمارے لئے باعث نقصان۔ علاوہ انہیں ہمارے قول کہ عیان راہ
 بیان "ورس پر آپ کا یہ تبصرہ کہ صاحب عیان کو بیان کی حاجت نہیں ہوتی اور جو صاحب عیان
 نہ ہو اس کو بیان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا اس سے کیا تعلق جو کہتے ہیں کہ ہمارے یہ قول آیتہ مرتبہ
 ذلک مکتب لادیب خیرہ کے قبیل سے ہے۔ ہمارے قول کہ ایسے مرتبہ پر لکھنا ہی نہیں کے اور پتہ ستور
 بھی نہ ہو سکے۔ محال ہے یہ بات آیتہ کریمہ قل رب زدنی علما اور آیتہ تفسیر سے منسوب
 وسلم کی حدیث۔ نکلن تستطیعوا ان تغلبوا ہذا مدین سے۔ حال ہے آپ کا قول
 ہذا فی سیرہ صفات بخ کہ یہ سیرہ صفات میں ہے لیکن حضرت ذات تک و صوں کے بعد
 توفیق کا تصور محال ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سیرہ صفات سے انقطاع کے بعد توفیق حضرت ذات
 تک و صوں تو ممکن ہے بلکہ ہمہ اندر سچا نہ واقع ہے لیکن اس سے اوپر ترقی مطلقہ و تقدیر ہے جس سے
 بعد ابھی کے پیدا کر ہی ہو سکتا ہے لیکن اس کا نہ کا وہ طرہ وہ بھی جس طرح میں ہے یہ اندک گروہ
 و طوائف اس کے زیادہ بسیط ہے تو وہ اس کی ذات و صفات پر مبنی نہ ہی ہے چنانچہ سیرہ و اس سے جو
 محققین کے نزدیک سیرہ قائم کہلاتی ہے یہی غیر متناہی ہے ورس کا نقل ہمارے محال ہے۔

شعبۃ الحب کا سبب بعد کا پس فدا صفات شرب و دہر و بیت

بمیر و تشنہ مستقی و دریا بچیاں باقی۔ صاحب تعریف نے کہا ہے کہ مقولہ حاصل ہوا
 کی قدرت کی انتہا کو ضروری سمجھتا ہوں ورس سے غزلوں کو مختلف مہذب پر بنا۔ اس سے اندازہ
 سے عاجز کرتا ہے جو کہ جب اس نے ان کو صلا ح کے متعلق مفاہیم پر پہنچا دیا۔ ورس کے بعد
 کوئی شئی نہیں۔ اگر وہ انہیں اس میں ترقی سے تو وہ اس پر قادر نہیں ہوگا۔ ورس نہیں سمجھتا کہ
 کہ بعد اس کے یا اس انہیں مدد عطا کرنے کے لئے کچھ نہیں دے گا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اس سے بہت

بالا ہے۔ انتہی

جاننا چاہیے کہ ایک مقام میں ترقی و دیگر مقام سے دوسرے مقام کی طرف ترقی و مختلف

چیزیں ہیں اور جس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ان میں سے ایک ہمنوی سے دوسری کی ترقی

موجود ہے۔ گریبانہ ہو تو اصل میں ذات کے اثبات میں کوئی بات نہیں۔ ہو کر وہ تمام ارباب
میں بلا متین۔ اور وہ تمام ایک ہی مقام میں بند ہوں۔ حالانکہ یہ سب غلط ہے اگر کہا جائے
کہ ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ ان میں فرق ہے بلکہ یہ تفاوت درجات کسی اور وجہ
سے ہے۔ جہت سے کہ تسلیم کرنے کے بعد صریح تصور فوق میں آپ کے لئے یہی ہمارا جواب ہے۔
سب عارف مانند اولیاء ترقی اور تفوق میں ترقی اور تفوق کی طرح نہیں جو مکان کی
صفت ہوتی ہے۔ وہ مکان سے قطعاً ہٹ کر ہوتی ہے اور سیر و سوس سے بھی جسمانی حرکت مراد
نہیں۔ بلکہ یہ ایک وجہ کی چیز ہے۔ بین میں نہ تو نہیں جس نے اس کا ذوق نہیں چکھا۔
وہ سے جہت کی نہیں نکلتا۔ اور اس کی قیادتیں تعزیر جو کہ جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک
حقیقت ہے۔ دوسری حقیقت کہ صرف ایک حرکت یعنی اور ترقی یعنی ہے۔ لیکن یہ ترقی صرف اس کے
تفاوت ہے۔ یعنی ترقی ذات کے بقدر سے تو اس سے اور معرفت و امتزاج کی زیادتی و بطن البطلان
پر اصرار کا فیوض ہے جس کی شہادت کشف صریح میں ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں حقیقت ہے۔ ہر نوعاً غیب
و شہادت ہی جانتا ہے۔ اس سے اس کو نہ وہب خروسی کی طرح کہ ہم اس میں ایمان لاتے ہیں اور
اس کی کیفیت کی تفویض میں ہوتے۔ اسے محقق آپ کا شہادہ یہ ہے کہ یہیت ریت کے معلق تصدیق ہے اور
مثبت و سوس کی مستلزم ہے۔ وریہ دونوں بلکیض میں سمجھتے ہیں کہ یہ نوعاً کیفیت کی تصریح
ہے۔ ایسے جہت میں سوس جہت کی کائنات کیفیت کے متعلق ہے۔ کئی بار سے

جہتوں میں اس کے لئے اس کے لئے۔ جہتوں میں وسیع و مہاق عبارت علی پر شہاد
ہے۔ بعض۔ ہمارے شہادہ کے ذہن ہر کسی تعالیٰ جہتوں کیفیت ہے۔ یعنی اس کی کوئی کیفیت
نہیں۔ بعض اور اس نتیجہ سے منسلک کہ نہ نہیں ہوتی جیسا کہ انہوں نے علم میں اس سے
بین کہ یہ تسلیم کرنے کے لئے ہوں دو بے عیب امور کا پس میں شامل ہونا کیفیت کو مستلزم
نہیں جیسا کہ ہر کسی تعالیٰ کی تمام صفات میں ہے

اما یہ تو اس کے لئے ہر ممکن ہے۔ نہ کہ تنہا یہ اور غیب صرف کو قہر تہ نہ شہاد ہے۔ ان
لہذا یہ سب سب سب اس کا یہ فرما کہ متوجہ اور متوجہ یہ ہیں تو ہر کیفیت ہے
یہ متوجہ نہ اس سے و ذات متوجہ رہے تو ہر عین جس کی نہیں تہا و لہذا جمع

حقیقت سے مراد مرتبہ ذات است ہے۔ ورنہ اس سے اس کی معنی کرنا کا کوئی مفہوم نہیں ہوگا جس
 وہ ہمارے لئے لطف و عنایت در توجہ ہے اور آخرت میں ہمارے قول بلکہ تمام متحققین کے قول سے
 مطابق فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی کہ ذات ادراک سے ہر سی اور صفات و اعتبارات
 معرکہ پس اس کی طرف تو متوجہ کیا جاسکتا ہے ورنہ کسی بات سے اسے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔
 در قلمندہ دفین وارہ اردو دست کز بردست فگرہاں بود پو دست
 صدق تصدیقین یہ صوفیہ واسطہ کہ ہے کہ لا یخاطبہ الظنون ولا یصلہ
 یوصفون ذہن مصیری کہ ہے کہ تفکری ذات جہل و اشارۃ پیدا شدہ
 محققانہ ابعاد فتنہ جدیدہ سے

تفکر روشن و متاب پدینیت پیر شوری و ممدن پدینیت
 از مہتابہ ذرہ و زرقہ ناخیمط چو کونے در تدد و چو کال پدینیت
 حسین بن شعور قدس سرہ سے ہے کہ قیل اس پر سبقت سے جانے کہ حد سے ہے نہ کرنا
 اس سے نہ کرنا نہ کرنا اس کی موافقت کرنا اس سے قریب ہونے کی اس میں رہنے کی
 اس سے شعور کرنا لائق اس پر پیر کرنا نہ کرنا سے صحت سے حد اس کا تبدیل ہونا اس
 پر اس کے خلاف سے اس سے کرنا اس سے محو و کرنا قیل سے نہ کرنا حد سے
 اس سے کرنا کل سے اس سے کرنا اس سے کرنا و رہیں سے خود کرنے سے فائدہ ہے
 اس سے کرنا اور عجز و وجہ پلانہ حاصل نہیں اس کی ذات میں کیخا نہیں و اس سے
 اس سے کرنا نہیں کہ یہاں میں سے بھی ہاں سے کرنا ہے کہ مخلوقات میں سے ہے کہ زبان
 نہ انت مضطرب اس کی ذات میں سے کرنا ہے۔ بن عربی قدس سرہ سے قول
 نہ فوہی۔ و ان من شئی لا یصلح محکمہ کی تفسیر فرمایا کہ اس میں شئی کی طرف
 نہ ہے کہ اس کی توجہ کو جذب قدس کی ہر کوئی نہ مائل نہیں ہوتی۔
 تو فوہی قدس سرہ سے کہ حق اپنے حلال کی حشرت پیر دست نہیں اس کی
 نہ کہ پیر شئی و صف سے ہاں نہایت اس کی طرف کوئی ضافت کی ہے۔
 موزار و مہتابہ سے فرمایا ہے

حق منزہ بہت از سر و نام تو چہ می چشمت ہر دم غلام
 بر چہ تو تم عشق را شرح و بیان چون بشوق آئیم بل با تمہاراں
 صاحب گلشن راز نے کہا ہے۔

بود اندیشہ اندر ذلت باطل محال محض دگر تحصیل حاصل

حضرت مجدد افغانی قدس سرہ الاسنی نے فرمایا ہے کہ میں اس خدا کو جو حادثہ شہر
 میں آئے یا تین دن و نوبہ گز میں پختار میں تو میں لقمہ کو طعم کرتا ہوں جو منہ میں نہ سہا
 لے کہ جس نے بھی اصل پر تحقیق نے توں علیہ سلام سے قوس کے بالکے میں جب فرشتوں کے
 مول جب میں نے بہت حق کے تحقق پر تپا کہ واربا، اما میں نے جو بہ میں کہا
 رب ستموت و احض و ما بینہما کہا ہے یہ کیا نہ سلو بہ بن نہ بہ کہ نہ سے بہت
 حق کے تحقق میں کیا یہ جو نہ نامن امین ہے تو پنے نہ نشیوں سے جو بہ دیہ جو صاف ہے
 دلالت کرتی ہیں سے

جانہا پر آب گشت و دہا ہم خون تا چہ نیست تفت زبیل پر دہ برول
 میں نے یا خوب کہا جبکہ نیست کہا و کیست نہ کہا تا کہ اس قوس کے قصودوں
 ہے نہ حصول کے متعلق آپ کا قوس تا یہ میرے تعجب کے حصول سے بھی ہے ہم کہ میں کہ آپ
 کے قوس سے نہیں کہہ سکتی نہ توں کے قوس و لا یعطون بلہ عہدائے بھیہ سے
 آپ کا یہ درنا نہ ہی کے قوس کا طوق بھی کون قدسی پر عائد ہیں توں کے قوس پر جسے
 تا نہ ہوگا ہم کہ میں کہ میں کے متعلق کوئی اثر یا مقبرہ خرم ہو نہ سر کھوں پر و نہ کسی چیز
 میں حرمت کا علم نہیں کہہ جائیں کہو کہ شاید میں میں ان اہل حق سے جیہ کہ علم
 نے بہت ہیں انہوں نے حدیث قدسی و غیہ قدسی سے یہ سے پس حدیث میں اختلاف
 کی وجہ سے حق کا حد و غیر قدسی یہ ہا نہ میں میں جس جگہ استبداد نہ ہو و چہ میں مناسبت
 نہیں پھر جب حق خدا نہ و قدسہ ما باکتہ شب غری اور و کا مہجرت توں خدا
 اور قدسی کہا جاسکتا ہے۔ اور کہہ جائے کہ قدس نہ تعانی کے اکہ میں سے ہے تو کیا میں کا
 طوق نامر خدا پر جو اثر ہے ہم کہ میں کہ میں خدا کے مخصوص کو میں سے ہے

میں نے صوفیاء کو ان کے کلام سے اپنے غم میں لے کر تو مجھ پر صاف فانی بقا و توحید لایا وغیرہ
 پر استدلال کیا، رہا ان اشیاء و رموز کا قصہ کہ انہیں نے نہیں بلکہ وہ وہی کچھ ختمیہ
 کرتے ہیں جو ان اصول کے معنی کے وقت ان کے دل پر شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع
 سے دوسری کھڑی تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں
 میں ناخود و استدلال نہ تھا کہ شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع
 مجھ کو کوئی نہایت کے ساتھ خاص رہا جس وقت اور معرفت اور وہ کھل جاتا ہے
 اور اس کی معرفت سے اس کے ذہن میں کئی چیز آتی ہے انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں
 اسے وصال و حصول نہیں یا اور انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں
 ہونے پر شائق ہے اس سے جس میں شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع
 و لذت کے ساتھ نہیں و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع
 مرتبہ انہیں میں بہت شہود و تجزیہ کریں کہ شہود و تجزیہ کریں کہ شہود و تجزیہ کریں
 میں شہود و تجزیہ کریں کہ شہود و تجزیہ کریں کہ شہود و تجزیہ کریں کہ شہود و تجزیہ کریں
 رسائی نہیں بلکہ جب انہیں کہ وہ انہیں کہ وہ انہیں کہ وہ انہیں کہ وہ انہیں کہ وہ
 شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع
 نقلہ کی ہے، اور شہود کے ساتھ میں شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع
 ہے تو انہیں شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع
 انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں
 انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں
 ظاہر مقرر ہے یہ ایک دراصل ہے اور شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع
 ہے کہ شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع و شمع
 ہے اور اس کے ساتھ انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں
 کے لئے انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں
 اور دراصل یہ راستہ ذاتیہ نہیں ہے بلکہ انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں

کہا نہ آیا ہے۔ تو اس سے ان کی مراد: خاطر اور آگ ہے اور اسی کا قائل ہے پس یہ نزع و نفل
ہے۔ در یہ اس کا اصل ہے جب تو نے ان اصولوں کو حاصل کر لیا تو نزع رفع ہو گیا۔ مگر چند دشمنانہ
مقدمات ہیں کہ محض ترجمہ سے رفع کیا جاسکتا ہے۔ والہم اعلم بحال الحمد للہ

ان تمام باتوں کے بعد جاننا چاہیے کہ یہ پانچوں مکاتیب ان کی ابتداء و عاقبت میں لکھنے کا
تفاق ہوا تھا چنانچہ پہلے مکتوب میں سے وہ فقرہ جو ہم نے ترک کر دیا ہے اس کی تصریح کرتا
ہے اور جب دوسری ملاقات ہوئی اور ہر ایک نے دوسرے کے مقابلہ کو دیکھا تو دوسرا معاملہ ہو
پذیر ہو۔ چنانچہ یہ مکتوب جو شریعت و احادیث حضرت والا کی خدمت میں ارسال کیا اس پر حالات
کرتلے خطیہ ہے۔

بعد صلوٰۃ کے واضح ہو کہ بلاشبہ آپ کا مکتوب مکتوب رحمان ہے اور آپ کا خطاب خطاب
منان ہے جس نے آپ کو طلب کیا اس نے واجب کو آپ کے پاس پایا۔ اور جس نے واجب کو پایا
اس نے آپ کو طلب کیا۔ و جس نے خدا سے عشق کیا گویا اس نے آپ سے عشق کیا۔ اور جو آپ سے
غافل ہو وہ اپنے رب سے بے پرواہ ہو گیا۔ ہم آپ کے ہیں اور اس کے جس نے آپ کو دوست کھا۔
میں نے آپ کو معروف سے قریب اور رؤف کا ندیم پایا پس آپ پر اس نعمت کا شکر ادا کرنا اور
اس ثروت کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے

چرا حسین و مادرہ پیائی بیا د آر حریغاں بادہ پیارا
اب مدرے لئے کوئی دامنہ نہیں تجلی حق کو عشاق کے آئینہ میں سموئے۔ سے

س روزگرمہ شدی نمی دانستی کا نگشت نامی عالمی خواہی شد نہی!
دوسری مرتبہ شیخ بعد از احادیث یہ دو اشعار اپنے خط میں لکھے۔

یار ز آغوش دل مجھو شد و دوم ہنوز صد تجلی ساقی بزم مست و مخموم ہنوز
ن ترانی اگر چہ یک دی خرابم کردہ است می کند کاشانہ ز گیس آتش طوم ہنوز
حضرت شیخ نے اس مکتوب میں لکھا۔

مخبر و ماستفتا باکم کا انحصار قلب پر ہے جب تک آغوش دل فراموش نہ ہو جائے
تخلی تجلی حاصل نہیں ہوتی۔ اعذہاں خاتہ دل کا کاشانہ غیرت کی آگ سے نہیں جلتا اور

نجد حقیقت سے بے زنگی کی دہن اپنا رخ نہیں دکھاتی اور دوری رنجوری کے عجائبات میان
سے نہیں اٹھتے۔ وسقا کمر یکم دھاقا لا یصدعون بعدہا شقوق و انتفوقون

شرق سے

برگھیسرد ہمارا شوقِ دونی پیرِ حدِ مستِ ایں حدیثِ قمری

تینچ عجل لا حد نے کھ کھکھا۔ "تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں بنایا پھر
ہم نے اسے پایا اور ہمیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالا۔ تو مجھے تلک کیوں کہ چھوڑ دیا اور
ہماری طرف بشیر و نذیر بھیجا۔ ہم نے اس کی اتباع کی۔ اس نے ہم پر کتاب میں نازل فرمائی۔
ہم نے اس کی تلاوت کی۔ اس نے ہم پر نبی و جلال بھیجا۔ اور اپنے نعمات اور صدق سے ہم پر
کیا۔ اس نے ہمارے وجود کی چوٹی پر تہ کوئی ڈال تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔ درجب اس نے عالم
قیمہ میں ظہور فرمایا تو ہمارے لئے کوئی پریشانی اور دکھ باقی نہ رہا۔ اس نے ہمیں نئی نصرت کھانی
نومہ ایک زمانہ تک حیرانی میں پڑے رہے۔ ہم نے اس کی شہرہ معرفت کی تو ہماری آنکھیں کھل
نہیں۔ ہم نے اسے چشمہ کاشغہ سے دیکھا۔ تو اس نے ہم سے محبت کی ہم نے تہذیب سے
دیکھ کر ہم اس کے قریب آئے۔ اس نے صفات سے ترقی لے کر ہمیں اپنی ذات تک پہنچایا اور
اس نے اپنے کلمات و امثال کی شان کے مطابق ہم سے سوکھ کیا۔ پھر اس نے ہمارے ساتھ
وہ سلوک کیا جس کی طرف اس نے اشارہ نہیں کیا تھا۔ اور نہ کسی عبادت سے اسے قہر پہنچا
نہ ہے نہ

ومن بعد هن ما تدق صفاتہ و اکتمہ احصاء لہ و اجہن

یہ تو ہو گریب میں اتی ہے جہاں ہنشن پندوں کے نہ اپٹ جائے وہاں پور نہ پہنچے وہ
چند قسم نہ جائے اس میں دن و رات برق قسم ہو جائے نگار ہی پر ہمارے یقین ہے پھر یہ نہ ہوتی
اتوں و تمام لغزشوں سے اسے اندر نہ بند دیکھا ہے و میلہ سے سند سے بخش طلب کرنے
ہیں۔ — حضرت والے نے اسے جواب میں یوں کہا۔

شیخ ابوالفضل کا مکتوب۔ ہاں اس کا باقی رہا پیارے کے وجود میں ہے کہ وہ مست رہے
صرف اسے اثر کا نشان ہے کہ وجود کے بحالی دلیل ہے۔ در قیود شایوں کے باوجود

یا ہنری فی وجدہی و معتبری۔ و حج قوم فی تیب و احجی۔

لیک لیکن من قرب من بعد۔ سر بسر و اجہار باجہا سر

۱۔ سبحانہ و تعالیٰ جسے جہاں کو احاطہ تحریر میں کیسے لائیں اور اس کی عظمت و بکلیت سے
مستحق کیا نکھوں کسی کو عنایت انہی سے نوازتا ہے اور کسی کو شکن بنیارسے تھمڑا تیب ہے
انہوں سے تفاوت راہ پر۔ ایک ہی جگہ سے لوہے کے دو ٹکڑے میں ایک گھوڑوں کا نعل بٹتا ہے اور
دوسرا بادشاہ کے لئے آئینہ۔ دوسرہ

بہت ابہا کی کلمہ سی جاگ رہی لورائی۔ ایک جو بیویوں پا ہیہ سوتی لینہ چٹائی

شیخ ابوالرضا نے ایک بابہ پھر شیخ عبدالحکیم کو لکھا۔

حکایت محبت نے سنت کو لوح محفوظ میں دیکھا۔ ہا کہ تیرا نقش تیرے نقش کی مانند

تیرا نقش میری طرح ہے صرف ایک نقطہ کافرق ہے۔ نہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ عبد کیا

کہ جہاں تو ہوگی وہاں میں ہوگی اور جہاں میں ہوں گی وہاں تو ہوگی ہے

ظن بود مرا بمن کہ من جسد منہم۔ من جسد تو بودم و منی دانستم

کاتب حروف کہتا ہے کہ یہ شعر حکایت کا جز نہیں ہے بلکہ وحدت کی طرف ترقی کی طلب

اور در محبت میں تصور تشبیہ کے لئے اس پر اضافہ ہے۔

پھر ایک مکتوب میں لکھا۔

۲۔ معرفت خاصہ اضافہ کے دور کرنے اور انت کے نورانی شعور کے تسلسل سے انا کو ہلا

دینے کا نام ہے۔

طوارق النوار تلوح اذا بدلت۔ فقط ہر کتنا نا و تخبر عن جمع

نورانی سدا سے جب ظاہر ہوتے ہیں تو وہ چمکتے ہیں۔ وہ پرتسیدہ چیزیں کو ظاہر کرتے اور تماگی خبر

دیتے ہیں، در خاص بخاص معرفت نظر حدیث کے ساتھ اضافت کا مشاہدہ کرنا ہے۔

فامطر الکاس نار من ابار قہا۔ فایت الدور فی ارض من اذہب

و سبعم القوم لمان را و اعجبا۔ نور امن لمان فی نار من الغب

محمد رضا سرہندی نے حضرت شیخ کی خدمت میں سنا کہ کھاکہ میں نے حال احوال کرنے

کے جو تہذیبہ آسمان آسمان کیا تھا اس سے ابھی تک حال کا سہاں نہیں ہو رہا ہے۔

حضرت والا نے جواب لکھا۔

”میں نے ناقص سن میں یہ بات کہ آپ مزاج مبارک صغرو کی مہر خشک ہے پھر ہر حق
سے عورت کے لئے مفید ہے لیکن بعض مہر کی باتوں کے سنے اور قیامت کی سدا عقلیہ کی وجہ سے
نہایت ہی سودا کی خطا ہو کہ ملک کو نازان قصود پر چنے سے روکتے ہیں۔ غائب الگٹی ہیں چونکہ
خبر صدق نہیں تھا اس لئے اس نے تیار کی تھی جس میں کون و شبید سیاہ بچا ہمدردی نہ
دیا۔ اس لئے صدمہ کی حفاظت ہے جوئے سود کی مدد کی کامیاب ہوئی اور حاجت بڑی تھی۔

حاذق حقیقت و ماہر حقیقت حکمت تھری دلی۔ ساتھ میں شک شریعت کے اثر
تھیں کی حقیقت سے مزاج کی مدد کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ اس قدر حاضر ہے کہ کوئی اس میں
تجربہ نہیں ورنہ وہ ظہر تہذیب کے اس کے سوا کوئی باطن میں نہیں رہتا۔ لیکن اس کے لئے اس کے
مناجات میں فرمایا۔ ”معدنہ تھری لظہر فوقک و انت باطن راجح و دولت۔“

تو کھیت قدمان سے تہذیب و تمدن
و احسن فلا و نہ ما تھم مانع
سوی تہذیبی کان من حسنہا اعلیٰ
چشمہ قلم رجبہ گناہ

تہذیب کا سہارا ہے۔ اس کے لئے سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔
تہذیب کا سہارا ہے۔ اس کے لئے سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔
تہذیب کا سہارا ہے۔ اس کے لئے سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔

تہذیب کا سہارا ہے۔ اس کے لئے سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔
تہذیب کا سہارا ہے۔ اس کے لئے سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔
تہذیب کا سہارا ہے۔ اس کے لئے سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔

فراموشی سے

تہذیب کا سہارا ہے۔ اس کے لئے سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔
تہذیب کا سہارا ہے۔ اس کے لئے سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔
تہذیب کا سہارا ہے۔ اس کے لئے سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔ تہذیب کا سہارا ہے۔

شہر وں جلیل ملتی ہیں مرد و مر ک زمین ہماں مطلق کے نور سے نور ہو جاتی ہے و شرفیت راض
بنور رہتا اور حدیث ذات کی سکھوت کی چمکدہ رنگ کا سب کی بستی کو مدنیست میں سے
جاتی ہے کل شئی ہالک لا وجہلہ کا مفہوم ظہور پذیر ہوتا ہے و اس وقت ہر شخص
پنی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے در محمد مرزا محمد مرزا ہو جاتا ہے

جز کیے نیست خدہ میں خام باز ہیں وہ پیش مغروش
گل ہیں باغ انور غنچہ سرا ہیں بخار انور سرپوش
ہر شے مدحیت میں دل مست کہ ازیں بادہ کرہ باشد تو دل

کہ تب عرف کہتا ہے کہ مجید سہاں سے مراد ریاضت شاقہ میں مل سوک رفت
باہن و عفتان گونا گوں محبتوں و ردیہ کے نقوش سے دل کو فریغ کرتے ہوئے فطرت ہیں
و اس کا دل دست سہاں حال رانی ندرت ہے کہ دستہ ان اقل کا فاقہ اور ریاضت سے
تنبیہ و تفریح حاصل نہیں مرنی بلکہ خوب خود بینی اور کثرت و مواسان رذائل کی مدد سے
اور معاون ہوئی ہیں اور ان کے دل صدقہ اوی مزاج کے متعلق نہا چھپے صدقہ کی حیثیت
ہر حال میں گرمی بخشی تیری و صرحت ہے کہ ہذا وہ عاشق جس کی صحبت میں گرمی ہو رہا ہے
و قوی دل بڑا تعینت ہی اس کے نزدیک نہ ٹھک سکتے ہوں صدقہ اوی مزاج سے در وہ
ترسوک و شبہات قمع عدلی میں بڑی حدیث نفس و مومنوں و زندہ و سادہ و خطرت
نہ ہوتا ہو سود و سچ کے شارب ہے جو شخص ان مول میں صفائی مزاج واقع ہو جو وہ پنی
ان لطیف میں وصول سے حق اور اس کی اس میں استعداد ہے اور جو شخص سود کی مزاج ہے
و وصول وحدت سے وہ سب بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ وہ میں صل فطرت میں سچ
و استعداد ہوتا ہے میں جب وہ سود کی مزاج و قول کی صحبت میں میقتد ورن سے اس
شہر سوک و شبہات حاصل کرتا ہے خصوصاً مرقہ و رکال تو جسے ساقی ہو کر ہی شبہات
کے تباہ کا جو ہے اور یہ میں ہے نہ سرعت نفس ناقصہ اس کو مکہ بنیت ہے و یہ
روحانی بیماری ہے عین میں ترقی و وصول سے باز رفتی ورن کا قول جسے ہمیدہ
سود ہمیدہ عجز و ادا کا مجاہد ہے نہ یہ عجز و ادا کا سہل سے ورن سے

جو سودا و از ہم میں شجادیتا ہے اور پیلید زرد و صفرا کا مسہل ہے یہ زنی خشکی و سرعت کو زائل
 کرتا ہے۔ سیوٹ تستیں نشاط کو دور کر دیتی ہیں لہذا پیلید زرد کے مشابہ ہوئے ورنہ کشاف
 تو بید و سوس کو دور کر دیتا ہے پس پیلید سیاہ کے مشابہ ہوہ امرہ سلوک کا طریقہ نشاط کو مری و
 محبت و باقی اعضا ہے لیکن وقفا مذات حق میں ہوتے ہیں و ریاضات شاقہ نے نشاط اور باقی
 و رو بہ باقی سے وقفا مذاق و ولایت نہ جاتا چاہیے کہ صوفیاء اسے یقین کی تربیت سے
 لحاظ سے دہارہ ہیں ایک متقدمین کا مذہب ہے کہ کو اہم مفید خالی نے بیان کیا ہے اور
 وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص طبیعت کے تقاضوں سے توبہ کرتا ہے تو اسے وہ کہتے ہیں خلعت
 میں بیٹھے اور لوگوں سے میل ملاپ نہ رکھئے و تمام معاملات میں اپنے نفس کی مخالفت کرے۔ اپنے
 آپ کو یہ سب کچھ کوئی نہ دیکھے و لوگوں کو بھی چور دربار پریش سے اس کا نفس شورش نہ کرے اور لوگوں
 کو یہ یاد دلا دے کہ یہ نزدیک بلکہ جہان و فرائض اعمال کو ہمیشہ اسے ریا غرور و
 جب کہ بی بیوں کو بھی اس سے سمجھے اور ان کی تجو ملاش کرے اور انعام میں پوری احتیاط کرے
 و شہرہ چھوڑ دے۔ کہنے بیٹھے زمانے چھینے و تمام معاملات میں آداب کے لحاظ و وضع وری
 سمجھے و عبادت و ان لوگوں اسقاط و فرائض و مسافر و زائر کے ساتھ و شہر و مسافرت
 و حاصل رفتہ و رتائے کہنے چھینے و معاملات کے ساتھ جو شعور و طبیعت و ذہن قبول ہے
 ہوتے ہیں تسلیم کرتے ہیں جب تمام اسے پاک ہو جائے تو اسے خدا تعالیٰ کی محبت کا رستہ
 دے گا جس میں جہاد کیا گیا ہو و یہ بیانیہ سعادت میں ہائیں میں ملتی ہیں۔

دوسرے مذہب متاخرین ہے جس میں بعض نے نفس عام منظور ہوئے ہیں بعض نے بدیہ قدیریہ و
 بدیہ تہمت سے ہے و یہ وہ مذہب ہے کہ جب کوئی شخص اس کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے تو اسے
 ایسے افکار و افکار و فحش و شوق و شوق کی زیادتی و تہمت نفسی و مادی کو مائل و تحقیقات
 و توفیق و توفیق کے لئے کہتی ہے و عورت پرست میں میں شغف ہونے کا حکم دیتے ہیں اور نفس اور
 نفس کو مدد دی کہ جس کے علاوہ کسی دوسری چیز میں شغف نہ کرے۔ کہ نہ تو
 تنبیہ نہیں کہ فل عمل ورنہ تو اسے پٹھے میں احتیاج ہوں بدایت کرتے ہیں بجز اس چیز
 کے کہ اسے تسلیم نہیں کرتے ورنہ تو اسے مخالفت و اسے حق و غیرہ سے کہتے ہیں۔

کیا تو میری عزت سے نہیں ڈرتا اور تجھے میری فردائیت سے جانا نہیں آتی۔

اے مرحوم! تو تو مجھ سے اوپر میں معلوم ہوں میں تو اور تو مجھ سے میں حق و حقیقت ہوں اور
تو مجازاً و حقیقت ہے۔ تو چاہتا ہے کہ تو قطعاً کرے والا موجود تو مجھ سے کہ جس سے وہ حقیقت
تو قائم کر اور اپنے قلب پر ورنہ قیام سے ساقط ہو کر کسی عیب و شک سے بچے۔ اور یہاں تو یہاں
وہ نہیں بلکہ میں ہوں اور میں نہیں بلکہ وہ ہے جب تو نے دئی تو تھا دیا تو میں نے ساقط کر
کر تو نے میں میں شک کیا تو تو نہیں ہے ورنہ تو نے تردید کیا تو تو معزول ہے اگر تو نے اپنے بیان و حد
ساقط کر لیا تو تو مقبول ہے پس تو شک کرنے والوں اور روئے گئے لوگوں میں سے ہے۔ اور مجھ سے
تجھے نئی رحمت کے پیش نظر جواب دے دیا لیکن تو میری عظمت سے غافل نہ ہونا ورنہ پورا رحمت سے
بچھ میں نے تیری طرف اشارہ کیا ہے اسے دیکھنا ہے ہونے۔ انسانوں پر ظاہر نہ کرے۔ رندہ تو دئی تو
ہے جو مہل اور بیکار ہو درجہ ہو وہی ہو ہے جو وہ جس تو کر تو نے میری دعا کو تجھ سے تو تو
میری رحمت اور سلامتی ہو۔

ایک اور خط میں حضرت فرماتے لکھا۔

خدا نے واحد اور حد تک نماز سے شروع کرتا ہوں۔ تجھے حق و شہادتہ حقیق سے بہت
میرے فرد اور میری رضا تجھے نئی عزت و جمال کی قسم میں حد تک اذیت و رنج نہیں دیتی
موجود دہلی میں نے اپنی ذات کے ساتھ اپنی ہی ذات سے اپنے شیوات و صفات خاصہ کے اور
مخلوق کو پیدا کیا میں ہی حق و حقیقت ہوں میں ہی ہر چیز کے ذات و رذی و ذات کی حیات ہر
خلق کے ساری کی ساری میری قدرت ہے و مخلوق میرا امر ہے جو شخص میرے ساتھ چاہتا ہے وہ
میرے خلائ کا مقرر ہے اور مجھے میرے ذکر لاہوتی کے ساتھ یاد رکھ جب دئی اور مخلوق کے
کے ساتھ یاد نہ کرے۔ و ہوا و ہوا و ہوا جس نے میرے ظلم کو سمجھا اس پر میری رحمت و
سلامتی ہو۔ ایک و مرتبہ حضرت والا نے لکھا۔

وہ ہے چون ہے۔ انہی بیخیاں اس کے کہ فی سے پیدا ہوتی ہیں وہ بنے ہوں۔ ورنہ
نہوں اس کی نمائی سے نہ ہوتے ہیں۔ نہ ہند ہوتے کی غایت ورنہ نہ ہوتے۔ نہ ہوتے
نہوں میں فیہ شہادت کی نہ میری حد تک انہی انہی رحمت کے خیر ہوں۔

کثرت کی ذات میں کوئی تخی نہیں، حضرت اہدیت میں رسائی، حدیث کے طاقی کے موافق نہیں اور اس سے مرد صراطِ مستقیم کی عینیت کی وحدیت میں کثرت ایمانیہ ختم نہ ہے جو نہ تمام دنیا و اس دنیا پر مملین کا راستہ ہے و نہ مادی چمنی نماں کی فتح میں ہذا، صراطِ المستقیم ہے یہی راستہ طلب کرتے ہیں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے توحید یعنی ہے جس میں توکل ہو جاتے ہیں اور علم اس میں مل جاتے ہیں اور آمد و سیما بھی ہو جاتے جیسا انزل میں تھا و نہ بدیہی و سیماں ہو جاتے جیسا کہ ہوئے سے چاہتے تھے

دیدہ و شہید حسن لم یزل
نور غیرت بسوز معتزلی
بیرہ کعبہ نور فاش است
بے نصیبی نصیب غفارش است

حضرت و اہل بیت علیہم السلام کی طرف جو آپ کے خاص دوستوں میں سے تھے تھے۔
”سمجھو کہ تم دیکھو نور کے ایک نورانی بیباک و شہید است تا کہ جاتا اور اس حجاب سے نہ چھپتا ہے تو خود کو اس نور کا دریا پاتا ہے اور اس سمجھ کو دلی توجہ اور قصد کے ساتھ اپنے پاس ختم و ختم کھینچتا ہے قصد و توجہ صحت قلبی کو باقی رکھنے میں کمال کر رہتا ہے جب قصد ٹوٹ جاتا، غم کے غصہ کو نہ مل جاتا ہے تو فوراً اس کے غیب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے کہ تعارف و اشیا، بخند اٹھا اور اس نور میں دیکھتا ہے کہ ایک جگہ میں اہم ذات، اہم مسئلہ کے ساتھ حاضر ہو کر فی الغد و در اتصال علی ستوں و لاتقان کہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ اور تمام سے بے غم ہو جاتا ہے اور ان کی فکر و فعل جاتی ہے اور تمام فرشتوں و انبیاء کی ارواح و لمبہ رقی میں اکھٹا اور بندہ علیہم صل کرتا ہے، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و ینزلہ فیہ فی حصص عظیمہ۔“

چشمہ چوں بازند خوشی و در خوش دید
عین دریا شست چوں میدان شد چہ چہ
ایک بہرین عبد اللہ نے حدیث قدسی جو قصہ معراج میں آئی ہے قف یا محمد
فان تلک یصلی کا معنی دریافت یا حضرت! الے لکھا

”میر کی اقصائے میں آج کے جب اس قافِ معرفت نے یہ غنہ نے عالم خلق و مر
و انصاف میں پرورش آواہ ملوں و مسکن کی نہ حد کے آخری نقطہ پر پہنچے تو عالم قدس

حضرت بنی و کشمیر و گھانا دی۔ بنی حکومت کی وجہ سے اودھ کی یہ سی مریں بھی پرانہ نہیں
سی وقت پاکیزہ و نصاب پر بنی۔ قف یا شوم یعنی اسے یہ چھائی نہ سیڈ نہ سلمیہ مہ مہ سلمی
لفظ پٹھہ جانیے یزید یہ بودیت کی حد سے جس کے ساتھ شاہ ہر بہریت بن فن ہلہ
یصلی یعنی وہ چہ ہن ہے کہ اب کے فرجیوں میں پر نبوت و رسالت ہ فیض لیرے سنے و کی
ب کہ رسول میں برز میں ٹھہرتے تھے حضرت ہبیرہ سے عارف و حکام کا اعتراف و ہیک کے
خلیق و او پران عارف کو بہانے و فیض کی کرے و رہ یہی حسب منش فہرہ زبانی
ہوت کو یہ پرزادہ کھینچ لائے و الہیہ اس قیامت جو پ کی بنی منش کے حد تک ہوسے

بید و عنابه و پید و مهری فاشترک ما ارد و سایر بد

فانی فی الوجود خبیثہ نفسی وفی حجر موی سبوی

اور نہ صرف اسکی تعلیم کے واسطے بلکہ قوم کے زیادہ مناسب بہانے کے لئے
فضیل میں پروانے کے بعد میں پڑھ کر ان سے خطاب کیا گیا اور جنھیں دوسرے دور
کا مصلحتی بھی ٹھہرنا تھا خرسوفی، اسے تقلیدین کے فرقے سے طلاق رکھتے ہیں

باب وہ بندہ پروردگار کے بعد اس بزرگ و عظمت و جلال کے انصاف و کرم و شفقت پر
جو اس کی عظمت میں سے ہے اور حقیقت محمدیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے پروردگار کے بندے
کیا حقیقت ذات جو دے عالم میں پرواز کرتے ہیں اپنی کفایت و کمالات کی بنا پر اس کی
برکات میں برزخیہ کی پہچان جو کہ عارفین کے عقائد کی نسبت زیادہ مستند و معلوم
پر مبنی ہے یعنی اس بندہ شہر و مقام کو بہت پر فخر ہے اس بندہ کی وہ نعمت فرما رہا ہے یہ
عقیدے کے بعد اس کے پروردگار پر تکیہ کرتا ہے جو وہ اس کو سب سے شوق و اشتیاق کے ساتھ
اس کی طرف کو مائل کرتا ہے جس کا حال اس پر فاضل نہیں یا پیشانی کے سروں پر اس کے سر پر ہے
یعنی اپنے کلمات و تقریرات پر قائم ہے اس کی طرف متوجہ ہے اس میں سے اس کی تائید
ذات اور اس کی عزت و جلال کی طرف و شہادت کی طرف کی تائید ہے

تقدیر احسن من قسمہ ابرار و من بعدہ غیرت و حسد

۹۰ منہاں شش ماہیہ
نچلے میں ایک جگہ و امتداد

لوازم اور قوایع کے ساتھ صل ہوئی ہیں۔

اس طرح اس کا من لیل ہو گا کہ وہ پہلے علمی طور پر حقیقتوں اور مہنتوں کا بشک و دریا حاصل ہے اور اس کے بعد خارج میں تمام حقیقتوں اور مہنتوں کو جو دیکھنے و دیکھنے سے لہذا رحمان اور رحیم دونوں اسم ذات کی صفات ہیں یا اس کا بس یہی یاد دہر اس کا بیان ہیں یا شمس یا حمیرہ دونوں صفات اس مقدار کی خبر میں جو اسم کی طرف توجہ یا دہر اسم کے بیان کے لئے علمی کے مضمون ہیں در لفظ اسم کے متعلق نہیں ہیں کیونکہ وہ رحمن رحیم اسم ذات نہیں۔ ان دونوں کے علاوہ اسم ہے اس کا معنی یہ ہے کہ ہر چیز کا وجود ذات واجب تعالیٰ کے ظہور و وجہ سے حضرت غیب و شہادت میں ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں مرقوم ہے۔

الحمد لله حمادیت و محمودیت اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہے یہ یا توفیق جمع کی نسبت سے ہے جبکہ اس نے تمیز غیب معانی میں چلے اور دوسری مجلس کے ساتھ اپنے کمالات ذات کو اپنی ذات پر ظاہر کیا اسی طرح مشق پر تیونان و اعتبارت کا احوال اور حقائق بہیمہ و نمیبہ کا ثانیات لہذا کیا۔ یا یہ تمیز اسم علی الخرق کی بنا پر ہے کیونکہ جہان و انوار نے اپنے فیض قدس کے ساتھ حقائق پر نور وجود کے فاضل سے ان کی وجہ وہ استعدادات و صفات میں ان کے تبارک قدرت کوئی ہر ذریعہ یا یہ تمیز فرق علی الخرق کی بنا پر ہے کیونکہ وجودات روحانیہ و مادیہ و جسمانیہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے افعال و صفات و کمالات کو تمام زبانوں میں قیام و حوالہ کرتی ہیں یا تمیز فرق علی الخرق کی بنا پر ہے کیونکہ مہنت و مہنت و مہنت و مہنت کے چہ احوال و افعال اور قوال کی زبانوں میں اپنے کمالات کو ظاہر کیا ہے لیکن وہ جہان و انوار کی اپنی ذات پر حمد ہے یہ بھی مرقوم ہے کہ جہاں بالاسوی کہ قیام میں سے ہے۔

”تہت عقول لاغیا فی احوال الاغیا“ و ”غیا کے حوال میں غیا و غیا“
 ”تہت عقول لاغیا فی احوال الاغیا“ اس کے متعلق فقیر نے کہا ہے

”تہت عقول لاغیا فی احوال الاغیا“ و ”تہت عقول لاغیا فی احوال الاغیا“
 ”تہت عقول لاغیا فی احوال الاغیا“ و ”تہت عقول لاغیا فی احوال الاغیا“

یہ بھی قوم عقائد و جوہر تیرے اس وجدان کا تھا جسے کہ حق اپنے سما و صفات کے ساتھ تیری ذات
میں بیوہ اور مو اور تو نہ رہے اور وہی مولاں بندہ ایسا ہو جسے جیسا کہ ہمیں تھا اور حق نے
جیسا کہ میں نے تھا یہ بھی قوم حق فقیر نے نزدیک تفرید یا لطیف ہے نہ کہ صفات
کی انانیت میں تفرید نہیں ہے۔ یہ بھی تحریر ہے۔

مختصین نے کہا کہ علیہ سخری مراتب پر پہنچا دلوں کی انتہا اور مستحق سخری ترقی
ہے اس سے ایک نہ کسی حال کا کر رہا ہے اور نہ کسی حال کے لئے عروج کو جہ سے پہنچے اس سے
موجہ ناموس نہیں جس کی طرف تجوہین کے ذہن منتقل ہوتے ہیں بلکہ اس مجاہد سے مرد در سن
کے حصوں کے جدا حاصل ہے پس اس اور اک کو حاصل کرنے سے بھر تحقق ہے اور سحر طراح
صاف کرنے سے ہاتھ حجز عن درجہ نادرت دے اور ک لوں اس کرنے سے مدہری
اور اک ہے) یہ بھی تحریر ہے۔

کہنا ان خلق سے دو عالم قائم ہے جس میں ماضی کو حقائق اشیاء کہل و قائم عہد کے
جانتے ہیں پس وہ جو بہت نامہ صفات علیہودیت کے صفات کے ساتھ یک ہی وقت
میں تصنف ہوتا ہے۔ یہ بھی تحریر ہے کہ غنا اور زمانہ بہتیت کے فقدان کا تھا سے یہ عقل یا تو
نہ نہ سے ذہن کی وہ ہے۔ بیان کے مندرجہ ہونے کے علم کی بنیاد پر قائم ہے یہ تحقیقی حاصل
کی مدد سے اور ان کے نور تب میں یہ بد مرتبہ اس سے دوسرے ہونے کے متعلق
حجاب کے لئے ارتقائیں غلو کے وقت درجہ اشرف کے لئے نور ہوں کے ظہور کے وقت
مدد شعور ہے

اور مرتبہ و حساب ہے۔ اور اس سے افعال حق و شہودت بندہ سے پہلے فعل
سے ان کی نسبت قلم و شب کے ہاتھ میں رہا اور بھی اس کا حلق ترقی۔ جو کہ آیت
تیسرہ نمبر ہے اور اس سے صفات غنی سے ظہور کی وجہ سے صفات خلوص و
ہونا ہے کہ تمامہ حاصل ہے اور وہ بندہ کا حق ذات سے و حرکات و سکنات
ہے پانچوں مرتبہ انعمہ سے و یہ بندہ کا حق ان کے لئے ہے جس سے بیعت حق
و حق نہیں رہتا اور وہ حق ہے۔ چنانچہ مرتبہ حق ہے یہ ان کے لئے ہے جس سے اس

کہے بسم اللہ و بسم اللہ و تھلاں علی منہ و لا حول و لا قوۃ الا
 باللہ ورجب ہی کے دروازہ پر پہنچے تو کہے سورہ عبدل بیابان مذنب
 بہ بک وجہ ایک عمن سواک یستغفرک و یحسب انک انتہ تقویہ
 افضل فی باب سہی باب وایاں پورا مسجد میں رکھے کہ ہے بسم اللہ و حمد
 اللہ و صلوٰۃ و سلام علی رسول اللہ و اور جب داخل ہو جائے تو کہے خود
 باللہ اعظیم و بوجہ کہ یہ وسعہ الفدیہ میں شیطان سچیہ
 شیطان کے شہ سے مامور ہے کہ جب جد کے اندر داخل ہو تو سلام کہے و رکروں ششوں
 موجود ہوں مشغول نماز ہو تو السلام عینہ علی عباد اللہ اصحابین کہے
 نماز کرنے کے بعد اپنی جگہ پر قبضہ کر و بیٹھ کر پوری کوشش سے ذکر و مراقبہ شروع
 ہو کہ چونکہ اس وقت نیند سخت مکر وہ ہے اگر نیند غلبہ کرے تو ذکر کرتے ہوئے نیند
 بیٹھنے سے اسے رفع کرے یہاں تک کہ سورج جب ایک دو نیزہ بلند ہو جائے تو دو
 رکعت نماز شکر کرنے کی نیت سے ادا کرے اس کے بعد مسجد خلوت میں جس جگہ چیت
 حاضر اصل ہو دن کے چوتھائی حصہ تک ذکر و مراقبہ میں مشغول ہو پھر پڑھتے نماز
 اکرے اگر تعلیم و علم یا کوئی ضروری کام ہو حاجت کے مطابق بنے گا میں صلوٰۃ
 ہو ورنہ چھپ سے تازہ و ضرورت ذکر و مراقبہ میں بیٹھے اگر کھانے کوئی چیز موجود ہو تو
 کھائے اگر کھانے کے دوسرے زبان سے ذکر و اور اس کا خاتمہ چھپ تازہ و ضرورت
 ذکر کرنے ہوتا قبضہ کرے و سورج اٹھنے سے پہلے سب رسی و غیبت جاسے تاکہ
 زوال کے وقت تہارت کاملہ کے ساتھ صلی یا بدو ہو و ذکر و مراقبہ میں مقیم ہو پھر
 ہو جب سورج چھپ جائے چار رکعت نماز ادا کرے نماز پوری و سیکل کے بعد
 اگر کوئی ضروری کام زیارت عیادت پیوں و ٹیپھا ماورن کے عبادت کی دریافت
 ہو تو بقدر ضرورت ان میں مشغول ہو اور صلہ ان کے پاس سے شہادت و شہادہ سے
 حسنات اور برسیات ملے ہیں اس کے بعد تہارت میں بیٹھے نماز کی تیار
 کرے و عصر و مغرب کے درمیان وقت میں ذکر و مراقبہ میں مصروف رہے

سے عمر برفست و قتاب تموز اندکے ماندہ غورہ غورہ ہنوز
دل بہت مر علم لدنی جو کس بہت تعلیم کن ورت بدیں دست میں دست
کفتم کہ الف کففت دگر بیچ مگو درخانہ گر کہے ست یک حرف میں دست

حضرت شیخ ابوالرضا قسری ہمدانی کا عالم فانی سے عالم جاویدانی کی طرف سفر

شیخ محمد خضر نقاشی ہمدانی ہے کہ حضرت شیخ ابوالرضا فانی نے فرمایا کرتے تھے کہ ہماری
سلاطین و سلاطین سالک و زمین ہوگی جب آپ سلاطین ہوں گے پس جس سے گزریں تو مہربان ہوں
ہمیتہ غفرلہ میرا جب آپ پاپی ہوں گے تو میرے لئے کسی کا کئے لئے رہنما بن جائیں گے
ہو یا نصرت موت وقت میرا اس کے تعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے سہرتے ہوئے میں
بات کے بعد سے چاہوں گی اور فرمایا تمہیں وصل ضرور حاصل ہوئے۔ اس خطبہ کو دل سے حال دو
حضرت شیخ کے یہ آخری کلمات تھے جو میں نے سنے گلشن شاعر کو یہ کتبہ ہوئے میں نے سنا کہ
حضرت شیخ کے زعموں کے آخری دنوں میں شیخ عبداللہ ایک روز آپ کی زیارت کے لئے آئے
اور میں نے شیخ سے سنا کہ جب شیخ نے اپنے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ خلف عادت
پیشانی پر شریف فرمایا و تمام جسم بیچے بیٹھے ہوئے ہیں جب انہوں نے شیخ کو دیکھا
تو تھکے ہوئے اور زخمی و پشیمان تھے اور اسی پہنچ پانچویں چھاپا کچھ دیر بیٹھیں ہی
یہیں زبان سے گفتگو میں ہوئی معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کا دل تمام تعلقات سے قطع
ہو گیا ہے اور فرمودہ عیدال سے بات نہیں کر سکتے تھے پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا
آپ کے بل پر شیخ ابوالرضا سے قربت رکھتے تھے شیخ اپنے سادہ فہم سے کئی دور
میں حقائق پر ہر اختلاف کو بغیر مجاہد میں کچھ مٹاؤں نے غریب کی اذان ہی شیخ نے فرمایا
آپ سے بہت معاذرت ہے نے عرض کیا کہ اذان ہوئی ہے باہر جانا چاہیے حضرت واد
نے یہ کلمہ شہادہ فرمایا یا اے اللہ! میں تجھ کو ہر وقت یاد کرتا رہتا ہوں پھر فرمایا اے اللہ! یہ
ملازم ال شیخ عبداللہ نے سخت محنت سے جو فرمایا کہ آپ سے کچھ نہیں
پر مہر رکھتے ہوئے وہاں سے موت کا وقت نہ آیا کہ وہ فریق علی کی نصیب

ان پر غائب آئی۔ اس وقت کو ترک زادہ دن میں چھ گھنٹے پہلے تھاں فرما کر
 کی بجماعت جہان کرتی تھے کہ حضرت والا کو کچھ کسل تھا اس واسطے آپ نے ان میں
 روحانیت ثابت نہیں فرمائی اور آپ نے ان میں بہت بڑے عقیدے پیدا ہوئی تھی چنانچہ حریف
 تو یہ نہیں فرماتے تھے اس کے بعد جب مصر کا وقت آیا تو مزہ کر کے کھانا خوب
 نقش بند طلب فرمائی اور اس میں سے چھ ٹپکھا۔ اس دوران میں عقیدین میں سے ایک
 شخص نے پانچ پیرے میں سے ایک ایک ڈھونڈ کر فرمائی دیکھ کر فرمایا
 اس تیر پہ جو ہلو میں چھوڑ دیا تھا سب سے پہلے اس وقت میں روحانیت میں سے
 اگر کسی میں وقت آپ نے اپنے دست مبارک سے شیخ عبد جمیع سے فرمایا کہ
 بعض اہل ان کے دشمن ہیں گھٹے اور غصے آپ کو اس میں سے بہت ہوش ہوئے ہیں
 اٹھایا اور فرمایا کہ یہ میرے اس حالت میں شیخ عبد جمیع ہیں ان سے جو کچھ
 کی رہے روح پرور تخیل سے بہتہ فرمائی کہ شیخ عبد جمیع جس اہل
 آفتاب قیامت سے ہیں جو ہے یعنی اللہ تعالیٰ عنہ و اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم
 مشوہ یہاں پختہ و سیدنا شیخ ابو رضا محمد ثناء عیالات ہیں ان سے
 تالیف دیکھیں کہ دوں ہا فتنہ تو ہے

حضرت شاہ ولی اللہ کے شہداء اور استاذ کے حقائق

یہ پانچ فصلوں پر مشتمل ہے۔

احمد علی دہلوی بحمدہ تہم حضرت ولی اللہ علیہ السلام کے حقائق
 جمیع حالات و احوال کے متعلق جو کچھ وہ فرمائی ہے اس سے اس کے حقائق
 و احوال و صحیحہ جمع ہیں۔ مابعد فقہ و شریعت میں جو کچھ وہ فرمائی
 ہے اس سے اس کے حقائق و احوال کے متعلق جو کچھ وہ فرمائی ہے اس سے اس کے حقائق
 حالات کے حقائق ہیں اس کے حقائق و احوال کے متعلق جو کچھ وہ فرمائی ہے اس سے اس کے حقائق
 حقائق و احوال کے متعلق جو کچھ وہ فرمائی ہے اس سے اس کے حقائق

اس قسم کے قصبات میں قیامت تھا، شام کی سیاست از سر قضا، تنگاب و رفتہ و بخت
 اس کے سپرد ہوئی تھی، اس کا منصب اعلیٰ جیہ بھی سے قاضی اور جج کے ہوتے تھے
 والٹر اعظم۔

اس بزرگ کی زندگی قلمبند ہے، اس کا سب سے بڑا کام اس کی قاضی رہا اور
 میں اپنے دن کا بجا نہیں جو اس کا وہ اس کا شہر تھا، اس اور اس کا منصب
 جب وہ اس کے آئینہ داروں میں اس کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 نے نظر ہا، دستور ہو یا قاضی ہو، اس کا منصب اعلیٰ جیہ بھی سے قاضی اور جج کے ہوتے تھے
 منصب آفتاب، اختیار ہے اپنے جہاں سے دو بیٹے چھوڑے، ایک قاضی اور جج کے ہوتے تھے
 وفات کے بعد اس کا جانشین ہو اور دوسرے منہ اس کا جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 قاضی قاضی کے دو بیٹے تھے، ایک قاضی قاضی جو اپنے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 بظاہر اس کا منصب تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 دوسرے اہل دین تھا جس کا یہ بیٹا تھا، دین اہل تھا۔

قاضی قاضی کے دو بیٹے تھے، ایک قاضی قاضی جو اپنے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 تھا، اس کی سیاست اور اس کا منصب تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 قاضی قاضی کے دو بیٹے تھے، ایک قاضی قاضی جو اپنے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 تھا، اس کی سیاست اور اس کا منصب تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 قاضی قاضی کے دو بیٹے تھے، ایک قاضی قاضی جو اپنے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 تھا، اس کی سیاست اور اس کا منصب تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب

اس کی شام کی سیاست اور اس کا منصب تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 پیدا ہو، شام کی سیاست اور اس کا منصب تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 سے متعلق ہو، شام کی سیاست اور اس کا منصب تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 اس کی سیاست اور اس کا منصب تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 اور اپنے جہاں اور اس کا منصب تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 اس کے دو بیٹوں کی زندگی میں تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب
 اس کے دو بیٹوں کی زندگی میں تھا، قاضی قاضی کے جہاں شام کی سیاست اور اس کا منصب

کے ساتھ ہم انا صالین ہیں۔ میں نے پھر سوال کیا کہ یہ لوگ کہاں گئے تھے اور کیا کیا میں نے یہ
چتوڑ فتنہ کرنے کے لئے کئے تھے اور سے فلاں وقت فلاں برج کی حرف سے فتح کر دیا شیخ عبد الغنی
کو جب اس عجیب واقعہ کی اطلاع ملی فتح کی خوش خبری اور صورت واقعہ پہنچے کا پورا بادشاہ کی
خدمت میں پہنچا دیا۔ کچھ دنوں بعد فتنہ چتوڑ کی خبر سی کے مطابق موصول ترقی بن میں سے جو فرق
نہیں تھا۔ بادشاہ نے بارہ گاہ حضرت امان اللہ لیدن کے مارے کے لئے وقف کر کے شیخ عبد الغنی
کے سپرد کر دیئے۔

خواجہ محمد عاظم کشمی نے شیخ مجدد حضرت شیخ احمد سندھی قدس سرہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں
نے فرمایا کہ یہ ہے والد نرسی شیخ عبد الغنی ایک مدت تک شیخ عبد الغنی کی ملاقات سے تائیدی سے
کہ نہ شہر سول پت کے بہت ہی عمر رسیدہ بزرگ سے ایک راز ان تک پہنچا تھا وہ وہ راز یہ
تھا کہ اس نے بتایا میرے پروردگار میرے جد مادری تھے اپنے اہل خانہ کے وقت ایک
شوریدہ کا۔ درویش کے ساتھ اپنے پاس بلایا تاکہ نسبت اور فیوض باطنی عبادت میں جب میں ان
کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حقیقت کا ایک راز بتایا جسے سنتے ہی وہ درویش جان
سے ہاتھ دھو بیٹھا اور میں کسی طرح حیران و سرسبز رہ گیا حضرت والد بزرگوار اس راز کو سننے
کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا بہت شوق رکھتے تھے۔ چنانچہ شیخ مذکور کسی جہ کے سلسلہ
میں سرزندہ سے گزرتے جب سرزندہ پہنچے تو کارون میں قیام کیا جہاں سے والد بھی وہیں
پہنچے معاخذ اور رسمی مزاج پر کسی کی خلوت کی خواہش کی اور تماس کی نہ جس نہ سبب
رکون ہر فرمائش شیخ نے سے جان باتبیریہ شیخ کے پاس سے جہاں سے توجہ نہیں لیا
جو صاحب الفاضل اور باتبیریہ سے تھے۔ ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے ان سے وہ
راز پوچھا فرمایا ہاں میں نے ان سے پوچھا وہ یہی مسئلہ تھا جس پر ہمیں وہ باتبیریہ
کی جان ہے یعنی جو کچھ دکھائی دیتا ہے۔ واحد حقیقی ہے جو کثرت کے عنوان سے ظاہر ہو
رہے۔ مگر جو یہ وہ درویش سادہ لوح تھا۔ یہ راز چنانک سے معلوم ہوا تو وہ اسے بہت
راز رکھا اور ہلاک ہو گیا۔ ورنہ شیخ عبد الغنی پر کد عالم تھے اور صاحب تعلیم و دانش
سے واقف تھے تو وہ برقرار رہے۔

نچوہ قادی حضرت والدہ سدا بنے۔ تھے تھے رہیں نے ان کے جسم کو وہاں سے منتقل کر نیکاراواہ
کیا ایک روز انہوں نے قتل ہو کر مجھے ایسا کرنے سے منع فرمایا آپ نے قتل کی خبر یہ سنا ہے۔

شیخ رفیع الدین محمد کے خاندان کے مناقب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ لمنعہ ما ہاب علی نعمۃ اللہ الخیرۃ
عن حادہ و حسب و صلوٰۃ علی خیر من و فی حکمتہ و فصل الخطاب و اللہ و
اصحابہ خالصۃ اولی السبب اما بعد

فقیر ذی سدا علی غنہ مبتدع کہ چچہ کلمات جو کہ المنبذۃ الابریر یہ فی اللطیفۃ العزیزہ
کے ہیں سے جو موسیٰ ہے شیخ عبد الحزیز دہلوی اور ان کے اسلاف و اخلاف کے حالات پر مشتمل
ہیں جو کہ نسبت مادر سی سے والد بزرگوار کے جد علی ہیں۔ و الحمد للہ

شیخ طاہر۔ ان کا اصل وطن و جی متان ہے۔ آپ وہاں کے سربراہ دروہ خاندان سے تعلق
رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ شہر بد شہر و عین سیر و شکار میں وقت گزارتے تھے یہاں تک کہ ان میں غل
نے آپ کو عمر کی تحصیل سے بھی روک رکھا تھا۔ ایک روز ان کی ہمشیرہ نے ان سے قرآن مجید کی
ایک آیت کا ترجمہ پوچھا جس کا وہ جواب نہ دے سکے۔ یہ واقعہ ان کی غیرت کو برا بھلا بگھڑنے کا
سبب بنا۔ قرآن مجید کی روغن سے ہجرت کر لئے وہ جہاں بھی جاتے سفادہ کرتے۔ جب
قدوسیہ پہنچے تو ان آیت کی تفسیر کھڑکے ہمشیرہ نے پاس بھیج دی۔ اس کا بعد حصول علم
کی خاطر وہ جہاں سے جہاں علماء مرگز تھا اس دوش میں منظرہ اور ریاضات کی تحصیل کی۔
تحصیل علم کا جہاں سے توفیق نہ ان کی وجاہت اور علم و فضل کو دیکھ کر بنی ٹوں کی شہادت
ان سے نہ دی۔ اس کے بعد اہر وہ اور کچے نواح میں قیام پذیر ہوئے۔ اس جوی سے تمیز کر کے
ہوئے۔ آخری عمر میں شیخ نے اپنے بیٹوں کے ساتھ جو پور میں اقامت اختیار کر لی و اس جہ
وقت دینی آپ کا مزار اس جہاں ہے جس کی زیارت کی جاتی اور بہت حاصل کی جاتی ہے۔
شیخ حسن۔ شیخ طاہر کے سب سے بڑے فرزند شیخ حسن تھے۔ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ
کر لیا۔ اور علماء ہر اس کی مجلس آتے۔ تب متدوہ حاصل کر کے پڑھا۔ شہر سے روایت چلی۔

بہ منہ نکلے۔ سید دوصلوۃ علی نبیلہ محمد و آلہ و اولادہ و اولادہ
 و صلواتہ علیہم اجمعین۔ الحمد و صلوة کے بعد یہ بندہ ناچیز خدایتے خدمتِ اہل بیت
 نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سید محمد عزیز بن علی الشہر کے بنے بیوی بہت بخت کرے ورنہ
 آج وہی مذمت سے بہتر نہ تھے۔ درجن کرتا ہے کہ بلا درختہ نہ کریم عالم باطن و فتن و زلف و سن
 و بیہ و یا نمونہ صفیر شیخ محمد بن شیخ معین الدین غلامی لکھتے تھے انہیں بندہ اہل قبول
 بہ ۵۵ سے ہائے ورنہ میں تخت فرماتے۔ ان کے مخصوص نعت و خیال معرفت سے جب ہم
 ان کے حضور و صحبت سے مشرف ہوتے اور ان کا عقیدہ اور محبت ہم سے میں مستحکم ہوتی
 تھی تو ان کے ساتھ دینی فوت کا عقد نہ تھا و میں نے شیعہ صوفیہ خرقہ پہنایا۔ بعد
 ان کی موت و قدس ورنہ کتب شہاب کو منور کرے۔ اس خرقہ خلافت کو میں نے رشاد
 و کالت ایستادت و خدمت کے طریق پر اپنے شیخ مرشد قدوم اور سیدی میرزا
 مرشد بہت سید عزیز محمد بن حسین بن عبد القادر بن قاضی عسکری قادری ملکہ مداح سے
 سے ورنہ میں نے اپنے شیخ و مرشد بزرگات بہار مکتہ و الدین ابو تیمہ قاضی قادری
 انہیں ملکہ نعت شایبہ بزرگ احمد اور انہوں نے اپنے شیخ اسید قطب وقت پر عباس احمد
 بن حسن نجیب مغربی الشافعی سے اور انہوں نے اپنے والد اسید حسن سے اور انہوں نے اپنے
 والد سید موسیٰ سے ورنہ میں نے اپنے والد سید علی سے ورنہ میں نے اپنے والد بزرگوار
 سید محمد سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سید حسن سے ورنہ میں نے اپنے والد ماجد
 سید محمد و احمد سے ورنہ میں نے اپنے والد بزرگوار سید محمد بن الدین بن نصیر سے ورنہ میں نے
 اپنے والد بزرگوار سید محمد بن صریح سے ورنہ میں نے اپنے والد ماجد سید عبدالرزاق سے ورنہ میں نے
 اپنے والد بزرگوار قطب بنی نبوت محمد بن علی ملکہ و الدین بن محمد عبد القادر عسکری
 محمد بن علی سے انہوں نے اپنے شیخ محمد بنی سید محمد موسیٰ سے ورنہ میں نے اپنے شیخ امام اسلام
 بن حسن بن محمد بن یوسف انصاری سے ورنہ میں نے اپنے شیخ بنی الفرج
 یوسف بنی موسیٰ سے ورنہ میں نے شیخ عبد الوہاب بن عبد الوہاب بن موسیٰ سے ورنہ میں نے
 بنی کریم سے ورنہ میں نے سید رضا نقیب بغدادی سے ورنہ میں نے سید نقیب سے

نیز ذات تھے شیخ بزرگ شیخ احمد مدنی سے حضرت خواجہ محمد تقی کی نسبت یہ تھا
 کہ وہ بات صد و موئی کہنے والے تھے وہ بات ہی طرح خود ندرت میں بیٹے کی بیٹے
 بر شرفہ موت و قہر کے شان و آیتانی نے خواجہ موت و میں ایک دوپٹے کی موتی سے
 نقایہ و رقوت کے ساتھ میں ہر روز ہادی شیخ جو خود ہے فرج شناس تھے اس لیے نصیب
 کے ساتھ لے لیا و رعایت سے رخصت کی چند دنوں کے بعد شیخ احمد مدنی مدنی مدنی مدنی
 بننا ہوئے ورنہ اس کے سبب کی تلاش میں پڑے تھے جس وقت حال میں موتی و موتی میں
 تھے و شیخ نے جب اس سے سلسلہ میں۔ غار شری و غوریت کی موتی شخص میں گاہ
 رہے۔ مٹی و قہر و بہار ہو اچھڑ مٹی نے خلاف کوں غار شری میں کر کے بیان خود ہے
 مشرق ہو چاہیں رنگے میں شیخ احمد مدنی شیخ رفیع الدین محمد کی طرف چلے یا شیخ
 رفیع الدین محمد نے اس بات کو مٹی و قہر کے ساتھ خلوت میں حضرت خواجہ کی خدمت میں
 پیش کیا اور کافی لبت و حل کے بعد ان کی لغت اور وحشت دور کر کے خود نے فرمایا
 کیا کروں وہ دھڑا م ہو گیا شیخ نے وہ دھڑا م پیش کر دیا۔ و خواجہ کی توجہ میں وہ گھر
 کھول دی سی وقت و قہر کھل کھل سے تبدیل ہوئی اور مقصد حاصل ہو گیا۔

والد ماجد یہ ہیں اہل تھے شیخ خرمی بخاری جو اپنے زمانہ سے بڑے مرید تھے و
 شرف و نجابت کے بیان و مشائخ صوفیہ کے حقیقت تھے نے ایک عمارت بنوائی یہ عمارت ان
 کی مشہور تھی یا کوئی و والد السلام اس کی تعمیر سے فرغت کے بعد انہوں نے ایک خانقاہ
 کی اور شہر کے مشائخ کی دعوت کی شیخ رفیع الدین محمد بھی اس میں شریف لائے جب انہوں
 نے وہ خانقاہ بنوائی جان میں سے ایک کی حالت متغیر ہو گئی مستانہ نوع کا لے سکا
 قفس و حزن کا اس سے اظہار و تواتر تمام ماضی میں اس کی و خیمہ کے لئے شہر کے شہر نے
 اتنی جگہ سے رست کی محض ماضی میں نے سے موضعیں جگہ بنایا۔ و یہاں میں یہ مکانیں کرنے
 کے لیے نے انسانی طریقہ کا بابت شیخ نے میر نے حب یہ صورت حال دیکھی تو وجہ کرنے سے
 یہ مکان کے جہت میں الدین سے سوس یا۔ صاحب و جد کی تو نے نہ کر کے کیا سبب تھا۔
 شیخ نے اس سے صاحب و جد کے اس کے تغیر حال کے متعلقہ امور۔ و روزہ غریب و غریب

تہ۔ وہ چونکہ معنوی جانتے تھے علیٰ تعب و سہج میں بزرگ کی شکل کا پذیر بنا کر حضرت خواجہ محمد باقی کی خدمت میں بھیجی اور خواب کی تعبیر ہو چکی حضرت خواجہ نے یہ بھیجی کہ ہم میں بزرگ کو پہچانتے ہیں۔ ان کے ساتھ رابطہ قائم کریں۔ پھر شیخ رفیع الدین و طرف تارہ کا شیخ رفیع الدین کے ساتھ ان کے ارتباط کا یہی قصہ سبب بنا۔

سنایا گیا ہے کہ ایک تہذیب ڈاکوؤں نے ارادہ کیا کہ شیخ رفیع الدین محمد کے قتل کو نوٹ لیں۔ اس غرض کے لئے کہ کچھ فاصلہ پر کھڑا ہوئے اور ایک شخص کو بھیجا تاکہ وہ آلودہ رنگ کا دستہ جوڑے اور اہل خانہ کی حالت بھی دیکھ لے۔ وہ جا سوکس جب ان کے گھر پہنچی تو مذہب و رنگ و رہ جوف ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے جس سے وجہ سے اہل خانہ جاسٹ تھے دھڑکنے لگے۔ شیخ نے تمام حقیقت حال معلوم کر دی۔ شیخ نے چہرے پر ہر بات سے کہ اس سے کون تخریص کرے اور اسے کہو کہ وہ چلا جائے۔ اس نے جانتے جانتے کہ بصارت نہیں ہے ورنہ چپکے کی طاقت ہے۔ شیخ اس کے پاس آئے واپسے عصا کو اس کی آنکھوں و دھنوں پر رکھا۔ اس کی بہت سے اس نے اس مصیبت سے نجات پائی اور وہ اپنی جماعت سے ساتھ چلا اور کہا میں تو محتال ہی اس کے برعکس ہے جو تم نے خیال کر رکھا ہے۔ تمام شرمندہ اور نامراد وہیں آئے۔ اس کے بعد انہوں نے کبھی اس حرف کا رخ نہ کیا حالانکہ شیخ کا مکان آبادی سے الگ و جگہ تھا۔ واپس کی دولت مند کی کے قتلے بھی مشہور تھے ورنہ یہ کہانی کتنی ناقص تھا۔

قدرة العارفين عمدة الواصلين من ذوي خصال محمد

قدس سرور کے مختصر حالات و کمالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی ہم دنیا و فیاض و فیض
و صفیہ مقربین من عبادہ بانواع کمالات و صفیہ علیٰ غایت خالصہ محمد و
اللہ و محبہ اجمعین حمد و صلوة کے بعد فقیر و متذکرین سید رحیم عمری مدظلہ العالی
ہے کہ یہ چند کلمات میں جو کہ حضرت محمدیہ فیاض اس محمدیہ کے ساتھ ہوئے ہیں جو کہ
میرے جبرماری قدوة عارفین عمدة الواصلین محمدی حضرت شیخ محمدی قدس سرور

مناقب و مناقب پشتال میں۔

و ضعیف ہو کر حضرت شیخ کے اجداد پہلے سدیر میں جو کہ یرپ میں ایک شہر ہے بمقیم تھے و
اسل بعد اسل سندرس و تدریس رونق افروز ہوئے یہاں تک کہ شیخ احمد بن یوسف سلطان
کے عیس میں پہنچے وہاں انہوں نے عقبہ قائم کر لیا جنہیں معاش کی طرف راہ دیا کہ طرف چند
مہ فطحت سے کسی وجہ سے موضع چھستی میں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کر لی پھر
بعد ان دور کے بھی وہاں سکونت اختیار کر لی شیخ احمد مصوف کے بھائی شیخ محمد کے
دو فرزندوں نے جو شیخ فرید و شیخ محمد وہاں رہ گئے۔

حاصل کار شیخ فریدیت باوجود اسے طریق پر فضائل کئی رو بہی سے مصوف تھے۔ ن تین
فرز ہوئے تین فرزند شیخ ابو الفتح و تین عبدالرحمن ان میں سے ابو الفتح۔ انہوں نے شہب
میں تحصیل علم میں مشغول ہوئے و علمت کا کچھ نہ پایا پھر ان کی ہندت علیہ السلام رسول باطنی طرف
ہوا و ان کی رہائش مکان میں دور کے و فیاض خدمت میں رہت پناہ پختہ روایت سے ثابت
ہے۔ آپ شیخ عبد عزیز کی خدمت میں پہنچے و ان سے مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد شیخ نظام الدین
نور شاہ میر شاہ پور شاہ اور خواجہ جانوی کو یہی کی خدمت میں سے فتنے کی صحبت میں رہت
ان کی صحبت سے رونق کی کئی سالوں تک رہا کرتے ہیں و فیوض حاصل سے اور تہ ارشاد
و قبول یہ ان کے رہت و ان کے پاس سے سنت میں آیات شیخ نے خود الکسب کی عموماً یاد میں
جانتے تھے۔ ان کے کوئی عینی فیض شیخ ابو الفتح کی بروقت سے جویش کی وادی تربیت و تکمیل
میں رہت ہوئے و مرقومہ کے عرصہ میں دانشمند و نامور بنادیا۔

یہی سبائی ہے کہ ایک صاحب دل بزرگ شیخ بزرگ کو فاضل کی خدمت میں دیکھ کر
بہت تعجب کیا و کہہ کر آفتاب ستارے کی چٹان سے پوچھے کہ، و ما قال۔

یہ تین کسانیاں تیرے صحبت سے انصاری بزرگ شیخ عبد عزیز کے صفا میں سے تھے۔ و
پچھت کے باشندے تھے نے اپنی وفات کے وقت وصیت کر کہ میری نماز جنازہ شیخ ابو الفتح
یہاں میں۔ اس وقت میں ان لوگوں نے کہ لوگ تیرے رہت تھے و مرقومہ سے کہ
تیرے بوقت رحلت پہنچے و نماز جنازہ کے بعد بنے ان کے دفن میں نیال پیدا ہو کہ

کب چلا آپ کے ایک شخص نے دولت کی ورکھنا تیا کیا جو چندہ کامیوں کو سکونت کرتا تھا
 وستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ نو بہرہ حاکم ایک بڑی جماعت کے ساتھ آپ کی زیارت کے لئے یہ
 صاحب مقام مضطرب ہوا۔ فرمایا اس کام کو نہ کرو۔ اس کی ذمہ داری ہم پر ہے۔
 پھر فرمایا بہت سی شخصیں لاؤ تمام لوگوں کو کافی کھانا ملے گا۔ وستر خوان میرے چوبانیوں کے
 چنانچہ یہ ہی ہوا۔ پھر آپ نے تبصرہ فرمایا اور کہا فقیر جی کبھی ایسا بھی کرتے ہیں۔
 شیخ الحدیث ان کے قہید کا ایک شخص تھا جو معتزلہ اور وجہیہ تھا۔ ایک روز آپ کی
 خدمت میں بیوقوفی کی درستی دکھائی آپ کی طبیعت اس سے کھٹی ہو گئی۔ فرمایا خداوند مجھے
 دوبارہ اس کا منہ نہ دکھانا۔ اسی وقت سورج بونے اور چلے گئے وہ شخص بیمار ہو گیا اور حیات
 نزع کو پہنچ گیا تیسرے روز واپس آئے تو مروچا تھا اس کے بنارہ پر کھڑا تھی
 شیخ عبدالوہاب تو آپ کا پیپر بھائی تھا اس نے ایک مکان تعمیر کیا۔ اس عمارت کے ایک
 نہیں رستم نامی نے اس کی عدم موجودگی میں اس کے گرانے کا ارادہ کیا۔ یہ قصہ آپ کے وقت سے
 کیا گیا فرمایا یہ بات بہت ناپسند ہے کہ باری موجودگی میں شیخ عبدالوہاب کی مارت کو زوال
 جنگ نہ بھی فائدہ دے گا نہیں میں ایسا تصرف کرتا ہوں کہ وہ سر نہ یہاں نہیں ہونے سکے گا۔
 جب یہ عمارت گرانے کے لئے فوج کشی کر کے کھارے تو سید لشکر خاں کے عاملوں میں سے ایک
 شخص جو اس کام میں اس کے ساتھ متعلق نہیں تھا۔ راستہ میں درستی کے وقت بہت پہنچا
 پہنچی۔ اس عامل کا جتنی قتل ہو گیا۔ اس قتل کے بعد اس سے کوئی عیب نہ رہا۔
 میں مر گیا۔

سید محمد وارث ذکر کرتا ہے کہ مجھے ایک سفر پیش آیا میں نے جناب کی خدمت میں رجوع
 کیا۔ مجھے آپ نے مافیت کی خوشخبری دی اتفاقاً مستہ میں ایک رات ڈاکوؤں نے قتل کیا اور
 بلائے کا خوف طاری ہو گیا میں آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ اسی زمانہ میں مجھے پچیس سال کی عمر
 میں نے آپ کو بے دینا نہ مانے تھے کہ فساد تجھے اس نے منع کیا ہے۔ تمہو و
 ہاؤ اور دو رجوع تھے کہ ایک مدت کے بعد نہایت افسوس کے ساتھ میں نے جناب
 میں حضور نما جب میں بے ہوش ہوا تو وہ دن نہایت ہی افسوس کے ساتھ میں نے جناب

جیل دیو تیار ہو کر نوحہ سے غافل ہے۔ اور کسی شخص نے تعرض نہیں کیا۔ وہ لڑ وعرصہ تک میرے پاس ہے جب آپ نے انتقال فرمایا تو میں نے نہیں کھایا۔

آپ نے ایک شخص متوجہ کو جو کہ ایک بوڑھی عورت تھی۔ آپ کی وفات کے بعد تپ نرہ نے آیا۔ وہ بہت مژور ہوئی، ایک رات پانی پیئے اور کھانا کھانے کی سے ضرورت ہوئی لیکن اس میں اتنی طاقت نہ تھی وہیں کوئی موجود بھی نہیں تھا۔ بٹمشل ہوئے پانی دیا اور کھانا کھانے اور دمایا۔ پھر غائب ہو گئے۔

جن دنوں شاہ عالم در اعظم آپس میں اڑتے تھے حضرت والا سے ایک شخص نے آپ کو خدمت میں عرض کیا کہ ان دونوں میں سے جس کی فتح ہوگی وہ بتائیے تاکہ میں اس کا ساتھ دوں۔ آپ نے مدحت سے کھانا فتح عالم شاہ کو پہنچا کر اسی طرح ظہور پذیر ہوا۔ کھانا ان کے متبعین پر پیکر کے ایک گروہ تیار کر دیا تھا جو کثرت علاقہ کی بستیوں کو فتح کرتے تھے۔ ہستیوں کے نام پر ایشیا ہوئے تو دعا اور توجہ در خواست کی فرمایا اس سے پہلے وہ کسی طرف پر متعلق تھا۔ متوجہ ہو جاتی تھی۔ اب تو ہمت اور ارادہ ہی باقی نہیں رہا جو کسی چیز سے تعلق ہو لیکن خدا تعالیٰ نے حکم کی اتباع کرتے ہوئے اس کے سنا سے مسک کر اپنا پتہ پہنچا۔ تمہارا جہان میں مشغول ہوئے فراغت کے بعد فرمایا دعا پڑھ کر ہو و اور بھی نہ وعدی نے اس قوم کو ہماری طرف سے پھیر دیا ہے چند دن بھی نہیں گزرے تھے کہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت وار جب کسی طرف نظر کر کے دیکھتے تھے تو جلد ہی وہ غیبوت میں پہنچ جاتا، اور عجیب حالات رونما ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ موضع بنہیہ کے باشندوں نے تیرہ توجہ کی سند علی ایک ہی انداز پر سے سید نور علی اور سید متائی وغیرہ سترہ شیخوں کو پورے پورے پڑے۔

ایک مرتبہ قلعہ لکھنؤ کے ایک شخص کی خدمت میں آئے اور کہا حضرت! میں آپ کے متبعین کے ساتھ یہاں خدمت میں آؤں تو فائدہ مند ہوئے شرف کے وقت سے جمعہ کے روز جب کہ آپ نے یہاں سے رخصت ہوئے تھے تو میں نے مستانہ درجہ

حق جب وہ اپنی حالت پر باتوں سے پوچھا تو کہنے لگا اگر ایک ساعت دیر یہی طرف توجہ
دینے لگتا تو یہی روح حق تعالیٰ سے پرواز کر جاتی۔

سید عبدالحیہ رحمہ اللہ با شہر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجت اور بیت یسنے
رابطہ پیدا کیا آپ کی صحبت میں تاثیر سے ہر ایک میں عجیب حالت برپا کرتی تھی جس سے غیب و
دور و قریب کا کشف حاصل ہو جس قدر کہ پاس جاناس خاص ہین کرتا یا جہتہ کی
کھاتوں کے نزدیک کہ کہیں دیکھتا ہوں کہ زمین سے ایک شعاع نکلتی ہے اور آسمان سے دوسری
کیا ہے جب قبر کے نزدیک پہنچے تو کہا کہ شعاع اس قبر سے نکلتی ہے جب تک کہ قیامت کی آواز نہ آئے
ظلم و فسق سے تصفح ہلا اثر ایسا ہوتا کہ کشش خاص کے سامنے جاتا اور اس کے دل میں پڑتا کہ
باتوں کو بیان کرتا، ہستہ آہستہ اس کا عقل جاتی رہی اور مجذوبوں کی طرح ہیرا تھا کہ ان
والدہ نے حضرت کی خدمت میں بہت گریہ و زاری کی کہ فرمایا یہ سے چند روز یہ پاس رہنا
چاہئے اسے ایک مدت تک آپ کی نشتر ہمارے سامنے رکھ دینا اور میں فائدہ ہو یا اور
میں حاشم کی کیفیت جوئی کہ جس شخص کو جن پریشان کرتا ہے دیکھنے میں ہنسا کہ جانا یہ
دن کی نظر کے سبب جن کے آئینے کے نجات یافتہ تھی آہستہ آہستہ وہ بھی جذبہ بڑا ہوا
اور بیابان میں پھرتا تھا ایک رات ایک ہندو فقیر کے لیے پڑ گیا جو ہندوؤں کا مقدس تھا اس
نے جادو کر دیا تلاب کے کنارے سے سنگریزوں پر شک چھڑکے اسے اس کے آواز کی طرف
نہ کوئی پرواہ نہ کی اس کے بعد ایک خوفناک بھیسنے کی شکل میں ڈیڑھ تھل جواور اس پر حملہ کر دیا
وہ یورپی تھی میں غرق تھا مگر اس کے حرف بڑھنا تھا ایک ساعت میں ریزہ ریزہ ہو کر ہو جس
پھیل گیا جب ہندو نے یہ واقعہ مشاہدہ کیا تو مسلمان ہو گیا

ایک مرتبہ ایک شخص عبد سبحان نامی ان سے ملا اس پر اس کا تصوف کیا جس سے اس پر حید
کی ایک قسم منکشف ہوئی دیوانہ و رکوچ و باز میں پھرتا تھا اور ہر چیز پر خدا ہوتا تھا ورنہ
شرعی اور عرفی حدود سے نکل گیا لوگ اس وجہ سے تنگ آئے اور اسے دوبارہ آپ کی
نظر کے سامنے لائے آپ نے وہ تمام کیفیت بیان کی تو اسے آواز ہو گیا
عبد عنایت اللہ بن سہیل پیرہ کو یہ کہ تو جس سے حقو سے زمانہ میں غیب کی باتوں کا

من رآنی و دی من رآنی فی یوم حقیقۃ او شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس نے
 نیچے دکھایا۔ اس کو دیکھ جس نے مجھے دیکھا یہ سلسلہ قیامت کے دن تکرار سے کاتب ہیں کہ ایک
 پتہ تجربہ میں ہوئے ہوتے تھے کہ اپنے ایک گزرت کو دیوار پر جاتے ہوئے دیکھا جگہ شری کے مطابق اسے
 مار چاہا مگر شہود وحدت نے اس خیال کو مڑو کر دیا پھر اسے مارنا چاہا مگر شہود وحدت نے اس خیال
 کو ٹھکرا کر دیا۔ خداوند علیہ السلام نے دنیاویات میں مڑو کر دیا ہوئے سفر کا شری حکم کی تہا کا شہادہ
 ربیب تہ من حرف مارا۔ اتفاق نشانہ خط ہو گیا ورنہ کتب کتاب گیار بہت خوش ہوئے
 ورنہ ہوتا لہذا جہم لہذا میں لاسرین شیخ احمد قشاشی نے اس حکایت کے بعد کہا
 کہ میں وہاں ہوتا تو یہ گزرت کو قوت نہ کرتا اور اس گزرت کا سر تھیرے میں دیتا۔

کاتب حروف کہتا ہے کہ قشاشی کی مراد اس سے یہ تھی کہ وحدت حقیقت میں ایسے طریقے
 سے واقع ہے کہ کثرت ورس کے حکایت سے کوئی منافقت نہیں کہتی۔ اگرچہ پانی اور آگ
 و ہر چیز ایک جہاں میں جب ہر ایک ایک خاص فیض کا منبع ہوئی اور خاص استعداد کا مظہر ہو
 ان پانی آگ سے علاحدہ ہو جاتا اور آگ پانی سے مجھ جاتی ہے شری حکم کی امر کثرت میں
 نہایت وحدت و شہود ہل یہ ہے کہ وہ وحدت کثرت کی ذمہ داری ورنہ کثرت وحدت
 کی مزاحمت کرے۔

چوب رنگی سیر رنگ شد موسوی: عیسوی در جنگ شد

سب شہداء میں فوت ہوئے ورجنت: بقیع میں مدفون ہوتے

شیخ احمد قشاشی آپ محمد بن یونس قشاشی المعروف بجہا بنی بن شیخ احمد
 لدہانی کے فرزند تھے وہ جب تک تھیف جیہ بیت المقدس
 کے موضع میں تھے ایک موضع ہے۔ شیخ احمد و جانی کی بستی کے بہت بڑے آدمی تھے
 شیخ عبدالوہاب نے تصانیف میں ان کے حالات لکھے ہیں۔ اور شیخ یونس کو عبد البنی من
 کہتے ہیں۔ وہ لوگوں کو جنت جسے مسجد میں بٹھاتے تاکہ وہ فی حق سے سیر سم پر
 درود بھیجیں قشاشی من کہتے ہیں کہ بنے ایک کو پیپانے کے لئے ماریہ نور دینے
 قشاشی فرماتے تھے اور قشاشی پرانی بھا کر کی چڑی چیزوں کو کہتے ہیں۔ جیسے۔

مسئلہ اللہ کے حکم سے ملا تھا ہے منقطع نہیں ہے۔ وہ پانچ افراد میں جن کا چھٹا ان کا کتا ہے۔
 شاید یہی ذات مردن ہے۔ یہ بات اسکل سے نہیں کہی گئی۔

کہتے ہیں کہ سنی کسی ضرورت میں انہوں نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھا یا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم علیک انت اقرب لی صتی ام هذا فی من قربک منی وان بعدت
 الا ما شفعت فی وفی قضاء حاجتی کلھا الدنیویة والاخریة لی ومن

احب امین

اس کے چھ ماہ بعد سید محمد بن علوی نے آپ کو لکھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 زیارت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حمد قشاشی سے میرا سلام کہو اور اسے میری شفاعت کی
 ترش تھری دو اور اس سے ایک روز دو بار سید محمد بن علوی نے کہا میں نے دوسری مرتبہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا حمد قشاشی سے میرا سلام کہو
 دو اور سے یہ خوشخبری سناؤ کہ وہ جنت الفردوس میں میرا جیس ہوگا۔

کہتے ہیں کہ جب قدامت کا ذکر آتا تو شیخ احمد فرماتے۔ ہمارے کوئی مقام نہیں کیونکہ اہل شرب
 سے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے یا اھل یشرب لا مقدم لکم اور یا اس سے مقام
 بے نش کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اور اس بات کی طرف کہ وہ حضور خیمہ المسلمین صلی اللہ علیہ
 وسلم کے نقش قدم پر ہیں۔

شیخ حمد قشاشی کی جانب روزگار کرتی ہیں سے ایک یہ کہ تمام قرآن مجید اپنے حضور
 صل اللہ علیہ وسلم سے پڑھا تھا۔ اس طرح فقہ مالکیہ میں قدر شمار یہ بھی۔

شیخ ابو اجمیہ سے منقول ہے کہ ایک روز قشاشی نے سنی مجلس میں یہ حدیث بیان کی۔
 ما علی احدکم ان یکون فی بیتہ محمد و محمدان ثلثہ۔

اسی نسبت یہ دن میں خیر گزارا کہ خدا تعالیٰ مجھے تین فرزند عطا فرمائے گا اور ہر ایک کا نام
 محمد ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک کو دوسرے سے کس چیز کے ذریعہ تمیز کروں گا میرے
 اس خیال سے آپ وقف ہوئے فرمایا ان میں سے ایک ابو سعید دوسرا ابو الحسن اور تیسرا

بوجہ بہ کیفیت اختیار کرے گا۔ ایک مدت کے بعد یہی صورت متحقق ہوئی۔

شیخ برائیم سے یہ بھی منقول ہے کہ قشاشی نے ایک روز میرے دل کی بات کہی میرے
دل میں خیال آیا کہ کاش یہ معاملہ میں سے پہلے ہوتا تو شیخ نے میری طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ در
فرمایا۔ ولہ شاء اللہ ما تلتو لک عنیکم ولا درکمہ بلہ

شیخ قشاشی کی اس قسم کی کرامات و تصرفات بے شمار بیان کئے گئے ہیں۔

اخضر قشاشی کی سیرت نہ تو فقہاء زمانہ کی طرز پر تھی ورنہ یہی خشک مزاج نہ ہوں کہ
طرح بلکہ ان کا طریقہ متوسط اور بے تکلفی کا تھا کہ رو سنت سے ہے۔ امرائے تعہد میں
جاتے تھے و اگر وہ ان کو زیارت کے لئے آتے تو خندہ پیشانی و ریشامہت سے ملتے نہ
بشخص کے مقام و مرتبہ کے مطابق سلوک کرتے و اسی قوم کے مغرر شخص پر امید کر مکت
امر بالمعروف انتہائی مبالغہ سے کرتے و اپنے زائرین کو نصیحت سے فرما کر رکھتے تو ایسے
مغرر بنے۔ درخرجت من عند قشاشی قصہ لا واندانی فی حیاتی حق من دل
حقیر و نفسی ذل من کل ذایل و سوز گہر درخونی علیہ مروت۔

میں جب بھی قشاشی و مجلس سے ملتا تو دنیا میری نظر سے سبک تارید و فانیہ در ہر
نفس سبک زیادہ ذلیل ہوتا خواہ متعدد بار میں ان کی مجلس میں حاضر ہوتا۔
آپ ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

سید عبد الرحمن الادریسی الشہیر بالچچ حمۃ اللہ علیہ آپ کی ولادت مغرب کے

مغرب مصر و روم و شام کی سیاحت کی اس کے بعد کئی سال تک حرمین شریفین کی محجرت
کی۔ اس کے بعد ولیا کو زیارت کے لئے یمن گئے کیونکہ تھے میں کریمین میں اولیا اولیاء پہ
ہوتے ہیں جیسے زمین سے سہری۔ انہیں یہاں ان کے ساتھ غیبی واقعات و عجیبہ
نکیر صحتیں میسر نہیں پھر حب مکہ واپس آئے و یہاں قیام کیا تو ان مکہ کے لیے استفادہ
کیا و آخر قریۃ صوفیہ حاصل کیا آپ سے بے شمار روایت بیان کرتے ہیں۔

شیخ زین عابدین شافعی نقشبندی مدینہ سے ہیں نے سنار وہ اپنے والد سے جو نیک و

نہ خود تھے۔ اور سید محمد سید عبد الرحمن کے معتقد تھے سے نقل کرتے ہیں کہ شریف نے کو
 کوئی نہ ورت پیش کی۔ اس نے سید عبد الرحمن محبوب کی طرف رجوع کیا۔ اور دعا کی درخواست کی
 یہ بچہ بزم سوچتے تھے پھر فرمایا لفظاں محلہ میں اس قسم کا مکان ہے بریت ملال کے منبر
 اور نیچے اس میں سے شریف نے وہیں قدم ورت سے لے کر ورتی وہیں احتیاد سے چھوڑ
 دیں وہ اسی وقت نئے اور کھڑی سی طرح پایا جیسا کہ پہلے بتایا تھا وہاں سے تیس ہزار
 شہ فیہ لے لیں وہ صندق پر چڑھ کر دی اور سید صاحب کے پاس سے آئے۔ آپ نے اسے شریف
 محمد و دینا تاکہ پنی خدمت میں خرچ کرے شریف مکہ کا اس کے بعد ارادہ ہوا کہ باقی قیم بھی اپنے
 تہ نہ میں لائے۔ لیکن وہاں سے اسے نہ ہر ملا نہ ہی مال۔ بہر تہ یہ ان تہے سید صاحب سے اس
 ہار زچہ قواموں نے فرمایا۔ ایک ایرانی شخص اپنے وطن میں مریاں کاٹوئی و رشتہیں
 تھا میں نے ف کر کے اس کے مکان کو لے گیا۔ اور جوضہ ورت پوری ہو جانے کے بعد واپس چلا
 گیا۔ تہہ میں یہ تہہ سید عبد الرحمن محبوب سیدی احمد بن ملول کے روضہ ورت سے گئے
 سیدی احمد نے پنے خاں کو خوب میں ان کے تہے خبر دی۔ اور فرمایا کہ کل ان کا استقبال کرو وہ
 تہہ بہر حال فرخادمان کے استقبال کے لئے تہہ سے باہر گیا۔ اس نے انہیں بہت تاش کیا مگر
 وہ اسے نہ لے نہ سید جوئے پس آگیا۔ اس نے دیکھا کہ سید عبد الرحمن سید احمد کے روضہ میں
 بیٹھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ درودہ بند تھا۔ اور اس کی کشتی خادم کے پاس تھی۔

شیخ ابو جبرین کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ براہیم وشدیقہ بنی ہوئی چھ ماہ مسلسل
 روتے رہے۔ کسی شخص کو اس کا سبب پوچھا نہیں تھا جب آج کا موسم یہ ورت کے بعض
 شہادت سے قافلی آج کے ساتھ آئے۔ ان کے سے شیخ قشاشی سے بازت لی تاکہ وہ جبر
 جائیں۔ انہوں نے جازت دینی جب شیخ براہیم کے بھائی عبد الرحمن نے شیخ ابراہیم بن
 نشست سے تہیں ٹھکانا چاہا تو ان کتابوں کے پیچھے سے ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا۔ جو شیخ
 تاش کے ہاتھ لکھا ہوا تھا یا براہیم قد اخرجنا لصلوات فان لم ترجع غرقنا
 ہفت۔ اس وقت نہیں معلوم ہو کہ رونے کا کیا سبب ہے۔ جب شیخ ابراہیم مکہ میں پہنچے اور
 سید عبد الرحمن محبوب سے تو سید نے غرق کا سبب پوچھا۔ پھر پانی چھڑنا شروع کیا۔ تاکہ

وہ عزم تھے اور خوشبو کا استعمال منع ہے پانی ڈالتے ہی سینہ پر ہیمیک کی قبض جاتی رہی یہاں تک کہ
اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ یہ گویا صلح تھی جو بعد نے قشاشی امیر شیخ ابوالیمہ کے درمیان کر دی۔
میدر جسے کمالات باطنی سے متصف تھے کمالات ظاہر ہی بھی حد مال کو چھپاتے تھے
جو دو کرم میں بنے بغیر تھے۔ ان کے دسترخوان پر صبح و شام کثیر جماعت حاضر ہوتی وہ تمام کے
ساتھ خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آتے اور اطراف و جوانب سے ان کے لئے نذرین
لاتے تھے جنہیں وہ فقرار پر تقسیم کرتے تھے۔ تقریباً دو علاقوں کو آزاد دیا تھا جو شخص ان کے ساتھ
بیٹھتا تھا ان کی خوش خلقی اور شیریں کلامی کی وجہ سے ان سے جدائی گوارا نہیں کرتا تھا حال
اور بہت ذہین تھے۔ جو شخص آپ سے ملاقات کرتا اگرچہ موسم حج ہوتا اسے پھر نہ جان پتے۔
اور جو شخص آپ کی زیارت کے لئے آتا اس کی استعداد کے مطابق درود و تلاوت اور استغفار
نیکی کے کاموں کی رہنمائی کرتے۔ درجے منور جانتے اسے صوفیائے کمال اور ان کے عقائد
خصوصاً شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہ پڑھنے پر بہ نگینہ کرتے۔ آپ کا لقب محبوب کہوں تھا چہ چند
ہم نے تلمیذ جس جو کہ معلوم نہیں ہو سکا لیکن یہ بات قریب قریب ہو کر آپ سے ملنے کے وقت
اپنے چہرہ کو ڈھانپ لیتے تھے جب محفل سماع گرم ہوتی چہرہ سے پردہ اٹھا دیتے تھے۔ در
عجیب النور اس سے ظاہر ہوتے تھے اور اس کا اثر اہل مجلس پر بھی پڑتا تھا اس حقیقت کی
طرف شیخ احمد غنوی نے اشارہ کیا ہے۔ واللہ اعلم

شمس الدین محمد بن علاء البابی کے حافظ حدیث تھے۔ پندرہ یا بیس صد ہجری
خلاق پسندیدہ سے متصف تھے کہتے ہیں کہ آغا زہریں انہیں ایلاہ القدر دکھائی دی وہ
ات کے بعض حبیب آثار مشاہدہ کئے۔ اس وقت انہوں نے دعا کی کہ بار خدایا مجھے حافظ بن
عسقلانی کی طرح کر دے۔ چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول آپ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا وہی
شخص ان سات اقسا کے علاوہ کسی موضوع پر کتاب تصنیف نہ کرے یا تو اس چیز میں
کتاب تالیف کرے جس کی طرف پہلے کسی شخص ہذا میں نہ گیا ہو یا کسی ناقص چیز کی تکمیل کرے
یا کوئی چیز دشوار ہو جس کی شرح لکھے یا حویل کو منتشر کرے مگر متصف اس قسم کا جو جس سے

معدنی میں خلل پیدا ہو یا خلط بحث ہو تو اسے صحیح ترتیب سے صحیح کرے یا پیچھے مصنف نے غلطی کی ہو اس کو تصحیح کرے۔ یہ کوئی منتشر ہو تو اسے جمع کر دے ورنہ تفسیر اوقات کے سوا کچھ حاصل نہیں۔۔۔ آپ نے صحیح بخاری، موطا اور دوسری تمام کتابیں سنہوری وردوسرے علماء سے روایت کیں، بخاری اور موطا میں آپ کے پاس صحیحہ مسلمات تھیں اور بعض دوسری کتابیں تمام مسلسل سماع سے حاصل کی تھیں۔ شیخ عیسیٰ مغربی نے ان کی رسائیہ کو اپنے رسالہ میں ضبط کیا ہے گویا متاخرین کے ثبوت کی اصل یہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان نصراً لہ مرد و سماع منیٰ تحدیث کے مطابق آپ کو شان و عظمت اور جلال و بزرگی کے متعلق عجیب معاملہ عطا کیا تھا شریف مکہ امراء اور وزراء آپ سے تبرک حاصل کرتے تھے اور آپ کے فرمان سے خلاف نہیں کر سکتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ اپنے مہر کے پس بائیں عسکری میں انتقال کیا۔

شیخ عیسیٰ بن جعفر بن مغربی آپ کی جائے پیدائش دمشق و دمشق و مغرب میں ہے قرآن مجید اور علوم متعارفہ کے کچھ متون اسی جگہ یاد کئے۔ پھر ایچہ ترمذی سے گئے و سنہ ۱۸۵ کے پاس دس سال سے زیادہ عرصہ ان کے پاس رہے و دوسری جگہ متبحر مدینہ علم اقسطنطنیہ مصر اور حرمین شریفین سے بھی روایت کی گئی ہے پنا وٹن بنیاد مغالید لا شاید کے نام سے آپ کی ایک مجموعہ ہے۔ الغرض وہ ایک متقی عالم تھے۔ ورمجور اہل حرمین کے استناد تھے ادعیہ حدیث ائمہ میں ایک کتاب بھی تصنیف کی۔ یہ مدینہ منورہ سے تھے یہاں کا غدار نے وہی ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی ایسے شخص کو دیکھے جس کی روایت میں کوئی شک و شبہ نہ کیا جائے تو وہ اس شخص کو دیکھے۔ اور یہ محمد علی کہتے تھے۔ وہ اپنے زمانہ کے بالمال تخص میں انہیں عمال حسنہ پابندی نماز باجماعت کثرت طواف وصیاء و قیام آپ پر عمل کرنے کی عجیب توفیق عطا کی گئی تھی۔ تمام امور میں متوسط تھے عبادت و نماز میں نہ تو مبالغہ کرنے اور نہ تساہل بہت سے مشائخ کے ساتھ آپ نے اپنا سر بہ تعلق قائم کر رکھا تھا۔ لیکن اوراد و شذلیہ آخر عمر تک پابندی سے پڑھتے رہے۔ یہ حدیث یہاں پر مذکور ہے۔ آپ نے یہ ابو حنیفہ کے حکم کے مطابق یکم سنہ ۱۸۵ تا ایف

فرمانی وہاں اپنے فصل منعقد کیے ساتھ حدیث روایت کی جس سے ان کو اہل علمان کی تائید
 ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ سلسلہ حدیث بتائیں ہمیں سارا آپ نے سنا ہے میں نے کہا ہاں
محمد بن محمد سلیمان مغربی | حافظ حدیث تھے دینی و دنیاوی دونوں مسموم
 سے جامع تھے آپ شیخ ابو یوسف مغربی کی طرف سے
 رقمہ دینے لگے تھے وہ تیسرے کتاب حدیث کی تصحیح کا اہل فہم اور سخیہ نبویہ اہل تقوا و عفت
 ان تہذیبین میں وہی لائے۔

محمد بن ابی حریس کے استاد و مراد و رافعہ عالم تھے جتنے میں کہ ایک مرتبہ استقبال کے ہوئے
 تھے وہاں شیخ فضل بن یوسف و بنت کریم تھا قدر شناسی اور علم کی حرص نے انہیں زکریا
 فرہا بن بن مروم و جہت کے حوصلے سے حاصل کرنے پر ابھارا اور اسے حاصل کیا۔ اہل علم کے
 ساتھ آپ نے اتھارنی محبت کی رہے ہیں کہ ایک مرتبہ سبھی جو میں سیلاب آیا جس سے وہیں
 کو خطر ہوئے وہ خوف ہری ہو گیا محمد بن سلیمان نے تیزی سے نسخہ ہو یہ میرے رکھا اور وہ ف
 میں شغول ہوئے تھے کہ لوگوں کا لڑنے پینے کو وہ بہترین حالت میں ہو کر فقیرانہ
 ولی اللہ نے ان کو لے کر یا متصل ہے اور اس سے چھوڑ دیا بھی ہے۔

شیخ تاج الدین قلعی فوت تھے کہ جس نے شیخ محمد بن سلیمان علم روایت میں کام لیا تھے
 تھے اسی طرح وہ علم و غیب علم بھی جانتے تھے۔ اور حضرت تاج الدین و قلعی کے اس
 قول و زود بسلطانی بعد و جسم کے بعد و اہل قلعی تھے وہ ماشہ علم بھی
 کامل رہتے تھے۔ ان میں تمام مذہب متفقہ ان کے ہاتھ میں آیا حامدین و موقوف علیہ اور
 جو انچہ ہوں تھا ہو گیا و سدا علم

اس فقیر شامی نے اپنے شیخ بزرگ فرزند محمد و فرزند سے ان کے تمام دستوں
 جازت و جے کیونکہ انہوں نے اپنے والد سے قرأت سماعت و ہدایت کے حفاظت نہیں
 حاصل کیا تھا اس کے علاوہ میں نے اہل توحید بروایت کی ہیں جن تمام ان کے سامنے پڑے تھے
 انہوں نے شیخ حسن عجمی و غلبہ شیخ سے پڑھے تھے و انہوں نے

شیخ ابو آلیہ کریمی قدس سرہ آپ سے معارف تھے فقہہ و فہم حدیث و روای

وہاں بہت نام رکھتے تھے درہرفن میں ان کی تصنیف موجود ہے اپنے شاگرد میر تقی میر کی
چھڑ کے روئے سے نکلے یہ موشی دوسال تک بغداد میں قیام پذیر رہے اور سید عبد القدیر
قدس سرہ کے مرید تھے اور یہیں سے اس راہ کا ذوق و شوق پیدا ہوا اور پندرہ سال تک
ہیں رہے اور شہر سے ہوتے ہوئے سرزمین شریفین میں آئے شیخ احمد قشاشی سے ملاقات کی
دونوں کے درمیان حیرت انگیز راجد و خلق پیدا ہوئے ان سے حدیث روایت کی اور شریعت چہ
ورن اثنی عشرت شریک صحبت کی بدولت علمی کمالات کو پیچھے پار کر دی تشریف و روحانی
قائم رہے انہیں کہتے تھے آپ زہانت شیخ علمی زہد و تواضع و صبر و حلم تھے تصوف حقیقت
ہیں شیخ میں پیر کے دور ان شیخ محی الدین ابن عربی کے مزار کی طرف اس نیت سے توجہ تھی
کہ اسے سفر جاری سمجھنا نہ آپ نے دیکھا کہ شیخ ابن عربی کے جوتوں کی خاک ساف کر کے
ہیں انہوں نے سمجھ لیا وہ اقامت کے لئے فرماتے ہیں شیخ ابوصالح کہتے ہیں کہ زمانہ حق
ہیں تھے ہی ایک عینہ منورہ میں آئے تو شیخ ابراہیم نے اپنے اصحاب اور احباب کے ساتھ
ہیں تھے کہ ایک جماعت کو ملنے کا ارادہ کیا راہ متنی میں ان کا گزرا لیو اکیسویں پر بوجہ کمانہ
جائے اور وہو وعب میں شغیل تھیں سید محمد بن زنجی جو پتہ یہ حبیبی غدر شاگرد تھا
اس نے دیکھا کہ کس پر سے کلب سے روکا شیخ نے اس کا سے اسے منع کیا مگر یہ نہ بولا
اس نے تھامہ میں قنہ و فساد کا خوف ہے سید محمد بن زنجی قدر سے شک منہ اچھے اس طرح
کرنے سے بہت تنگ دل ہوئے جب منزل مقصود پر پہنچے تو ایک لڑکی نے اپنے کانے میں
یہ تعریف چاہا

لا شرفا ساوقی وان غریب لریلی وان عاشرو انبیر نادیا علی دلی
یہ شعر عمدہ و عمدہ عروض پر تھا بلکہ متاخرین کے قاعدہ کے موافق تھا تب شیخ نے سید
نے سے سنائوں کی حالت میں گئی اپنے چہرہ کو ڈھانپ کر ونا شروع کر دیا اس مجلس میں
شخص نے شیخ کی سوز کو سنایا ان کی صورت دیکھی رونے لگا یہ قیق فذب تھا بہت
دل تھا سید محمد بن زنجی بھی رونے لگا اور اس کے دل سے اختر صلی کی سیاحی نکلتی
شیخ بوجہ بیان کرتے ہیں یہ شاہ رو کا استاد جسے خواجہ کہتے ہیں مدینہ منورہ کی زیارت

کے لئے آیا اور شیخ ابراہیم کی صحبت میں علماء و اہل علم کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حاضریہ مواہب
 اس نے شیخ سے ملاقات کی تو اس نے کہا کہ میں نے شام میں ایک ظلم کھلا بدعت دیکھی اس کے قلع
 قمع میں بہت کوشش کی شیخ نے فرمایا وہ بدعت کیا تھی اس نے کہا مسجد میں لوگ ذرا بائیں
 کرتے تھے شیخ نے یہ آیت پڑھی۔ ومن ظلم ممن منع مساجد اللہ ان یدخلوا فیہا
 اس لئے وسیعی فی خرابہا خوب کوشش کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ سے یہ بات بری معلوم ہوئی بعض
 فقہی عبارتیں جو قاضی خان وغیرہ سے نقل کی تھیں جیسے نکال کر شیخ کو دیں شیخ
 نے فرمایا اگر بات تقلید آہستہ میں تو میں کسی اہم کام نقل نہیں اور آپ کسی دوسرے کے آپ
 بحث مجھ پر لازم نہیں اور اگر بات تحقیقاً کہتے ہو تو یہ گزارشیں دیں اپنے جلد ہی ایک جامع
 رسالہ تحریر فرمایا۔ اور اس خوب کے شبہات کا مسکت جواب دیا۔ شیخ کے اسباب نے خوب ک
 خفی کی جو کہ سلطنت عثمانیہ میں بلند رکھنا تھا ملاحظہ کیا اور شیخ سے کہا کہ تردید میں اس قدر
 مبالغہ مناسب نہیں ہے۔ شیخ نے فرمایا۔ حق سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی جو ہوتا ہے ہونے
 دور۔ الغرض خوب اور اس کے ساتھ کوئی جواب نہ دے سکے اور نہ ہوتے رہ گئے کلمہ الحق
 یعلو ولا یصلی۔ حق سر بلند ہوتا ہے۔ سرنگوں نہیں ہوتا۔ کا منظر سامنے آیا۔

شیخ بو طار برہ بھی بیان کرتے ہیں کہ شیخ یحییٰ شادی حرمین شریفین میں آیا ہوا تھا اور
 شیخ ابراہیم سے ملاقات کرنے کے بعد روم گیا۔ رومی وزیر نے جو شیخ ابراہیم کا معتقد تھا
 اسے کہا آپ نے ہمارے شیخ ابراہیم کو کیسے پایا۔ اس نے ہا میں نے سے بت پایا۔ وزیر
 غضب ناک ہوا اور اسے اپنی مجلس سے ذلت و خواری کے ساتھ نکال دیا اور اس واقعہ کے
 بعد یحییٰ شامی کو شیخ ابراہیم کے ساتھ سخت کینہ ہو گیا اس نے راہ کیا کہ انہیں یدینے
 کے لئے حرمین شریفین آئے۔ یہ فقہ شیخ ابراہیم کے گوش گذار کیا۔ فرمایا یا حبسہ حال اس
 الفیل دہا تھیں کو روکنے والا اسے روک لے گا جب وہ حرمین پہنچا تو ہمارے بولگ اور
 اسی جگہ اس جہاں سے انتقال کر گیا۔

الغرض شیخ ابراہیم کی سیرت یہ تھی کہ وہ خود پسند فقہاء و سونیوں کی طرف سے شے
 علمائے مہی استغنیوں اور پچھلے پڑنے والوں سے ہزار گنے اور سو گنے کی طرح

درجہ کا باس جو مختصر سی پگڑی اون کی دھاری دار عبا اور بڑے رومال پر تکل ہوتا تھا۔
 پہنتے تھے۔ آپ کبھی کبھل میں نمایاں جگہ پر بیٹھتے اور گفتگو میں پہل کرنے وغیرہ کے ذریعہ
 اپنی حیثیت کا انہماک نہیں کرتے تھے۔ آپ اپنے معتقدین کو مناظرہ و مذاکرہ کے ذریعہ فیض
 پہنچاتے تھے۔ فرماتے تھے۔ بہر حال یہ ایسے ایسے ہے کیا تمہیں فلاں فلاں بات سے اس
 کو سمجھ میں آتی۔ اگر کوئی شخص ان کے کسی مسئلے کے متعلق سوال کرتا تو توقف فرماتے یہاں تک کہ تحقیق
 و انصاف کے ساتھ اس مسئلہ کو حل فرمادیتے عبداللہ عباسی نے کہا۔ کان مجلسہ روضۃ من
 یض لجنۃ "آپ کی مجلس جنت کے باغات میں سے ایک باغ تھی جب مسائل حکمت بیان
 فرماتے تو حقائق و تصوفی اس کے ضمن میں ضرور بیان کرتے۔ اور کلام صوفیہ کو حکما کی تحقیق پر ترجیح
 دیتے اور فرماتے کہ ہذا فلاسفۃ قادر بو عثور علی الحق ویستد والیہ۔
 فلاسفہ کرتے پڑتے حق تک پہنچنے اور ہدایت پانے ایک خطیب نے آپ کی تاریخ وفات
 پر قضاوت بیان ہے واللہ نا علی فوافک یا اباہیم معز و نون۔

شیخ حسن محمدی رحمۃ اللہ علیہ آپ سید الحدیث فصاحت و بلاغت حفظ و جودت فہم
 میں جامع فنون علم تھے۔ آپ کا زیادہ تر استفادہ و صحبت
 تیار علی بن مغربی سے ہے۔ بہت سے شیوخ مثل شیخ احمد قشاشی شیخ محمد بن اعلیٰ بابلی شیخ
 ابن حارین بن عبد القادر طبری شمسہ فہم کے امام و مفتی کی صحبت میں بھی رہے۔ دوران سیرت
 میں شیخ جوہا بہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ حسن محمدی نے شیخ نعمت اللہ قادری وغیرہ صوفیہ سے
 رقت کی دعوت سنا بھی جانتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ شیخ حسن جعفری تھے لیکن سفر
 پر بہ جمعہ و رجب و شب میں جمع کرتے تھے۔ اور امام کے چہرے سودہ فاتحہ پڑھتے تھے میں وقت
 سے تھے۔ یہی سورتوں کو تنائی میں نہ ڈالو اگر وہ احناف کی بعض مہولاتوں سے نہیں ملتا کہ
 انہماک کر میں ایسی قدر درجہ نچاست وغیرہ میں جو اجازت ہے کاتب حروف کہتا ہے کہ
 یہ مہذبیت سے بہرہ جو ان آدمیوں کے ایک مذہب کا تہ نہ تمام امور میں ضروری
 ہیں سمجھتے تھے۔ علماء یقین میں کوئی حقیقت متفقہ ہے یا نہیں کا الحاد کے بغیر ان سے کیا
 کرتے تھے شیخ جوہا یہ بھی کہتے تھے کہ میرے شیخ سید محمدی حسن محمدی خوبصورت نہیں تھے۔

میں ان کی آنکھ میں عیب تھا۔ میں نے باوجود حجب وہ حدیث پڑھتے تھے تو ان کے چہرے پر
 نورانی چمک جاتے تھے۔ وہ دنیا چھوڑ کر جیسے انھاری فینہ تھے۔ حضرت حماد علیہ السلام کے اس
 رشتہ دار حضرت عبداللہ بن ابی رزین نے آپ نے سنی اسناد کو ایک رسالہ میں جمع کیا ہے جس
 سے آپ کے جرح علی کا پتہ چلتا ہے فرماتے تھے لوگ کہتے ہیں کہ عمار کا زہر صرف عام ہوتا ہے
 تو یہ صحیح ہے کیونکہ عام کے دو نصف ہوتے ہیں۔

جس سال وہ حجب میں مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے آئے اور محمد بن یحییٰ علی صاحبہا مصو
 تہ تعلیمات میں صلاح منتظر ہیں۔ ایک کتاب بنو ہریرہ میں ہے کہ وہیں مدینہ پہنچ کر روایت
 کرتے تھے شیخ ابو ثامر آپ کے درسی ہوتے اور ان کوئی دوسرا روایت کرتا تو خوش نہ ہوتے۔
 واضح مولانا کتاب حدیث کے درس کے علاوہ میں شریفانہ نزویہ تین چار تھے یہ بھی
 سرور کے شیخ قاری یا سرور ہوتا ہے۔ وہ کتاب کی تلاوت کرتا ہے لیکن انھوں نے فقہی و رسالہ
 یہاں وغیرہ مباحث سے تعرض نہیں کرتا۔

دوسرا طبقہ بحث و مباحثہ سے ایک حدیث کی تلاوت کے بعد لفظ غریب مشط ترمیم
 قیل لوقول سمعنا، استاذنا ہری شان نزول و در خصوص علیہ السلام پر توقف کرتے درس
 معتدلی کے ساتھ مل کر دیتا ہے پھر کہتے ہیں ہاں ہے علی ہذا التیاس۔

تیسرے طبقہ میں محققان ہیں کہ ہر کلمہ پر ماسر و مایہا ہاں کے لئے تعلقات کو چوری
 قلم و توضیح سے بیان کرتے ہیں مثلاً غریبہ ٹرٹل ترمیم و ماسر سے یہ شجر سے
 کلمہ کو دیکھیں ان کے دیکھنے کے سر کے افلاک کے شقائق و محال کے استعمال کو ذرا دیکھیں
 در ہمارا زبان میں اس قول کے حالات و روایت بیان کرتے ہیں و مائل فقہ پر کوئی نہیں
 حدیث سے استخراج کرتے ہیں۔ مضمونی نہایت غریب قصص اور مادیات بیان
 کرتے ہیں۔ دوسری طرح "تخریج بیان کرتے ہیں علماء حرمین شریفین میں یہ نمونہ در بقعہ
 کے ہاتھ میں رہا ہے سن میں حمد قصان او شیخ جو ہار وغیرہ کا پسندیدہ طبعیت سرور
 کے صاحبان علم و فضل و فہم ہیں مباحثہ حدیث کے لئے یہ حقیقہ زیادہ موزوں ہے لیکن
 علماء مجدد عالم بحث اور مسئلہ روایت و درست کرتے ہیں۔ وہ اس سے مراد ہے کہ

[illegible]

۱۔ جس میں شائستگی بہت متواضع تھی اور ان کی خاطر کسی کی توجہ کی توقع نہ
 کرتے تھے انہیں نہ ہم میں غلط فہمی تھی نہ اپنے پاس بہت سی فحاشی تھی نہ تو بیاد سے
 شام کو نہ صبح کو دوسرے شیخ کی صحبت کر کے فریاد یا پتہ ہی ہوتا ہے وچپ
 مناسبت ہو گئیں گے انب حروف بہت تھے۔ مگر کافہہم پیر جہر پیلین کا ترجمہ نہیں
 سنا۔ چہ وہ بختیہ شہریت تھے یا علم ہیں کامل ہوا۔ بہت دوسرے شائستگی ہیں
 ترجمہ شہریت کے رونے بعد دوسرے فوئد حاصل گئے والد کی مانند تھے۔ ور
 کے ساتھ بیٹا سلوک راجہ شہریت جو ولد کے مناسب اور دوسرے شائستگی کے ساتھ
 تیار ہوا۔ سب سے بہت شیخ حسن شہر آفرین عمر میں گھر کی سولت چھوڑ کر انہیں نوشہ
 شہر تہذیب کی اور کچھ میں بکلمہ من ایشرا الیہ وہم۔

مفتی الفاضل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے

شیخ احمد نخلی علم غامری و باطنی کے جامع تھے بہت سے مشائخ طریقت و عرفان
 شریعت کی صحبت حاصل کی اور سید عبدالرحمن سید محمد رومی سید
 عبد اللہ شفاف اور میر طلاس بن میر محمود و لجنی وغیرہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور حدیث محمد بن
 حماد بابلی اور شیخ عیسیٰ مغربی اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے حاصل کی اور تمام بخاری
 اور موطائیں مسلسل حاصل کیں ان کے پاس مشائخ صوفیاء کے بہت سے اور انھوں نے شریعت ہی
 سے علم و علماء کی محبت اور نیکی پر ان کی نشو و نما ہوئی تھی ان کی صحبت کا التزام اور صوفیہ
 کرام سے حقیقت رکھتے اور ان کے اعمال و اشغال کو باقاعدگی سے ادا کرتے تھے آپ و مشائخ
 حرمین شریفین و ربیعہ سے آنے والے مشائخ کی بھرپور صحبتیں حاصل ہوئیں۔

الغرض آپ مکہ معظمہ کے سربراہ و رہبر لوگوں میں سے تھے و برکات و قبولیت و غایا
 مشہور تھے شیخ عبدالرحمن نخلی و شیخ احمد نخلی بیان کرتے ہیں کہ شیخ احمد نخلی کے دل کے ہاں مزینہ ولاد
 زندہ نہیں رہتی تھی اس لئے وہ بہت تلکین رہتے تھے ہمیشہ شیخ احمد پیدا ہوئے تو ان کیسے ہی اللہ
 سے دعا کرتے تھے اور اس سے استمداد اور روحانی توجہ سے طلب کرتے تھے ہمیں ہر جمعہ
 شیخ تاج الدین منجلی کی خدمت میں بھیجتے تھے اتفاقاً ایک روز شیخ تاج الدین منجلی نے ہم
 کو اس خادم کے خدیوہ بھیجا تو ہمیں لایا تھا کہ "یہ چاہا کہ ہمیں بتا دے کہ آپ سے فضل
 اور سعادت سند ہے لیکن اس کو مرم ہے سب خادم اپنے آقا کے پاس بیٹھا و تہنیت حال بیان کی
 تو قافلے سے واپس بھیجا اور ہا میری طرف سے شیخ کا خدمت میں دینو ست کرو میں نے اپنی
 زندگی میں کچھ کو دید و و آپ سے اس معاملہ میں سفارش کا خواستگار ہوں۔"

شیخ نے جب یہ سنا تو توجہ کی و رنجیدہ رہا کہ ان کی نیت قبول ہو گئی ہے
 عرف سے ہمیں ضرورت کی نیازی کے تئیں ہم کی بہت مدد کی شیخ احمد سے و اس
 عرصہ میں فوت ہو گئے و شیخ احمد فوت ہوئے۔

شیخ عبدالرحمن و شیخ احمد نخلی یہ بھی بیان کرتے تھے کہ میں اپنے والد کو صرف سے تہذیب
 کا میل تھا جب شیخ احمد نے کوئی کچھ و شایع کیا تو یہاں تک کہ وہ شیخ احمد سے تہذیب
 کے معاملہ میں شایع کی و عرض کیا کہ خوف ہے کہ یہاں تک کہ وہ تہذیب سے تہذیب

نہت ہو جائیں اور وہ تمام فرض میرے ذمہ پڑ جائیں گے اور میرے قارب میری وہ ساری کتباً
 نہیں کریں گے۔

تیس سال میں نہ تیرہ روز میں سے نکال دو مجھے مجدد ربیبہ ملک میرزہ کا فرضہ
 دہلی میں جو بیسیا ہیں ان میں مروں کا اور شیر انجیل تہہ وہ رست جس میں مجھ پر کوئی قرض نہ
 ہوہ تخری رت ہوگی اس کے بعد ان کی وفات کے وقت اتنی جمد سبہاں لونی توقع ہیں
 جس کی قرض لائی جس سے تمام قرض ادا ہو گیا اور وہ رست جس میں وہ اپنے قرضوں سے فارغ
 ہوئے ان میں سے آخری رات تھی شیخ احمد علی نے کہا کہ میرے شیخ شیخ حبیبی بن کمان نے
 مجھے یہ خطہ خطہ تیرہ میں جارت دسی اور مجھے مکہ معظمہ میں پنا خلیفہ بنی تانہ کا خدوتی
 ہر سال تیرہ ہوں درس حریزہ پر اس گروہ کے لئے مقرر ہے کہ نماز جب تک خدا ورا میں
 ہوں کرتے ہیں اس وجہ سے میرے دل میں بہت تردد و پید ہو رہا ہے کہ میرے دل کی نہایت
 میں غور و فکر شدہ یہ سرق کی طرف تھی شیخ کی میں مخالفت بھی نہیں کر سکتا تھا حضرت نے تم
 پر صبر و تدبیر سے اس طرف متوجہ ہوا اس سال مجھے روضہ مطہرہ کی زیارت کا شرف حاصل
 ہو گا بعد از نماز جمعہ سے پہلے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ
 یہ زیارت شریف میں چاروں خلفائے سابقہ موجود ہیں میں تیزی سے اس طرف بڑھا اور
 ان کے سامنے سجدہ کیا اور صفائے شریف کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا اس کے بعد
 ان کے سامنے پہلے سجدہ کیا اور پھر ایک جہیز سجادہ پر جو روضہ مبارک کے سامنے ہے
 وہاں سے خدا میں بچھڑا ہے راستے اور فرمایا یہ شیخ تاج الدین کا حج و حاکم ہے
 سارے جہاں میں کہ یہ طاقیہ شدہ یہ کی طرف اشارہ ہے اور اس طاقیہ کی باریک

حضرت عبداللہ بن سالم البصری آپ نے بہت سی کتب احادیث کو زندہ بیان
 کر دیا ہے کہ وہ قریب تھا کہ روئے زمین سے اس کا نسخہ کا ملنے نہ مل سکے آیت
 منہ ما اشرک فیہ فی ثمر لویں سے اس کے اجزاء کو جمع کیا اور ان تمام سے یہ نسخہ
 جمع کیا جس سے اس کی صورت میں ما کر دیا اور کتب مشرق و مغرب میں صحبت

مدت میں سند ہم انہی کا سامع کیا اور جن میں شریعین میں باہر سے آنے والے علیٰ مشائخ سے بھی بہت
 کچھ خفا یا ان میں سے شیخ بعد از تدریس میں جن سے آپ کے ملا بعد ایک ایک سے ملائی کہ تب
 روایت کی ہیں ان اسلسلہ شیخ عبد اللہ علیہ السلام کے ذریعہ مولانا بعد ایک ایک سے ملائی کہ تب
 اور شیخ بعد از تدریس میں دہلوی کی کتاب بھی اسی واسطہ سے مولانا بعد ایک ایک سے ملائی کہ تب
 کرتے ہیں مولانا سیالکوٹی نے خود ان سے بازوئے اور روایتی مسلک میں اور ان میں سے شیخ بعد
 کوئی سے بعض عربی کتابیں اور فقہ الہامی کا پورا حصہ پڑھا۔

اغرض آپ علم صدیقین کے تمام اوصاف تقویٰ عبادت میں و شش علم میں حقویت
 درمزار میں انصاف سے متصف تھے اگر کوئی مسئلہ نہ دریافت کیا جاتا تو جب تک پور
 غور و فکر و کتابوں سے تحقیق نہیں کر لیتے تھے جواب نہ دیتے تھے آپ اس قدر قوی اعتد
 تھے کہ جب بھی کوئی فتیٰ حدیث پڑھتے تو انکھوں سے آنسو جاری ہو جاتا تھے ہمارے غیرہ
 میں کوئی حلف نہیں کرتے تھے اپنے شاگردوں نہ نام و نہ دشمن سے تو فتنہ شیش سے
 شیخ بخاری کی قرأت کے دوران روایات اس حدیث اور فقہ کے درمیان اختلاف کا ذکر چل پڑ
 شیخ ابوطاہر نے کہا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ تحقیقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
 ائمہ ان جامعیت کے وجہ سے ہے ورنہ طبعیت سے انھیں پیدا ہو سکتے ہیں اوکما قال
 یہ جہت لہذا کہ نہ جس میں تدریس کی ضرورت ہے۔

ایک روز احوال معلوم کیا کہ ذکر چل نکلا اور اس باہمی تنقید و ترمیم و توبہ و غفران کے
 متبع میں میں شروع ہو جاتی تھیں کہ متعلق بات ہوئی تھی و شیخ ابوطاہر نے فرمایا میں صوفیاء
 و مترازیں کرنے سے بہت ڈرتا ہوں اگرچہ میرے بعض مخالف نے بعض صوفیاء کے بارے میں
 تنقید کی ہوگی لیکن یہاں کے خلاف میں خاطر نہیں ہوتا میرے آپ نے یہ کہہ دیا کہ یہ
 ان کی شادی بہت و لد کے کچھ متوقف رہتے تھے جس کا اثر مجھ پر بھی تھا اس لئے میں
 شیخ ابوطاہر نے فرمایا کہ میں دوسرے بعد جب ان میں قبرتے اس طرح کی طرح و صبر
 سے یہ کہانی خوب میں سمجھتا ہوں کہ کسی ایسی عارف سے متوقف سے بہت حد تک
 سے یہ کہانی اب انہوں نے مزید فرمایا کہ شیخ ابی ایمن ابن عربی نے اس سلسلہ غیبی و غیب

و بہت فرمانی تھی۔ چرچہ سن کر شیخ ابن عربی سے اپنے قلم سے لکھا ہوا فتویٰ لکھ کر اس
بے حد درپیشی کا نام لے دیا۔

شیخ ابن عربی نے اپنے بھائی کے پاس سے اس مسئلہ پر فتویٰ لکھ دیا۔ شیخ ابن عربی نے کہا کہ
میں ایک عجیب شخص اور بزرگ کا یقین تھا۔ ایک روز پیرسلی میں عیشہؓ سے دست کی خوب
دیکھیں۔ اس نے زاریت کی جو آپ فرماتے ہیں کہ تم فلاں فلاں سے یوں بعض کھینچے ہو ہیں۔
میں کیا کہہ سکوں کہ وہ بدین سے دشمنی رکھتا ہے۔ میں انہیں بڑے سمجھتا ہوں۔ آپ نے
فرمایا وہ اندوہ میں ہے رسول کو دوست نہیں رکھتا میں نے عرض کیا۔ ہاں رکھتا ہے
یہ نہ فرمایا۔ وہ بدین کے ساتھ بعض کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتا ہے۔ وہ اندوہ
میں ہے رسول کے ساتھ محبت کی وجہ سے اس کے ساتھ دوستی کیوں نہیں رکھتا۔ شیخ ابن عربی
ہیں نے اس کے بعد دشمنی سے کہہ دیا کہ حضورؐ تو بیک در اس سے گھریا۔ اس سے حضرت کی
وضوہ بیان یا تمہیں پیرا تمہیں پیش کر کے اسے رشتہ کیا پھر میں نے ابو مدین کے متعلق
نہ فرمایا کہ وہ سب پرچہ تو اس نے لکھا وہ بتائی وہ کسی نہ تھی جس کی وجہ سے بدین کے
ساتھ دشمنی رکھتی جانتی ہیں اسے حقیقت سمجھتی ہیں اس نے نہ تھی کہ اس تو بیک
و عیشہؓ سے جو عیشہؓ و تمام میں رسولؐ سے عیشہؓ سے عیشہؓ کی برکت جاری و
ساری ہو گئی۔ **والحمد للہ**

جس روز شیخ ابو ظاہرؒ کی خدمت میں خدمت ہونے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے
یہ شعر پڑھا
نسبت کل طریق کنت اعداوت
لا صیقائی و بنی سر بعکام

میں تیرے پھر کی عداوت جانے دے۔ سند کے عداوت تمام راستے جوں کی تو یہ شعر سن کر
شیخ پر حیرت و رستی ہو گیا و بہت متاثر ہوئے۔ آپ رمضان مبارک کا شمار

میں فوت ہوئے۔ **شیخ تاج الدین قلعہ خفی** آپ کے مفتی و قاضی عبد الحسن کے فرزند تھے
بہت تہذیب و عادت میں پختہ ورنہ سے علوم حاصل کئے اور ہر ایک سے جاز

وہیں تھا۔ اسی میں ہی کی دہائی میں تھا کہ وہ کٹھنوں کا بیسویں چل سہولتوں اور
 حمل ڈاکٹری بند ہو گیا۔ دہائی میں تھے اور وہ حال میں ہیں کہ قرآن کا ماں تھا یہ قرآن
 وجہ والیں تھا اور سب سے دوسرے درجہ میں تھا اور اس سرطانی تھا وہ غصہ
 بالصواب۔

بعض باب نے میری تائید پیدائش عظیمہ میں تھے۔ ماں سے میرے یہ تعلق
 اللہ تعالیٰ ترمیم و تعلق میں ایک جمعیت کو جس نے میری ولادت سے پیشہ اور بعد ہجرت ہی
 بش زہیں ہوئیں۔ چنانچہ ایک عزیز و غرض و دوست نے میری تعلیمات اور بہداشت
 کے ساتھ پیشہ رسالت قبول ہی میں ہیں۔ قاتلہ میں کی بہتر بہتر میں قاتلہ اور
 سے اور اس کے ساتھ ساتھ چھ سو گز سے۔ ورس کے میں وہ نیا کی قاتلہ سے
 کرے۔ جب پانچوں میں شروع ہو تو یہ قاتلہ میں تبجا اور سبوں میں قاتلہ و درباب
 نے نماز پڑھنے کے لئے قاتلہ کیا۔ اور روزہ رکھنے کے لئے قاتلہ کیا۔ قاتلہ میں قاتلہ
 پڑھا ہے کہ سب سال کے قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں
 شروع کیس۔ ہوئی میں شروع قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں
 چودہویں میں شروع قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں
 جب یہ قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں
 کہ قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں
 کہ ولید فوت ہوئی۔ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں
 ابو رضا محمد قدس سرہ کے خلف الصدوقی نے قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں
 اس فقیر کے برے قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں
 والاکے ولید بن زکریا اور جو گئے اور مختلف امراض نے آپ پر قبضہ کیا۔ میں قاتلہ میں قاتلہ میں
 وفات کا وقت پیش کیا غرضیکہ یہ جمعیت منہ شرموش اور برحق میں وہ کو موعود ہو گیا کہ
 اگر سب وقت شادی نہ ہوتی تو اس کے بعد نہ ہاں تک اس کا مکان نہیں تھا کہ یہ قاتلہ میں قاتلہ میں
 پذیر ہوتی۔ پذیر ہوتی میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں قاتلہ میں

فرمایا۔ وہ عزت جسے مسلمانوں سے بڑا سمجھنا چاہیے یہ ہے عظمت و بزرگوں سے
 بہت ہی خوش تھے ورسن حالت میں رحمت مونسے۔ آپ کو توجہ تہجد پر اس قدر تھی کہ
 باپ کے چشمے پر مہین ہو سکتی۔ اس کے باوجود اس باپ کو اس شادہ و شادہ میں نہ
 نہیں دیکھ رہے تھے شادہ ورسیت اس قدر شفقت سے پیش آیا کہ مسیحا رحمت
 واد صاحب شہر سے پیش آئے تھے۔ اس پر غصہ و سوندی ورجی ہمارا یہی فی
 صغیرا وجہ رہا بکشف شفقتہ ورحمۃ و نعمۃ مہیب علی مائتہ الف اصغر ونا
 انک فریب مجیب۔

حضرت وکیل وفات سے ہجرت کم پیش بارہ سال کتاب فیہ و مقیم کے درجہ تہذیب
 موصفت کی اور علم میں نور و فکر کا موقع میں حضرت وید بزرگ کے مارتہ بزرگ
 دستور بنایا۔ ان دنوں توحید کے مسائل کھنڈے جذبہ ہر سنہ شادہ ہو۔ ورسیت
 سے فی قصہ نور و جہد فی صوبہ تو ذہن میں فوج در فوج ناز تھے مذہب رجس
 کتابوں ان کے اصول فقہ اور وہ احادیث بن تہذیب مسکرتیں وید منظر کے
 بعد نور غیبی کی مدد سے فقہاء محدثین کی روش خفیا رہنے کا فیصلہ ہوا۔ بارہ سال کے بعد
 حرمین شریفین کی زیارت و شوق منیہ ہوئے تھے۔ ورسیت جہد و خرمین جہد حاصل ہو
 ۳۳ھ میں مجاورت مکہ مکرمہ زیارت مدینہ منورہ اور تہذیب ورسیت کے درجہ تہذیب
 سند رویت حدیث توفیق فی اس شہر میں حضرت سید جلالہ علیہ الصلوٰۃ و التہنات
 کے روضہ نورہ پر توجہ بزرگ و فیض حاصل کئے۔ علم حرمین سے وید تہذیب ورسیت
 ہوا۔ اور پیش ہوا ہر سے فرقہ جامعہ حاصل کیا جو تمام صوفیہ کے فرقوں کا جامع ہو سکتا
 ہے۔ اس سال کے آخر میں تی زار شہر کے غازیہ ورسیت ورسیت ہوا۔ ہر تہذیب ہوا
 رجب صبیح ورسیت ورسیت یا واما بنعمۃ ربک فحدث اور تہذیب کی نعمت کا
 انہو رسیت اس فقیر پر سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ مجھے خلعت نقیضہ علی فہی ورسیت
 آخری ورسیت غازیہ سے ہفتوں کر یہ ورسیت میں پسندیدہ مسکرتیں ورسیت کی
 ورسیت جمع کر کے فقہ حدیث کی تہذیب بنایا۔ ورسیت ورسیت ورسیت

مصر کے ترقی یافتہ اور بوجھ بھاری مصلحتیہ عالم و سلم نے تعارفی طوف سے اسے
 ویران فرمائی ہے۔ ان تمام کے اور رٹوڑ کا بیان ایک مستقل فن ہے۔ اس فقیر سے ہمیں
 کوئی شخص تنہا نہ ملے گا۔ اس کو اس فن کی عظمت بلند ہی میں شہرہ ہو تو
 شیخ عزیز الدین بن عبد السلام بن قلاب کو مذہبی و عیسائی چاہیے کہ اس میں اس نے اس
 قدر روش و روش و معنی ہے بھر پوری اس فن کا وہ عشر عشیہ بھی نہیں کر سکے اور طریقہ سبک
 ہونہ نہ تھا جس نے مزید پسندیدہ برہمان ہے۔ اور جسے اس دور میں رائج ہونا ہے وہ
 فحشہ مایا ہے۔ جہت میں نے اپنے دور سالوں محبت و رطاف القدس میں بت
 کیا ہے میں نے فقیر علماء اس وقت کے عتد کو دیکھا و برہمن سے اس طرح بات کیا ہے
 کہ تمہاری باتوں سے شک و شبہات نہ رہے۔ وغیرہ صاف کر دیا ہے۔ اور اس طرح منور کیا ہے
 کہ کوشش و تلاش میں رہی اور مجھے علم کلمات راجع یعنی برع خلق تدبیر و عقل پر سہ طول
 و عرض کے ساتھ و رشتوں نسائیہ کی استعداد کا علم۔ اور ہر شخص کے کمال و انجام کا
 علم ہی فرمایا یہ وہی علوم اس قدر تہ ہیں کہ اس فقیر سے پہلے کسی کو نہ ہو بھی
 نہیں سکتا۔ و حکمت و علم جس کے ذریعہ اس دور کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ مجھے پوری سمجھت
 کے ساتھ عہد فرمائی تھی ہے اور مجھے کتاب و سنت و شارحانہ کے ذریعہ سے مستحکم
 کرنے و توفیق دی گئی ہے۔ جو چھ شخص حضرت مصلیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حق ہے اور
 جو چھ میں میں داخل کیا ہے۔ و جو حضرت ہے یاہر فرقہ نے جو تھی باتیں دین میں
 سچی دگنی میں تمام علم مجھے دیا ہے اگر میرا ہاں بار زبان بن جائے تو بھی
 اس کے حمد و شکر کا حق نہیں کر سکتا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

نوری بکڑی لاہور کی شاہی کتابیں

تذکرہ مشائخ اقصیٰ ہند

سیرت سید غوث

سرس حصید و بزره
شیر و حصید و غوثی

تذکرہ غوثیہ

تاریخ مرتبه

۱۲ تقریری محمد تقی میری

کشفیات او و اسامی

مسند نور و شمس غنیۃ

حرمت سجدہ تعظیم الحقیقت

تذکرہ فریدیہ

بما خست اسرار
مواظب الحذر

کتابخانه ملی ایران

مکتبہ ترقی، علیہ ذک غفر . منسوخ جیب

نہایت دلجو و مہربان ہو

در حدیث

کتابخانه

سید محمد علی حسینی

1872

تاریخ و جغرافیة ایران

از کتابت و تصحیف

فوق القريب
فوق القريب

الحسين بن علي

پیشہ و کسب

مجموعہ نعت
سید محمد عثمان پیرزادہ

علامہ سید سلیمان بن علی

میرزا محمد علی

بزرگواران

رسالہ رحمی حضرت سلطان بہ

مجلس اول

نویسنده:

DI. E.

نوی کتب خانہ : لاہور

نویسندگی

تفسیر غزالی

”سورۃ یوسف“

— ان تصنیف —

حجۃ الاسلام و المسلمین امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

— ترتیب و تدوین —

مولانا محمد حفیظ نیازی، ایڈیٹر ضائع مصطفیٰ ٹکھڑوالہ

— حسب الارشاد —

حضرت الحاج سید محمد حسن شاہ گیلانی قادری نوری

— ناشر —

معصوم اکیڈمی، معصوم منزل اسلام گنج لاہور

تقسیم کار نوری بک پوزیٹو حضرت انا گنج بخش لاہور



ناشر
نُورِی بک ڈپو، داتا صاحب لاہور

ذکر حبیب

از

والد ماجد علامہ شاہ احمد نورانی
صدر جمیعت العلماء پاکستان

اصلی شمع شبستانِ رضا
مکملہ

اعلیٰ حضرت بریلوی
کے عملیات کا مجموعہ



سیرت سیدنا غوث اعظم

علامہ محمد نور بخش توکلی

ایم، اے

شرح
قصیدہ غوثیہ

اردو

علامہ محمد عبدالعالمک



تحفہ شیعہ

از

علامہ محمد نور بخش توکلی

ایم، اے

بزرگانِ لاہور

از

علامہ غلام دستگیر نامی

ذکر حبیب

کامل

بسیح اشرف علاء شاہ عبد العظیم صدیق قادری

والد المعبد

قائد اہلسنت علاء شاہ احمد خاں فی سبقتہما

نوری بک ڈوپ، لاہور